# سمندر کا دروازہ

خاص نمبر

PDFBOOKSFREE.PK

اشتیاق احمد

www.pdfbooksfree.pk

# جہاز کہاں ہے

انسپکٹر جمشید، محمود، فاروق اور فرزانہ اپنے شہر کے ایر پورٹ پر موجود تھے، انسپکٹر جمشید کے ایک دوست دور دراز کے ایک ملک سے ان کے ہاں آ رہے تھے۔ تین دن پہلے انھیں اپنے دوست کا تار ملا تھا۔ وہ ان کا ملک دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کے بیوی بچے بھی ان کے ساتھ آ رہے تھے۔ جہاز کی آمد میں ابھی نصف گھنٹا باقی تھا۔ چاروں ایسے میں ایر پورٹ کے ریسٹوران میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ کیوں کہ وقت شام کا تھا اور یہ ان کا چائے کا وقت تھا۔

"آپ کے دوست مسٹر جیری کا ذکر پہلے تو کبھی سننے میں نہیں آیا۔" فاروق کہہ رہا تھا۔

"طالب علمی کے زمانے میں دوست بنا تھا۔ جب میں ٹریننگ کے لیے بیرونِ ملک تھا۔" وہ بولے۔

"لیکن اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد اچانک انھیں آپ کی یاد کس طرح آ گئی؟" محمود کے لہجے میں شک تھا۔

www.pdfbooksfree.pk



"اس بات کا ذکر اس نے اپنے خط میں کیا تو ہے۔ وہ ہمارا ملک دیکھنا چاہتا ہے۔ ایسے میں ہی یاد آ سکتا تھا۔" وہ مسکرائے۔

"ہو سکتا ہے۔ ملک کی سیر صرف بہانہ ہو۔ اور کوئی اور چکر ہو۔" فرزانہ نے خیال ظاہر کیا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ اس کا بھی امکان ہے، لیکن ایک بات اور ہے جس کی بنا پر یہ کہنا پڑے گا کہ کوئی چکر نہیں ہو سکتا۔ اور وہ یہ کہ میرا دوست بیوی بچوں سمیت آ رہا ہے۔"

"ہوں! خیر۔ ان کے آ جانے کے بعد ہی کچھ کہا جا سکتا ہے، ویسے ایسی پُر اسرار آمد ہمیشہ ہمیں اُلجھنوں سے دو چار کر دیتی ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"شکر کرو ابھی صرف دو چار ہی کرتی ہے۔ اگر چار آٹھ کرنے لگ گئی تو کیا ہو گا۔ یہ سوچ لو۔" فاروق مسکرایا۔

"سوچ لیا۔ یہ کہ اب تم اوٹ پٹانگ باتیں کرو گے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"ان حالات میں جب کہ جہاز کے آنے میں کچھ وقت باقی ہے۔ اور ہم یہاں بیٹھے چائے پی رہے ہیں۔ ایک آدھ بات اگر اِدھر اُدھر کی یا بقول تمہارے اوٹ پٹانگ ہو جائے تو تمہارا کیا حرج ہے۔" فاروق نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"بات معقول ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"حیرت ہے۔ تم بھی اس کا ساتھ دے رہی ہو۔" محمود نے فرزانہ کو گھورا۔

"ہاں واقعی فرزانہ۔ تمہیں تو صرف اور صرف محمود کا ساتھ دینا چاہیے۔ بے چارہ اکیلا رہ کر تو میرا ذرا سا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔" فاروق کے لہجے میں شوخی تھی۔

"یہ تو خیر تمہاری خوش فہمی ہے۔ ابھی اور اسی وقت دو دو ہاتھ کر لو۔" محمود مسکرایا۔

"لو۔ پہنچ گئے دو دو ہاتھ پر۔ جب کہ میں بات کر رہا تھا باتوں کے مقابلے کی۔"

"تم باتیں کرو بھئی۔ میں ذرا معلومات والی کھڑکی سے پوچھ کر آتا ہوں۔ اس مرتبہ اس کا آدھ گھنٹے کا اعلان پورا ہو رہا ہے یا نہیں۔ تین گھنٹے تو ہو گئے اسے یہ کہتے ہوئے کہ نصف گھنٹے تک آ رہا ہے۔"

"جی بہتر۔ لیکن ابا جان ابھی تو صرف پندرہ منٹ گزرے ہیں، اصولی طور پر تو آپ کو پندرہ منٹ بعد جا کر معلوم کرنا چاہیے۔" محمود نے کہا۔

"پندرہ منٹ گزرنے کے بعد وہ یقین سے تو کہہ ہی سکتا ہے نا۔" وہ مسکرائے اور ریسٹوران سے باہر نکل گئے۔

"جہاز کو بھی آج ہی لیٹ ہونا تھا۔"

"ایسی بات نہیں، ہم یہاں ہر روز تو نہیں آتے، جہاز تو عام

www.pdfbooksfree.pk

طور پر لیٹ ہوتے ہی رہتے ہیں۔" محمود بولا۔

"کم از کم ہماری باری میں لیٹ نہ ہوتا — لیکن — جہاز بے چارے کو کیا پتا — ہم کتنے مصروف ہیں۔" فاروق بڑبڑایا۔

"اب صرف پندرہ منٹ کی بات رہ گئی ہے۔" فرزانہ نے اُکتا کر کہا، پھر چونک اُٹھی،

"ہائیں — یہ انکل خان رحمان اور پروفیسر انکل کہاں چلے آ رہے ہیں۔"

محمود اور فاروق نے جلدی سے ریسٹوران کے دروازے کی طرف دیکھا۔ ان دونوں نے بھی انہیں دیکھ لیا — وہ تیر کی طرح ان کی طرف آئے۔

"خیر تو ہے بھئی — تم اور یہاں۔" خان رحمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہم بھی آپ سے یہی کہنے والے تھے۔" محمود مسکرایا۔

"ہمارے تو کچھ دوست بیرونِ ملک سے آ رہے ہیں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"بھئی واہ — یہی معاملہ ادھر بھی ہے۔" فرزانہ ہنسی۔

"اوہو اچھا — تب تو خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔" پروفیسر نے خوش ہو کر کہا۔

"جی کیا فرمایا — دیوانے دو — دونوں طرف کے مہمان آ جانے کے بعد تو دیوانے ہی دیوانے نظر آئیں گے۔" فاروق کے لہجے میں شوخی تھی۔



"لیکن بھئی .... تمہارے مہمان کون سی پرواز سے آ رہے ہیں؟"

"آر کے ۲۱۹ سے۔"

"ہائیں ہائیں۔" پروفیسر داؤد نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

"تو آپ کے دوست بھی ...." محمود نے جملہ نامکمل چھوڑ دیا۔

"ہاں بھئی ... ہم تو بہت دیر سے آئے ہوئے ہیں لیکن ہم دوسری طرف گھومتے پھرتے رہے ... اور تم لوگ ادھر تھے ... اس لئے ملاقات نہ ہو سکی .... پتا نہیں اس جہاز کے بچے کو کیا ہو گیا ہے۔" خان رحمان نے تلملاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کس کے بچے کی بات کی تم نے۔" پروفیسر داؤد بے دھیانی کے عالم میں بولے۔

"جہ .... جہاز کے بچے کی۔" فاروق بول پڑا۔

"اچھا ... ہائیں کیا کہا ... جہاز کا بچہ ... ارے باپ رے۔"

"لیکن انکل ... اس میں گھبرانے، پریشان ہونے اور حیران ہونے کی کیا ضرورت ہے ... جن چھوٹے چھوٹے جہازوں کے ذریعے پائلٹ لوگ تربیت لیتے ہیں۔ ان کو جہاز کے بچے بھی تو کہا جا سکتا ہے۔"

"ہاں ان کو تو کہا جا سکتا ہے لیکن وہ جو آ رہا ہے ...۔"

پروفیسر داؤد کے الفاظ درمیان میں ہی رہ گئے ... اس وقت ایکسکیوز جیٹ اندر داخل ہوتے نظر آئے تھے۔ نزدیک آنے پر انہوں نے کہا۔

"میں تو یہاں تین کو چھوڑ گیا تھا۔ تین سے پانچ کیسے ہو گئے۔"

www.pdfbooksfree.pk



"اسے خوب صورت اتفاق کہتے ہیں؟" پروفیسر بولے۔

"جہاز کا کیا رہا۔"

"اپنی زندگی کی حیرت انگیز ترین خبر سننے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"جی کیا مطلب؟" فرزانہ چونکی۔

"نہیں ابا جان... ہم تو اپنی زندگی کی نہ جانے کتنی حیرت انگیز ترین باتیں سن اور دیکھ چکے ہیں؟" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"چلو یوں کہہ لو کہ ان میں ایک اور کا اضافہ کر لو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"بہت بہتر... آپ کہتے ہیں تو کر لیتے ہیں اضافہ۔" فاروق مسکرایا۔

"اور خبر یہ ہے کہ جہاز غائب ہو گیا ہے۔"

"کیا؟..." وہ سب چلا اٹھے۔

ریستوران میں موجود لوگ بھی اچھل پڑے... پھر وہ سب انسپکٹر جمشید کے گرد جمع ہو گئے۔

"آپ نے کیا کہا جناب۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"ایئر پورٹ کے افسران دراصل نہیں بتا نہیں رہے تھے لیکن اب وہ بتانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔"

"کیا بتانے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ جہاز غائب ہے؟"

"ہاں! ساڑھے چار سو مسافروں کا جہاز غائب ہے۔"



"ان... ان کا مطلب ہے... جہاز کہیں گر کر تباہ ہو گیا ہے۔"

"نہیں... ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی... جہاز کو کہیں گرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا.... اس کو تین گھنٹے پہلے یہاں پہنچ جانا چاہیئے تھا.... لیکن تین گھنٹے پہلے جس ایئر پورٹ سے اڑا اس سے لے کر ہمارے ملک کے فضائی راستے تک چیکنگ کر لی گئی ہے... جہاز کا کہیں پتا نہیں ہے۔ نہ کہیں اس کا ملبہ بکھرا ملا ہے۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" چیخیں آوازیں ابھریں۔

"اسی لئے میں نے کہا تھا نا کہ حیرت انگیز خبر سننے کے لئے تیار ہو جائیں۔" وہ بولے۔

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔"

"اس سوال کا جواب تو ایئر پورٹ حکام کے پاس نہیں ہے۔ میں کیا بتا سکتا ہوں۔" انہوں نے کندھے اچکائے اور پھر سب لوگ معلومات کی کھڑکی کی طرف دوڑ پڑے۔ صرف وہ وہاں بیٹھے رہ گئے۔

"یہ... یہ میں نے کیا سنا ہے جمشید۔ آخر جہاز فضا ہی فضا میں کس طرح غائب ہو سکتا ہے۔" خان رحمان بولے۔

"ہزاروں سوال ذہن میں اٹھ رہے ہیں خان رحمان، لیکن ماہرین کی عقلیں بھی جواب دے چکی ہیں.... آؤ ہم بھی چلیں دیکھیں تو سہی... ماہرین کیا کہتے ہیں۔"

www.pdfbooksfree.pk

وہ ریسٹوران سے نکل آئے... تمام لوگ معلومات کی کھڑکی کے سامنے جمع تھے .... مکھیوں کی بھنبھناہٹ سی گونج رہی تھی۔ ہر کسی کا منہ اڑا ہوا تھا۔

"اس کا تو مطلب ایک اور صرف ایک ہو سکتا ہے" کسی نے ہلکی بلند آواز میں کہا۔

"اور وہ کیا ہے" بیکڑوں آوازیں گونجیں۔

"یہ کہ جہاز کو اغوا کر لیا گیا ہے"

"نہیں نہیں" لوگ چلائے

"حکام نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کہی... اگر اس کا امکان تھا تو وہ کہہ دیتے" ایک اور آواز ابھری

"ان صاحب سے پوچھیں نا جو کھڑکی میں بیٹھے ہیں" کئی لوگ چلائے۔

"حضرات .... ابھی ہمارے ڈائریکٹر صاحب آ رہے ہیں... وہ آپ لوگوں کو کچھ بتا سکیں گے، ہمیں آپ سب کی پریشانی کا احساس ہے .... اس ایر پورٹ کا عملہ بھی کچھ کم پریشان نہیں ہے" کھڑکی والے نے بلند آواز میں کہا۔

پھر کھسر پھسر شروع ہو گئی .... مکھیوں کی بھنبھناہٹ گونجنے لگی .... آخر لمبے قد کے ایک صاحب وہاں آتے نظر آئے۔ ان کے پیچھے ایر پورٹ کے عملے کے بہت سے آدمی تھے۔ لمبے صاحب ایک میز پر چڑھ گئے اور یوں گویا ہوئے۔

"حاضرین! اسلام علیکم

اس میں کوئی شک نہیں کہ آر کے دو سو انیس فضا میں غائب ہو چکا ہے تمام ممالک کے فضائی اڈے اس بات کی تصدیق کر چکے ہیں کہ آر کے ۲۱۹ ان کے ایر پورٹ پر نہیں اترا۔ راستوں کا بھی جائزہ لے لیا گیا ہے۔ کہیں بھی جہاز کا ملبہ اور بکھری ہوئی لاشیں نظر نہیں آئیں۔ اس بات کا پوری طرح اطمینان کر لیا گیا ہے کہ جہاز تباہ نہیں ہوا۔ تباہ ہوا ہوتا تو اس کا ملبہ کہیں تو گرتا۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ جہاز کا ملبہ فضا میں ہی بکھر کر رہ گیا ہو اور نظر نہ آئے تاہم ابھی تلاش جاری ہے... صرف آپ ہی پریشان نہیں ہیں... وہ جہاز انشارجہ سے چلا ہے... انشارجہ کا ہی ہے... اس کا عملہ بھی جہاز میں موجود ہے... لہٰذا پورا انشارجہ پریشان ہے... پھر راستے میں اسے ایک اور ملک میں اترنا تھا... وہاں کچھ مسافر اترنا تھے۔ کچھ مسافر سوار کرنا تھے۔ وہ ملک بھی پریشان ہے آپ سب اور ہم سب بھی پریشان ہیں... لیکن اس

www.pdfbooksfree.pk



پریشانی کا حل یہ نہیں کہ ہم بس سوالات کرتے رہیں چہ میگوئیاں کرتے رہیں .... حل یہ ہے کہ ہم اس کو یاد کریں ... جو ہر چیز پر قادر ہے ... اس کے قبضۂ قدرت میں ہے سب کچھ۔ میں بس یہی کہنے کے لئے حاضر ہوا تھا۔ تمام تر شنیزی اس جہاز کی تلاش میں مصروف ہے، جونہی کوئی اطلاع ملی آپ کو فوراً بتا دی جائے گی۔ ریڈیو اور ٹی وی پر اعلان کیا جائے گا۔ آپ لوگ بلند کریں تو اچھے ....."

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔ ایک آفیسر دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا تھا۔

"سر ... ایک اہم اطلاع ملی ہے .... جلدی تشریف لائیے"

"اوہ اچھا" انہوں نے کہا اور پھر لوگوں سے بولے،

"ذرا انتظار فرمائیے"

یہ کہہ کر وہ میز سے اترے اور دوڑتے چلے گئے ... اب لوگوں کی الجھن اور بے چینی میں اور اضافہ ہو گیا .... ایسے میں انسپکٹر جمشید بولے۔

"آیئے بھئی ... بیٹھتے ہیں ... اب یہاں کھڑے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں"

وہ ایک صوفے پر آ کر بیٹھ گئے۔

"یہ تو واقعی ہماری زندگی کی حیرت انگیز ترین خبر ہو گی"



فاروق بڑبڑایا۔

"آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا" محمود نے منہ بنایا

"آگے آگے پھر دیکھ لیں گے ... اب دیکھے بغیر کہاں رہ سکتے ہیں" فرزانہ مسکرائی۔

"پروفیسر صاحب .... آپ کے ذہن میں کوئی بات آتی ہے آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے"

"ابھی تو ذہن یہی کہہ رہا ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے، لیکن دنیا میں ایسے بہت سے واقعات پہلے بھی ہو چکے ہیں ان کے بارے میں بھی کہا گیا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے لیکن سب ہوا تھا"

"خیر اب دیکھتے ہیں کیا اطلاع ملتی ہے" خان رحمان بولے اور پھر دس منٹ بعد سپیکر پر آواز گونجی۔

"خواتین و حضرات ... توجہ فرمائیں ... آپ سب کے لئے ایک خوشخبری ہے۔ جہاز اچانک فضا میں نظر آ گیا ہے اور اب وہ اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ آپ کو تین گھنٹے اور انتظار کرنا پڑے گا ...."

"یہ ... یہ کیا بات ہوئی .... آخر اتنی دیر جہاز کہاں رہا" بہت سے لوگ چلائے۔

ان کی آوازیں ڈائریکٹر صاحب تک پہنچائی گئیں۔ آخر پھر انہیں

www.pdfbooksfree.pk



آئی پڑا... ایک بار وہ پھر میز پر چڑھ گئے۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب! آوازیں گونجیں۔

"ہو نہیں سکتا... لیکن ہو چکا ہے... جہاز پورے تین گھنٹے فضا میں غائب رہا... اور پھر اچانک نظر آنے لگا۔ اب بالکل درست حالت میں چلا آ رہا ہے بلکہ جہاز سے بھی قائم ہو چکا ہے... پائلٹ اور تمام مسافر بالکل ٹھیک اور اس دنیا کی شاید یہ سب سے حیرت انگیز ترین خبر ہے کہ اس کے عملے اور مسافروں کو قطعاً معلوم نہیں کہ وہ تین گھنٹے تک فضا میں غائب رہے ہیں!

"ہیں... کیا مطلب؟ سب لوگ چلائے۔

"جب پائلٹ سے پوچھا گیا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا تھا اس نے حیران ہو کر کہا... کیا مطلب... غائب ہو گیا تھا میں کیوں غائب ہوتا... ابھی چند منٹ پہلے تو میں ہیتھ نوٹ کر رہا تھا اور اپنی خیریت کی اطلاع دی تھی... اس کے اس جواب نے بے شمار الجھنیں پیدا کر دی ہیں۔ اصل بات جہاز کے آنے پر ہی معلوم ہو سکے گی... اتنا ہے جہاز خیریت سے ہے اور تمام مسافر بھی ٹھیک ہیں... لیکن آپ کو تین گھنٹے اور انتظار کرنا ہوگا... پائلٹ نے وہ تین گھنٹے پہلے دی تھی، تھوڑی دیر پہلے نہیں... یہ کہہ کر



میز سے اترے اور چلے گئے۔ لوگ ادھر ادھر ہونے لگے۔ وہ بھی پھر ریسٹوران میں آ پہنچے۔

"آپ کے ذہن میں کوئی بات آئی؟" انسپکٹر جمشید نے پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا۔

"نہیں... ذہن الجھا جا رہا ہے... بہرحال جہاز آنے پر ہی پتا چلے گا۔"

"ہوں!" اور وہ سب سوچ میں ڈوب گئے۔

ٹھیک تین گھنٹے بعد اعلان کیا گیا کہ جہاز ایئر پورٹ پر اتر رہا ہے اسے ٹریفک کے گھیرے میں لیا جائے گا۔ پہلے چیکنگ ہو گی پھر مسافروں کو اتارا جائے گا۔ جہاز کا عملہ البتہ اس کے بعد بھی وہیں رہے گا۔"

"میرا خیال ہے... ہمیں اندر چلنا چاہیے۔" انسپکٹر جمشید بولے

"بالکل ٹھیک ہے!" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

وہ اٹھے اور رن وے والے دروازے پر پہنچے... جہاں ٹریفک کے جوان موجود تھے... انہیں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر دور سے ہی بولے:

"نہیں جناب... کسی کو اجازت نہیں ہے۔"

"لیکن جناب... ہمیں تو آپ اجازت دے ہی دیں

www.pdfbooksfree.pk

مہربانی ہوگی ؟" فاروق بولا۔

"سوری سر۔" انہوں نے نفی میں سر ہلائے "کسی کو بھی اجازت نہیں ہے۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔ اب ذرا اس پر ایک نظر ڈال لیں انسپکٹر جمشید نے اپنا خصوصی اجازت نامہ نکال کر سامنے کر دیا۔

وہ فوراً با ادب ہو گیا اور بولا،

"تشریف لے جایئے جناب۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

اور وہ جہاز کے نزدیک ہوتے چلے گئے۔ راستے میں بھی انہیں کئی مرتبہ ٹوکا گیا لیکن جونہی اجازت نامے پر نظر پڑتی راستہ دے دیا جاتا۔

"آج تو یہ بے چارہ بہت کام آ رہا ہے۔" فاروق مسکرایا

"آ تو رہا ہے، لیکن ہم اس کے بغیر بھی یہاں تک آ سکتے تھے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"شکر ہے۔ یہ جہاز صاحب نظر تو آئے۔ بھلا یہ تین گھنٹے تک کہاں رہے ہوں گے۔ ہیلی کاپٹر تو یہ ہیں نہیں۔"

"ہاں، یہ سوالات تو یہاں موجود تمام لوگوں کے ذہنوں میں گونج رہے ہوں گے۔"

وہ عین جہاز کے سامنے پہنچ گئے۔ ابھی اس کا انجن چل



رہا تھا۔۔۔ انجن کی پُر شور آواز کان پھاڑے جا رہی تھی۔ جہاز کے دروازے ابھی تک بند تھے۔ ملٹری کے جوان جہاز کو پوری طرح گھیرے میں لئے ہوئے تھے اور شاید انہیں کسی کا انتظار تھا آخر ایر پورٹ حکام اور ملٹری کے چند بڑے آفیسر آتے نظر آئے نزدیک آ کر ایر پورٹ آفیسر نے اشارہ دیا۔

"کیپٹن۔۔۔ دروازے کھول دیئے جائیں۔۔۔ مسافروں کو نکل جانے دیا جائے تاہم مسافر ابھی انتظار گاہوں میں ٹھہریں گے۔ شاید ان سے بھی کچھ سوالات پوچھنے کی ضرورت پیش آئے۔"

جہاز کے دروازے کھل گئے۔ مسافر جلدی جلدی باہر نکلنے لگے۔ ان کے چہروں پر کوئی حیرت نہیں تھی۔ تمام مسافر خوش تھے۔ ہنستے مسکراتے باہر نکل رہے تھے۔ البتہ ملٹری کا گھیرا دیکھ کر انہیں حیرت ضرور ہو رہی تھی۔۔۔ آخر تمام مسافر جہاز سے اتر گئے۔ اب عملے کے لوگ اترنے لگے۔ فوراً ہی فوجی دستہ آگے بڑھا اور ان کے گرد ایک اور گھیرا ڈال دیا گیا۔

"اب بتایئے کیپٹن۔۔۔ آپ چھ گھنٹے کہاں رہے۔"

"یہ سوال ہم سے فضا میں بھی پوچھا جا چکا ہے، لیکن ہم چھ گھنٹے کیا۔۔۔ چھ منٹ۔۔۔ بلکہ چھ سیکنڈ بھی کہیں نہیں رہے۔۔۔ یہ دیکھئے ہماری گھڑیاں۔۔۔ بالکل ٹھیک تین بجا رہی ہیں۔ جہاز کے یہاں پہنچنے کا وقت بھی بالکل ٹھیک تین بجے

www.pdfbooksfree.pk



دوپہر کا ہے۔

سب نے ان کی گھڑیوں پر نظریں ڈالیں۔ واقعی تین ک
رہے تھے اور تاریخ بھی وہی تھی ... اب ایر پورٹ حکام ن
اپنی گھڑیاں جہاز کے عملے کے آگے کر دیں اور بولے:

ہم سب کی گھڑیوں پر اس وقت نو بج رہے ہیں۔ سو
بہت دیر ہوئی غروب ہو چکا ہے۔ آپ ذرا اپنے ارد گرد پر
دیکھ لیں۔

عملے نے جونہی آسمان کی طرف دیکھا ان کے منہ کھلے کے
کھلے رہ گئے ... پھر ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا:

"یہ ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

## حیرت در حیرت

چند لمحے تک خاموشی طاری رہی، آخر ایک آفیسر نے کہا
"یہی تو ہم کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ کا جہاز
چھ گھنٹے لیٹ پہنچا ہے۔ ایر پورٹ کا ہر آدمی یہ بات آپ
کو بتائے گا۔ سیکڑوں لوگ ان مسافروں کا چھ گھنٹے انتظار کر
چکے ہیں۔ جہاز کو یہاں دوپہر کے ٹھیک تین بجے پہنچ جانا
چاہیئے تھا۔ ہمارے آلات اور نزدیکی ایرپورٹوں نے اچانک ہمیں
بتایا کہ جہاز فضا میں سے اچانک غائب ہو گیا ہے اور کوشش
کے باوجود کہیں نہیں دیکھا جا رہا۔ یہ خبر حیران کن ترین تھی....
سب نے ہی خیال کیا کہ جہاز میں خرابی ہو گئی اور زمین پر گر گیا۔
اس لئے زمین پر اس کی تلاش شروع ہو گئی۔ لیکن اس تمام رات
میں کہیں سے بھی جہاز کے گرنے کی خبر نہ مل سکی ... اور ہم لوگ
حیرت کے سمندر میں ڈوبتے گئے۔ اس سے زیادہ دلچسپ بات
آج تک سنی نہیں گئی تھی ... کہ فضا میں اڑتا ہوا ایک جہاز

www.pdfbooksfree.pk



اچانک غائب ہو جاتے ۔ نہ وہ زمین پر گرا ہو ۔ ۔ ۔ نہ فضا
کہیں نظر آئے ۔ ۔ ۔ تو وہ آخر جا کہاں سکتا ہے ۔ اس سوال
نے سب کو چکرا دیا ۔ ہم لوگوں کو ان لمحات میں ہزاروں چکر
تو ضرور آئے ہوں گے ۔ اور پھر تین گھنٹے پہلے اطلاع ملی کہ
اچانک فضا میں نظر آ گیا ہے ۔ اس وقت پھر آپ لوگوں سے
قائم کیا گیا تو آپ کی طرف سے کسی حیرت کا اظہار نہ ہوا ۔ ۔ ۔ اور
نے بتایا کہ آپ معمول کے مطابق آ رہے ہیں ۔

"ہاں ! بالکل یہی بات ہے" کیپٹن نے کہا ۔

"دیکھئے کیپٹن ہوگر ۔ ۔ ۔ ہم سب جانتے ہیں کہ جہاز چھ گھنٹے
زائد فضا میں رہا ہے ۔ ۔ ۔ لیکن آپ اس بات کو نہیں مانتے ۔ ۔
جب کہ یہاں کا وقت آپ سے کہہ رہا ہے کہ اس بات کو
ماننا ہو گا ۔"

"اس بات پر تو میرا دماغ گھومنے لگا ہے" کیپٹن
ہوگر نے کہا ۔

"اچھا ۔ ۔ ۔ ایک اور بات ہے ۔ ۔ ۔ ہم جہاز کا تیل چیک
کر لیتے ہیں ۔ ۔ ۔ آپ معمول کے مطابق جب اس طرف سے چلتے
ہیں تو تیل کی ٹنکی بھروا کر چلتے ہیں ۔ ۔ ۔ اور یہاں پہنچنے پر
کتنا تیل باقی ہوتا ہے ۔"

"تقریباً چار سو لیٹر کا باقی ہوتا ہے ۔"



"اور اس وقت کتنا باقی ہے ؟"

"جب میں نے فضا میں آپ لوگوں کی بات سنی تھی اس
وقت میں نے سب سے پہلے تیل کی پوزیشن بتانے والی
سوئی پر ہی نظر ڈالی تھی ۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ
اس وقت تیل معمول کے مطابق چار سو لیٹر باقی ہے ۔ ۔ ۔ ۔
بے شک آپ خود چیک کر لیجئے ۔"

"نہیں ۔ ۔ ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ایر پورٹ حکام ایک ساتھ
چلائے ۔

"میں نے کہا نا ۔ ۔ ۔ چیک کر لیں سر ۔"

پٹرول چیک کیا گیا ۔ کیپٹن ہوگر کا بیان درست ثابت ہوا ۔

"اف مالک ۔ ۔ ۔ یہ سب کیا ہے ۔ ۔ ۔ جہاز یہاں چھ گھنٹے
دیر سے پہنچا ہے ۔ اس دوران فضا میں کہیں ٹھہر تو سکتا
نہیں تھا لہٰذا انجن چلتا رہا ہے ۔ ۔ ۔ اس لحاظ سے چھ گھنٹے
تک پٹرول خرچ ہوتا رہا ہے اور چار سو لیٹر پٹرول کسی
صورت بھی نہیں بچ سکتا ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن پٹرول موجود ہے ، اور
ادھر یہاں وقت چھ گھنٹے زیادہ گزر چکا ہے ۔ آخر اس
بات کا جواب کون دے گا ۔"

کیپٹن ہوگر سر پکڑ کر بیٹھ گیا ۔ ۔ ۔ باقی لوگوں کی حالت بھی
بہتر نہیں تھی ۔ ان کے سر جھکے ہوئے تھے ۔

www.pdfbooksfree.pk



"یہ واقعہ شاید دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے۔" ایک مٹری انجینیر بولے۔

"وہ تو خیر ہوگا... سوال یہ ہے کہ ہم اس کا جواب کیسے تلاش کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"چند واقعات ایسے تو ہو چکے ہیں کہ جہاز فضا میں سے اچانک غائب ہو گئے اور پھر ان کا آج تک پتا نہیں چلا لہٰذا ان کے بارے میں جان لیا گیا کہ وہ جہاز سمندر میں گر کر ڈوب گئے اور کچھ بھی نہ بچ سکا۔ لیکن یہ واقعہ... اپنی نوعیت کا حیرت انگیز ترین کہا جا سکتا ہے۔"

ایسے میں انسپکٹر جمشید آگے بڑھے اور بولے:

"اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں؟"

سب کے سب ان کی طرف گھوم گئے... ان کی آواز ایسی با رعب تھی۔

"جی فرمایئے... پہلے تعارف ہو جائے، آپ ہیں کون؟" انجینیر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں انسپکٹر جمشید ہوں... اور یہ" انہوں نے باقی لوگوں کا بھی تعارف کروایا۔

"اوہو... آپ لوگ تو بہت مشہور و معروف ہستیاں ہیں خیر... فرمایئے۔ آپ کیا رائے پیش کرنا چاہتے ہیں؟"



"یہ مسئلہ یہاں کھڑے ہو کر طے نہیں ہو سکتا... پہلی بات تو یہ کہ ہمیں کہیں چل کر اطمینان سے بیٹھ جانا چاہیئے اور چند ماہر ڈاکٹروں اور انجینیروں کو بلا لینا چاہیئے۔"

"ڈاکٹروں اور انجینیروں کو؟" وہ مسکرائے۔

"آپ بلا تو لیں پہلے؟"

ان کی ہدایت پر عمل کرنے کے سوا وہ اور کر ہی کیا سکتے تھے... ان لوگوں کو خود تو کچھ سوجھ نہیں رہا تھا۔ جلد ہی وہ سب کانفرنس روم میں موجود تھے اور ماہر ترین ڈاکٹر اور انجینیر بھی آ چکے تھے۔ انسپکٹر جمشید نے ان لوگوں کو بھی تمام واقعہ پوری وضاحت کے ساتھ سنایا۔ ان کے چہروں پر پہلے ہی حیرت کا سمندر موجیں مار رہا تھا۔ وضاحت کے بعد انسپکٹر جمشید بولے:

"میں پائلٹ صاحبان سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ آپ لوگوں نے کھانا کب کھایا تھا؟"

"پچھلے ایر پورٹ سے پرواز کرنے کے بعد" کیپٹن بوگر نے کہا۔

"گویا ساڑھے نو گھنٹے پہلے" انسپکٹر جمشید بولے۔

"نہیں جناب ساڑھے تین گھنٹے پہلے" کیپٹن بوگر کے لہجے میں حیرت تھی۔ وہ حیران تھا کہ انسپکٹر جمشید کھانے کی بات یوں پوچھ رہے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk



اب انسپکٹر جمشید ڈاکٹر صاحبان کی طرف مڑے۔

"ڈاکٹر صاحب: ان لوگوں نے کھانا ہمارے حساب سے ساڑھے نو گھنٹے پہلے کھایا تھا... ہمارے وقت کے لحاظ سے لیکن ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے کھانا ساڑھے تین گھنٹے پہلے کھایا تھا.... ہمارے حساب سے وہ کھانا ان کے معدے میں اب موجود نہیں ہونا چاہیے کیونکہ چھ گھنٹے میں کھانا ہضم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ساڑھے تین گھنٹے گزرے ہیں تو کھانا ان کے معدوں میں موجود ہو گا۔ بس آپ صرف یہ چیز چیک کر لیں۔"

"اوہ... اب سمجھ میں بات آئی کہ آپ کیوں یہ پوچھ رہے تھے۔" کیپٹن برگر مسکرایا۔

"پہلے تو کیپٹن صاحبان خود ہی بتا دیں کیا وہ جھوٹ بول رہے ہیں؟" ایک ڈاکٹر نے مسکرا کر پوچھا

"نہیں۔ ابھی تو ہم تین گھنٹے بعد کھانا کھائیں گے۔"

"وہی کرنا ہو گا جو میں نے کہا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا

"اچھی بات ہے۔ ہم ابھی ان لوگوں کے معدوں کو چیک کر لیتے ہیں... آیئے صاحبان۔"

ڈاکٹر انہیں لے کر ایک دوسرے کمرے کی طرف چلے گئے۔

اب انسپکٹر جمشید انجنیئروں کی طرف بڑھے۔

"آپ جہاز چیک کریں اور اس میں کسی تبدیلی کا



چلائیں۔"

"اچھی بات ہے۔" انہوں نے کہا اور اٹھ کر جہاز کی طرف چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد انسپکٹر جمشید بولے:

"گھڑیاں پیچھے کی جا سکتی ہیں۔ جہاز میں پٹرول ڈلوایا جا سکتا ہے لیکن ان لوگوں نے کھانے کا حساب ہرگز نہیں رکھا ہوگا۔"

"کیا مطلب... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟" ایئر پورٹ کے ایک آفیسر نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"یہ کہ... ان لوگوں نے کوئی سازش کی ہے۔ جہاز کو اچانک کسی نامعلوم جگہ اتارا ہے... کیوں اتارا ہے... یہ بات جمیں معلوم کرنا ہو گی۔"

"بالکل! اب تو یہ کیس ہماری جانوں کے ساتھ چپک کر رہ جائے گا..." فاروق بولا۔

اسی وقت ڈاکٹر صاحبان آ گئے۔ ان کے چہروں پر حیرت تھی۔

"کھانا ان کے معدوں میں ابھی تک موجود ہے اور اسے مکمل طور پر ہضم ہوتے میں تین گھنٹے لگیں گے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ پھر وہ محمود، فاروق اور فرزانہ کی طرف بڑھے۔

"تم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ جہاز کے مسافروں کے پاس جاؤ

www.pdfbooksfree.pk



ان میں سے بھی چند ایک کے معدے چیک کرنا ہوں گے
ان کے بیانات بھی لے لینا کہ کتنی دیر پہلے انہوں نے کا
کھایا تھا۔"

"جی بہتر... آیئے جناب!" وہ تینوں ڈاکٹروں کو سا
لے کر چلے گئے۔

"آپ اپنے ملک کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید
نے اچانک پائلٹوں سے پوچھا، ساتھ ہی ان کی نظریں ان کے
چہروں پر گڑ گئیں۔

"جو بھی حکم دیا جائے... ہم ملک کے لئے جان کی بازی
لگانے کے لئے بھی تیار ہیں۔" ایک نے کہا۔

"آپ کے ساتھ راستے میں گڑبڑ تو نہیں ہوئی۔ جہاز کا
اغوا تو نہیں کر لیا گیا تھا۔"

"ہرگز نہیں... ایسی کوئی بات نہیں ہوئی بلکہ کسی قسم
کی بھی کوئی بات نہیں ہوئی... ہم نے اپنا سفر بالکل طے
کے مطابق طے کیا ہے۔ اور اپنے حساب سے بالکل ٹھیک وقت
پر یہاں پہنچے ہیں۔ ایک منٹ کا بھی تو فرق نہیں ہے...
اب یہ اور بات ہے کہ جب ہم یہاں پہنچے تو چھ گھنٹے کا
وقت لاندھ گزر چکا تھا.... پر یہ کس طرح ہو سکتا ہے، ہم
کچھ نہیں جانتے۔" دوسرے نے جذباتی انداز میں کہا۔ اب انسپکٹر



جمشید اس آفیسر کی طرف مڑے اور مسکراتے ہوئے بولے:
"آپ کا خیال بالکل درست ہے۔"
"کک... کون سا خیال؟" وہ چونکے۔
"یہ کہ یہ تینوں فٹ ہیں۔ ان پر کسی قسم کا شک نہیں کیا
جا سکتا۔"
"ہاں... لیکن... پھر... اس واقعے کو ہم کس طرح ہینڈل کریں۔"
ایک اور آفیسر بولے۔
"واقعے پر غور کیا جائے گا، اور جو کچھ بھی کرنا پڑے گا وہ
کریں گے۔"
تھوڑی دیر بعد انجینئر بھی آ گئے۔ ان کے انچارج نے کہا
"جہاز بالکل ٹھیک ہے... لیکن...."
"لیکن کیا؟" وہ چونکے۔
"ایک عجیب بات محسوس ہوئی ہے، اور پھر اس بات کو
سمجھ نہیں سکے۔"
"جلدی بتائیں۔"
"جہاز کا رنگ بالکل سفید تھا۔ اب قدرے بھورا ہو گیا ہے۔"
"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔
"کیپٹن صاحب: آپ تو ہر وقت جہاز کو دیکھتے رہے ہیں
ذرا جا کر اس چیز کا بھی جائزہ لے آئیں۔" انسپکٹر جمشید نے

www.pdfbooksfree.pk



حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"جی بہتر" تینوں نے کہا اور باقی عملے کو بھی ساتھ لے چلے گئے۔

اسی وقت ڈاکٹرز صاحبان کے ساتھ محمود، فاروق اور فرزانہ آ گئے۔

"ان کے معدوں کا بھی وہی حال ہے۔ معدوں میں کچھ ابھی موجود ہے اور اسے ہضم ہونے میں تین گھنٹے لگیں گے۔"

"ہوں، خیر... دیکھتے ہیں" یہ کہہ کر وہ خلا میں تکنے لگے۔

"اور کوئی خاص بات معلوم ہوئی؟" محمود نے پوچھا۔

"جہاز کی مشینری بالکل ٹھیک ہے۔ کہیں کوئی فرق نہیں ہے... بس ایک فرق نظر آیا ہے... اور وہ یہ کہ جہاز کا رنگ سفید تھا لیکن اب بھورا ہو گیا ہے۔"

"بھورا ہو گیا ہے... وہ... وہ کیسے؟" فرزانہ حیران ہو کر بولی۔

"یہ ابھی نہیں کیا معلوم" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

اسی وقت پائلٹ آ گئے۔ ان کے چہروں پر حد درجہ حیرت نظر آ رہی تھی۔

"واقعی جناب.... جہاز کا رنگ بھورا ہو چکا ہے... کسی ایک جگہ سے نہیں پورا جہاز بھورا ہو چکا ہے... اور یہ کوئی کم حیرت کی بات نہیں ہے۔"



"اللہ اپنا رحم کرے" معاملہ سلجھنے کی بجائے ہر جگہ الجھتا ہی جا رہا ہے... خیر... اب مسافروں کو جانے دیا جائے۔ وہ بے چارے تو پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکے ہیں... اوہ ہم اپنے مہمانوں کو تو بھول ہی گئے۔ اب ہم بھی چلتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں کام شروع کرتے ہیں۔

ایر پورٹ حکام کچھ نہ بولے... بولتے بھی کیا... ان کی تو مقلیں دنگ تھیں... وہ مسافروں کی طرف آ گئے۔ لیکن ان کے مہمان کہیں بھی نظر نہ آئے۔

"ہمارے مہمان تو ان مسافروں میں نہیں ہیں" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہو سکتا ہے کسی وجہ سے سوار ہی نہ ہوئے ہوں"

"اس صورت میں انہیں فون کرنا چاہیے تھا" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"اور... الگل... آپ کے مہمان؟"

"وہ بھی نظر نہیں آ رہے"

"یہ ایک اور عجیب بات ہوئی" محمود نے منہ بنا کر کہا۔

"یوں کہنا چاہیے... آج کا دن عجیب ترین باتوں کا دن ہے" فاروق بولا۔

"آیئے چلیں۔ گھر چل کر انہیں فون کرتے ہیں"

www.pdfbooksfree.pk



"لیکن ابا جان۔ پہلے یہاں یہ تو معلوم کر لیں کہ جہاز
مسافر لے کر چلا تھا اور اب کتنے ہیں۔"

"اوہ ... ارے!" ان کے منہ سے نکلا۔ پھر وہ سا
کی طرف دوڑ پڑے۔ ابھی مسافروں کے جانے کے لئے
نہیں کھولا گیا تھا لیکن کھولا جانے ہی والا تھا۔

"ایک منٹ جناب .... ایک بات رہ گئی۔ ابھی چند
کے لئے انہیں اور روکنا پڑ گیا۔ بس صرف چند منٹ ...
ہے آپ محسوس نہیں کریں گے۔ معاملہ ہی اب کچھ پُراسرار
یہ الفاظ انہوں نے مسافروں کی طرف دیکھ کر کہے ... پھ
عملے کی طرف دوڑے۔

"ایک بات رہ گئی جناب! آپ کل کتنے مسافروں کو
کر روانہ ہوئے تھے۔

"۴۱۳ مسافر!"

"شکریہ ... آیئے ... آپ بھی مدد کریں ... ہمیں تمام
کو گننا ہے۔"

"کیا مطلب .... مسافروں کو گننا ہے!"

"ہاں! ہمارے مہمان مسافروں میں شامل نہیں ہیں، جب
آخری اطلاع کے مطابق وہ جہاز میں سوار ہوتے تھے۔" انہ
نے جلدی جلدی کہا۔



نے جلدی جلدی کہا۔

"نہیں نہیں ... یہ کیسے ہو سکتا ہے!"

"یہ جملہ تو ہم بہت دیر سے بول رہے ہیں ... یہ کیسے
ہو سکتا ہے!" فاروق نے کہا۔

اب سب مسافروں کی طرف دوڑ پڑے ... ان کی گنتی
شروع ہو گئی ... اور پھر ان سب کے پیروں تلے سے زمین
نکل گئی۔

چار سو تیرہ مسافروں میں سے وہاں صرف ۳۹۹ مسافر
موجود تھے ... گویا چودہ مسافر غائب تھے۔

اور وہ سب سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔

www.pdfbooksfree.pk



# نوٹ بکیں

گھر آ کر انہوں نے اپنے مہمانوں کے نمبر ملائے... دوسری طرف سے انہیں بتایا گیا کہ وہ تو جہاز پر سوار ہو کر جا چکے ہیں.... پروفیسر داؤد کے مہمان بھی جہاز پر سوار ہو چکے تھے۔

"جمشید... ہمارے مہمان کہاں گئے۔"

"صرف ہمارے مہمان ہی نہیں، چند اور آدمی بھی" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں یونہی سہی۔ وہ کہاں گئے؟"

"پروفیسر صاحب... یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں... اس سوال کا جواب تو پامٹ بھی نہیں دے سکے۔ بلکہ وہ تو مارے حیرت کے بے ہوش ہو چکے ہیں۔ ان کے ہوش میں آنے پر بھی ان سے کچھ معلوم نہیں ہو سکتا... اب ہمیں گھر نکلنا ہو گا... پھر جہاز کے پورے راستے کو چیک کریں گے"



انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو جمشید... یہ کوئی آسان کام ہے؟"

"نہیں... آسان کام نہیں ہے... بہت مشکل کام ہے لیکن ہمیں کرنا تو پڑے گا۔ اور ہم کر ہی کیا سکتے ہیں... کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں؟"

"نہیں... ہمیں واقعی کچھ کرنا ہو گا... جو لوگ غائب ہوئے ہیں ان کے گھر والوں کا کیا حال ہو گا... یہ بھی تو مسئلہ ہے... اور پھر جہاز کا مسئلہ الگ پریشان کن ترین مسئلہ ہے۔ آخر جہاز چھے گھنٹے کہاں غائب رہا... اب تو پامٹ بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکے... کیونکہ چودہ آدمی غائب ہیں اگر جہاز کہیں نہیں رکا تو یہ چودہ آدمی کہاں گئے۔ ہمیں پامٹ سے کم از کم اس سوال کا جواب تو معلوم کرنا ہو گا۔"

"ہاں! ہم کریں گے... لیکن... پہلے ہوش میں تو آ جائیں" انسپکٹر جمشید کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

"میں حیرت کے سمندر میں ڈوبا جا رہا ہوں" فاروق بڑبڑایا۔

"بھائی آپ ڈوب ہی جائیں" محمود نے منہ بنایا۔

"فاروق... تمہیں... تمہیں ایسے میں مذاق کی سوجھی ہے" انسپکٹر جمشید تلملا اٹھے۔

www.pdfbooksfree.pk



"اور کیا کر سکتا ہوں... جہاز کے معاملہ کا کوئی حل بتانے سے رہا... یہ کام تو کرے گی فرزانہ؟"

"اوہ فرزانہ!" سب کے منہ سے نکلا۔

"اوہ فرزانہ نہیں، صرف فرزانہ... ورنہ فرزانہ بُرا مان جائے گی۔"

"کیا فرزانہ فرزانہ لگا رکھی ہے!" انسپکٹر جمشید جل گئے۔

"میرا خیال ہے جمشید... ہمیں فضائی ماہرین سے مشورہ کرنا چاہیے۔ اس راستے کا جائزہ کس طرح لیا جائے... یہ معلوم کرنا چاہیے۔"

"ہاں یہ بھی کر لیتے ہیں... ویسے ہم شاید ہی کسی نتیجے پر پہنچیں۔"

"تب پھر... غیر ملکی ماہرین کو بلانا ہوگا... اور ہاں ایک بات اور... کہیں دنیا میں اس قسم کا کوئی اور واقعہ پیش آ چکا ہے۔" فرزانہ چلائی۔

"کوئی اور واقعہ... واقعی فرزانہ... تمہارا جواب نہیں... یہ بات کی ہے تم نے۔"

"لیجئے... تعریف فرزانہ کی ہوگئی... حالانکہ توجہ میں نے دلائی تھی۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"نہیں فاروق... تمہارا بھی شکریہ... واقعی یہ کام تم



بھی ہے... فرزانہ میری پرانی ڈائریاں اٹھاؤ۔ جلدی کرو۔"

"جی بہتر۔"

"ڈائریوں کا کرو گے کیا جمشید؟"

"دنیا میں جب بھی کوئی عجیب ترین واقعہ ہوتا ہے تو میں اسے ڈائری میں درج ضرور کرتا ہوں۔"

"لیکن جمشید.... اگر اس قسم کا کوئی واقعہ کہیں ہوا ہوتا، تو کیا تم اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے؟"

"ہمارے ملک میں واقعے کا ہونا اور بات ہے... دنیا میں کسی جگہ واقعے کا ہونا اور بات ہے۔ اسے میں پوری دنیا کے معاملات میں تو ٹانگ نہیں اڑا سکتا۔" انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

اسی وقت فرزانہ ڈائریاں اٹھا لائی۔

"عجیب واقعات میں صفحے کے بالکل اوپر اہم نوٹ کے سامنے لکھتا ہوں... ہر ڈائری کا ہر صفحہ دیکھنا ہوگا.... لہٰذا ایک ایک ڈائری ہر آدمی چیک کرنا شروع کر دے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ایک ڈائری مجھے بھی دے دیں... میں بھی فارغ بیٹھی ہوں۔" باورچی خانے سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

"فارغ ہو تو باورچی خانے میں کیوں ہو؟" انسپکٹر جمشید نے

www.pdfbooksfree.pk



منہ بنایا

"اس سے بہتر جگہ پورے گھر میں نہیں" بیگم جمشید بولیں اور وہ مسکرا دیئے .... ایک ڈائری انہیں بھی دی گئی اور پھر وہ ڈائریوں میں گم ہو گئے۔ صحن میں صرف ورق الٹنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، ایسے میں باورچی خانے سے آواز ابھری

"ایک خبر مجھے تو نظر آئی ہے"

"بہت خوب۔ اس تاریخ کو نوٹ کر لو اور کام جاری رکھو" انسپکٹر جمشید خوش ہو کر بولے۔

کام جاری رہا .... پھر خان رحمان کی آواز ابھری،

"ایک خبر مجھے بھی نظر آئی ہے"

"واہ ... مزا آ گیا ... اگر خبریں نظر آنے کا یہی حال رہا تو یہ کیس تو یہیں بیٹھے بیٹھے حل ہو جائے گا ... اور ہمیں کہیں بھی نہیں جانا پڑے گا" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"اس خوش فہمی میں بھی نہ رہیں ... مجھے تو اب محسوس ہو رہا ہے کہ ہمیں تب بھی ایک لمبا سفر اختیار کرنا پڑے گا۔ بلکہ اس سفر میں انکل کامران مرزا اور شوکی برادرز کو بھی ساتھ لانا ہو گا" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"تمہیں ہو رہا ہو گا محسوس .... ہم اس کا اثر کیوں



"اثر خود بخود تم تک پہنچ جائے گا ... فکر نہ کرو" فرزانہ مسکرائی۔

"ارے ہائیں ... تم نے ابھی ابھی کیا بات کہی تھی .... انکل کامران مرزا اور شوکی برادرز والی" فاروق چونکا۔

"بھئی ڈائریوں والا کام پہلے کر لو .... باتوں کی وجہ سے نظر چوک سکتی ہے" انسپکٹر جمشید نے تنگ آ کر کہا۔

اور ایک بار پھر خاموشی چھا گئی ... اس بار ساری ڈائریاں دیکھ لی گئیں ... پھر جو خبریں ملی تھیں انہیں الگ کر لیا گیا ... اب ان سب نے ان خبروں کا مطالعہ کیا۔ تاریخیں نوٹ کی گئیں ... پھر اخبارات کی فائلوں میں سے وہ خبریں نکالی گئیں ان سب کو غور سے پڑھا گیا ... آخر انسپکٹر جمشید بولے

"ان سب خبروں میں جہاز سرے سے غائب ہو گئے ہیں .... فضا میں سے اچانک جہاز غائب تو ہوتے ہیں ... پھر نظر نہیں آتے۔ ان کا سراغ بھی نہیں لگایا جا سکا کہ وہ کہاں گئے۔ لیکن جو واقعہ ہمارے ساتھ پیش آیا ہے، اس جیسا واقعہ شاید کہیں نہیں ہوا۔ یا پھر ہمارے علم میں نہیں .... میرا خیال ہے ہمیں اس میدان میں رہ کر اور کام بھی کرنا ہو گا۔ ایر پورٹ کے اعلیٰ حکام کے ذریعے کام نہیں ہو گا۔ وہ دنیا بھر کے ہوائی اڈوں سے بات کریں

www.pdfbooksfree.pk



اور معلوم کریں کہ کیا اس قسم کا کوئی واقعہ ہو چکا ہے؟

"ہمیں اس جہاز کا راستہ بھی معلوم ہونا چاہیئے... اس کی بھی ضرورت ہے... لہٰذا میں چلتا ہوں... آپ لوگ آرام کریں..."

"کیوں... تم تنہا کیوں جا رہے ہو، ہمیں بھی ساتھ لیتے جاؤ۔" خان رحمان بولے۔

"نہیں... ابھی آپ لوگوں کا کام شروع نہیں ہوا... پہلے میں معلومات حاصل کر لوں۔"

یہ کہہ کر وہ چلے تھے... تین گھنٹہ بعد ان کی واپسی ہوئی تو ان کا چہرہ سفید تھا... انہوں نے سرسراتی آواز میں کہا:

"پوری دنیا میں اس وقت تک ایسے چار واقعات ہو چکے ہیں جہاز اچانک غائب ہوتے اور تین چار یا زیادہ گھنٹوں کے بعد پھر فضا میں نظر آنے لگے اور جب وہ اپنے ایر پورٹ پر اترے تو جہاز کے عملے اور مسافروں کی گھڑیاں بالکل ٹھیک وقت دے رہی تھیں... جس وقت پر کہ انہیں پہنچنا تھا... لیکن ایر پورٹ پر وقت کئی گھنٹے آگے بڑھ چکا تھا۔ ان میں سے تین جہازوں کے چند مسافر بھی غائب پائے گئے... ان کا آج تک کوئی سراغ نہیں ملا... جو جہاز مکمل طور پر غائب ہوئے ان کا بھی آج تک ماہرین سراغ نہیں لگا سکے... سمندر کی



تہوں تک چھان ماری گئیں... آج تک سراغ اگر کوئی لگ سکا ہے تو بس ایک۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

سب حیرت کے ان سب کا برا حال تھا... آخر پروفیسر داؤد بولے:

"اور وہ سراغ کیا ہے جمشید؟"

"یہ کہ ان تمام جہازوں کے راستے میں بحر اوقیانوس کا ایک حصہ مشترک ہے... سب جہاز سمندر کے اس حصے سے گزرے تھے۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"گم ہونے والے تمام جہاز... اور غائب ہو کر نظر آنے والے تمام جہاز اور جن جہازوں سے کچھ لوگ بھی غائب ہوئے وہ جہاز بھی... اس جگہ سے گزرے تھے... سمندر کے اس حصے کے ایک سرے پر ایک جزیرہ بھی ہے... اس کا نام برمودا ہے۔ اس لحاظ سے سمندر کے اس حصے کو برمودا کہا جانے لگا ہے کیونکہ سمندر کا وہ حصہ تکون شکل کا ہے۔"

"پراسرار سمندر۔" فاروق کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! جن لوگوں کے جہاز اور ان کے مسافر غائب ہو گئے ان عالم نے سراغ لگانے کی سرتوڑ کوششیں کیں لیکن کچھ بھی معلوم نہیں کر سکے۔"

www.pdfbooksfree.pk



"بات آہستہ آہستہ میرے ذہن میں سما رہی ہے۔" فاروق
"کیا مطلب؟"
"مطلب یہ کہ سراغ لگانے کی ذمے داری اب جاسوسی
پر پڑتی نظر آ رہی ہے۔"
"پہلے پوری بات سن لو۔" انسپکٹر جمشید نے اسے گھ
"جی... جی بہتر... سنایئے پوری بات۔"
"جن ممالک کے جہاز یا جہاز کے مسافر غائب ہوئے
ان سب نے تحقیقاتی ٹیمیں ترتیب دیں... وہ اس جگہ
روانہ ہوئے جہاں سے جہاز روانہ ہوئے تھے... اور اس
تک گئے جہاں جہاز کو پہنچنا تھا... مطلب یہ کہ پورے
کا باریک بینی سے جائزہ لیا گیا... راستے میں آنے والے
جنگلوں، دریاؤں، سمندر اور پہاڑوں کو کھنگالا گیا... لو
سے مل کر پوچھ گچھ کی گئی لیکن کوئی سراغ نہ مل سکا۔ یہ
تک کہ انہوں نے اس مہم میں بہت سا مال صرف کر ڈالا۔
لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات رہا... آخر تھک ہا
وہ صبر کر کے بیٹھ رہے۔ بس ان تمام کیسوں میں ایک
ایسی ہے جو ہر ایک میں پائی جاتی ہے۔" یہاں تک کہ
انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔
"آپ کا مطلب ہے وہی پُراسرار سکون والی بات"



نے حیرت زدہ آواز میں کہا۔
"ہاں پُر اسرار سکون ان تمام جہازوں کے راستے میں آتی ہے
یعنی ان سب جہازوں کو اس سکون کے اوپر سے گزرنا پڑا تھا۔
بس... اس وقت تک کوئی سراغ ملا ہے تو یہ..."
"لیکن ابا جان... ان لوگوں نے اس سراغ سے فائدہ اٹھانے
کی کوشش کیوں نہیں کی؟" فرزانہ بڑبڑائی۔
"کیا کہتی ہو... ان لوگوں نے اور کوشش نہیں کی ہو گی
انہوں نے تو سر توڑ کوشش کی.... ہر ممکن ترکیب کروائی
مگر وہ کوئی سراغ نہ لگا سکے..."
"لیکن کیوں... اس قدر ترقی یافتہ قومیں اور اس بات کا
سراغ نہ لگا سکیں؟" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔
"ہاں! نہیں لگا سکیں... وہ لوگ لانچوں کے ذریعے گئے۔
آب دوزوں کے ذریعے گئے۔ سمندری جہازوں کے ذریعے گئے اور
ہیلی کاپٹروں کے ذریعے بھی گئے... لیکن... کچھ بھی نہ بن سکا
"یا اللہ رحم!" ان کے منہ سے نکلا
"ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ ایک اور عجیب بات...
سمندر کے اس حصے کے ساتھ جو جزیرہ برمودا ہے... اسی
کے ارد گرد کچھ سالوں سے عمودی چٹانیں نظر آنے لگی ہیں۔
پہلے اس کے گرداگرد یہ چٹانیں نہیں تھیں... وہ جزیرہ آباد

www.pdfbooksfree.pk



تھا... اس پر کافی آبادی تھی... لیکن اب اس کے گرد
چٹانیں ہیں... کوئی اس طرف نہیں جاتا... بلکہ جا ہی
نہیں سکتا... اگر کوئی شخص اس جزیرے میں داخل ہونا چاہے
تو اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ سنا ہے اس جزیرے
کے اوپر چٹانوں کی نوکیں اس طرح جھک گئی ہیں کہ ان کے
سرے ایک دوسرے سے مل گئے ہیں اور اس طرح جزیرہ اوپر
سے بھی بند ہو گیا ہے۔ مطلب یہ کہ کوئی ہوائی جہاز یا ہیلی
کاپٹر پر بھی اس میں نہیں اتر سکتا۔"

"پہلے ہی کیا کم حیرت انگیز باتیں سننے میں آئی ہیں تو ایک
اور سن لی... اس کا مطلب ہے... اب ہمیں اس جزیرے
میں بھی داخل ہونے کی کوشش کرنا ہوگی۔" فاروق نے گھبرا کر
کہا اور باقی اس کے انداز پر مسکرا دیئے۔

"بلکہ میرا خیال ہے... سمندر کے اس حصے کا راز جاننے
کے لئے جزیرے میں اترنا انتہائی ضروری ہے۔ جب تک ہم
ایسا نہیں کریں گے... کامیابی کے نزدیک تک نہیں پہنچ سکیں
گے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"اوہ۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔



# ہال میں

ان کے گھر میں موت کا سناٹا طاری ہو گیا.... وہ سکتے
کے عالم میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے....
ایسے میں فرزانہ کی آواز گونجی۔ "یہ سمندر ایک
جزیرہ ہے.... جزیرے کے چاروں طرف پہاڑوں
سے بھی اونچی نوکیلی چٹانیں ہیں.... جزیرے میں
داخل ہونے کا سمندر کے دریعے کوئی راستہ نہیں....
آسمان کی طرف سے بھی ہیلی کاپٹر وغیرہ میں بیٹھ کر
جائیں تو بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتے.... مطلب یہ ہوا
کہ اتنی وارداتیں ہو جانے کے بعد بھی.... آج تک
کسی بھی ملک کی کوئی بھی ٹیم کوئی بات نہیں جان سکی
ہاں! یہی بات ہے.... اگرچہ ان لوگوں نے بے شمار کوششیں
کیں.... بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ سر توڑ کوششیں کیں.... اور
ان کوششوں کے نتیجے میں کتنے ہی جہاز اور ہیلی کاپٹر

www.pdfbooksfree.pk



ان کے قبضے سے غائب کرا بیٹھے..... اور اب یہ معاملہ
گیا ہے کہ ہمارے سروں پر..... اگرچہ ہمارے مہمانوں والا
بحریت آگیا ہے..... لیکن جہاز کے چودہ غیر ملکی مسافر
ہیں..... ان میں ہمارے مہمان بھی تھے..... لہٰذا ہمیں جزیرہ
کی طرف سفر کرنا ہوگا..... تم لوگ اس سفر کی تیاری
سے شروع کر دو..... اس سفر میں سب سے زیادہ
پروفیسر صاحب کی ہے..... کیوں پروفیسر صاحب!..... آپ
تیار ہیں نا....."

"میں اور تم لوگوں کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوں"
وہ مسکرائے۔

"دیکھ لیجئے پروفیسر انکل..... یہ سفر موت کا سفر بھی ثابت
ہو سکتا ہے۔" محمود بولا۔

"یا یہ سفر موت کا سفر ثابت ہوگا..... یا پھر اس سفر کے
موت واقع ہو جائے گی!..... فرزانہ بولی۔

"کیا کیا..... سفر کی موت..... اور..... یہ تو کسی ناول کا
ہو سکتا ہے۔" فاروق دھک سے رہ گیا۔

"تو رکھ لو کسی ناول کا نام..... مصنف بن جاؤ.....
یوں بھی..... آج کل یہ پیشہ بہت عام ہے..... جسے دیکھو
مصنف بنا پھرتا ہے....." جلے کٹے انداز میں محمود بولا

"اس سفر میں انسپکٹر کامران مرزا پارٹی اور شوکی برادرز کو بھی ساتھ لینا ہی
ہوگا..... میں ان سے مابلطہ قائم کرتا ہوں..... تم ادھر ادھر کی ہانکو۔" انسپکٹر
جمشید نے کہا اور فون کی طرف مڑ گئے..... دو منٹ بعد رسیور رکھ کر مایوسانہ
انداز میں بولے: "بھئی..... یہ تو کچھ بھی نہ ہوا..... انسپکٹر کامران مرزا پارٹی
پہلے ہی کسی مہم پر جا چکی ہے..... اور شوکی برادرز کا بھی کوئی پتا نہیں۔"

"ہمیں کون سا جلدی ہے..... اور وہ پراسرار سمندر اور جزیرہ کون سا
بھاگے جا رہے ہیں..... چلے جائیں گے کچھ دن بعد۔" فاروق نے کہا۔

"ہم ٹھہر نہیں سکتے..... روانگی دو دن بعد ہوگی..... کیوں کہ ابھی مجھے
اس سمندر اور جزیرے کے بارے میں اور بھی معلومات حاصل کرنا ہوں
گی..... دوسرے ہمیں جدید ساز و سامان سے بھی لیس ہونا چاہیے.....
اس سلسلے میں پروفیسر صاحب اپنی تیاریاں کر لیں۔"

"تم فکر نہ کرو جمشید۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

ٹھیک دو دن بعد وہ ایک جہاز میں سوار ہو چکے تھے۔ ساڑھے
چھ گھنٹے کے طویل سفر کے بعد وہ ایک ملک کی سرزمین پر اترے.....
ابھی سورج طلوع ہو رہا تھا..... انسپکٹر جمشید نے انہیں بتایا:
"یہ ہے وہ ملک..... جس کے ساتھ سمندر ہے اور آگے چل کر وہ جزیرہ آتا ہے۔"

"ہوں..... ویسے ابا جان..... ہم لانچ یا بحری جہاز میں سفر کر کے
کم از کم اس جزیرے کے آس پاس تو جا ہی سکتے
ہیں..... میرا مطلب ہے..... دور سے تو اسے دیکھ ہی سکتے ہیں۔"

www.pdfbooksfree.pk



محمود نے بے تابانہ انداز میں کہا۔

"سبھی کچھ کریں گے .... فکر نہ کرو" انسپکٹر جمشید مسکرا

"محمود کا تو بس نہیں چل رہا .... ورنہ وہ اڑ کر اس

میں پہنچ جاتا۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"مشکل تو یہی ہے کہ ہم اڑ کر بھی اس میں نہیں جا سکتے

وہ ائرپورٹ سے باہر آئے۔ ایک ٹیکسی میں سامان

کر ڈرائیور سے بولے۔

"ہمیں اس شہر کے کسی اچھے سے ہوٹل میں پہنچا دو

"آپ لوگ سیاح ہیں؟" .... ڈرائیور نے پوچھا۔

"بس یہی سمجھ لیں۔"

"تب آپ کے لیے سی کیٹ بہتر رہے گا۔"

"جی .... سی کیٹ .... کیا یہ ہوٹل کا نام ہے؟" محمود بولا۔

"ہاں .... بہت اچھا اور نسبتاً سستا ہوٹل ہے۔"

"سمندری پری .... یہ ترجمہ بنا ہوٹل کے نام کا؟" فا

کر بولا۔

"کیا کہا، آپ نے؟" ڈرائیور اردو کا جملہ سن کر چونکا

"ہم نے اپنی مادری زبان میں سی کیٹ کا ترجمہ کیا۔"

محمود نے اسے بتایا۔

"اوہ اچھا .... تو پھر .... کیا سی کیٹ چلیں؟"



"جیسے مناسب سمجھیں .... ہم تو یہاں اجنبی ہیں۔"

"بس پھر آپ کے لیے یہی ہوٹل بہتر رہے گا۔" اس نے کہا

اور ٹیکسی چلا دی۔

ایک منٹ تک خاموش رہی پھر انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہاں .... سمندر میں .... سنا ہے کوئی جزیرہ ہے؟"

"برمودا جزیرے کی بات کر رہے ہیں آپ لوگ .... اوہ

اپ رے .... ڈرائیور کانپ گیا۔

"آپ ہمیں اس کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟"

"تو آپ لوگ اس جزیرے کے چکر میں آئے ہیں؟" اس

نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا

"جزیرے کے نہیں بلکہ سمندر کی اس مخلوق کے چکر میں کہیے۔"

"تب آپ لوگ واپس چلے جائیں .... دو چار دن شہر میں گھوم

پھر لیں .... سیر کر لیں اور پھر اپنے ملک لوٹ جائیں۔ اس مخلوق کا

خیال دل سے نکال دیں .... اس وقت تک وہ نہ جانے کتنے

مسافر بردار طیارے اور جہاز نگل چکی ہے .... اور ان میں تین تین

چار چار سو مسافر بھی سوار تھے .... مسافروں سمیت جہازوں کا کوئی پتہ

نہیں چل سکا آج تک .... کتنے ہی امیریں کوشش کر چکے ہیں ....

لیکن آج تک کوئی سراغ نہیں لگا سکا ....." وہ کہتا چلا گیا۔

"کیا ہم سمندر کے راستے اس جزیرے تک پہنچ سکتے ہیں؟"

www.pdfbooksfree.pk



"بالکل نہیں..... اس کے چاروں طرف نوک دار اور بہت اونچی ..... بالکل سیدھی چٹانیں ہیں..... کوئی ماہر سے ماہر کوہ پیما بھی ان نوکیلی چٹانوں کی چوٹی تک نہیں پہنچ سکا..... اور میں کہتا ہوں..... اگر کوئی چوٹی تک پہنچ بھی جائے تو دوسری طرف کیسے اترے گا؟ اور ہیلی کاپٹر کے ذریعے؟"

"ہاں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے بھی لوگوں نے جزیرے میں اترنے کی کوششیں کی ہیں..... لیکن ..... ہمارے اس شہر میں تو جزیرے کو بھوتوں کا جزیرہ کہا جاتا ہے۔ اور سمندر کے اس حصے کو شیطانی سمندر....."

"شیطانی سمندر....." ان کے منہ سے نکلا

"ہاں..... اکثر لوگوں اور ماہرین کا خیال ہے کہ اس حصے میں بھوت آباد ہیں..... بھوت پوری دنیا سے کٹ کر اس حصے میں آ کر آباد ہو گئے ہیں..... اور یہ بھوت ہی ہیں جو جہاز کے جہاز غائب کر دیتے ہیں..... بلکہ نگل جاتے ہیں۔"

"کافی خوفناک باتیں ہیں۔" فاروق بڑبڑایا۔

"ابھی آپ خوفناک کہہ رہے ہیں۔ اس قدر ہولناک ہیں کہ آپ لوگ اپنی زندگی میں نہیں سن سکیں گے۔"

"آپ ہمیں اس جزیرے میں اترنے کی کوئی ترکیب بتا سکتے ہیں؟" فرزانہ نے پوچھا۔



اس کے سوال پر محمود اور فاروق نے اسے گھور کر دیکھا۔ جیسے کہہ رہے ہوں۔

"دماغ تو نہیں چل گیا..... بھلا یہ بے چارہ کیا بتا سکے گا۔"

"کیوں..... اور جزیرے میں داخل ہونے کی ترکیب..... کیا بات کرتے ہیں آپ بھی....." اس نے بوکھلا کر کہا

"لیکن میرا خیال ہے..... آپ جزیرہ میں داخل ہونے کا راستہ جانتے ہیں۔" فرزانہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"یہ..... یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟"..... وہ گھبرا گیا

اب تو انسپکٹر جمشید نے بھی حیران ہو کر فرزانہ کی طرف دیکھا۔

"کیا بات ہے فرزانہ..... کیا تم اس سے مذاق کر رہی ہو۔"

"نہیں ابا جان..... یہ اس جزیرے کا راستہ جانتا ہے۔"

"کیا اوٹ پٹانگ بات ہے..... بڑے بڑے ماہر تو اسکو جانتے نہیں..... اور میں جانتا ہوں..... اگر ایسا ہوتا تو میں اس وقت حکومت سے کوئی بہت بڑا انعام حاصل کر چکا ہوتا۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"اس کے باوجود بھی میں کہوں گی..... آپ اس جزیرے میں داخل ہونے کا راستہ جانتے ہیں۔" فرزانہ کے لہجے میں سختی آگئی..... ٹیکسی ڈرائیور نے زور دار بریک لگائے اور ٹیکسی سڑک کے کنارے روک لی۔

www.pdfbooksfree.pk



"آپ لوگ ٹیکسی سے اتر جائیں.... کسی اور ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل سی کیٹ چلے جائیں۔"

"ارے بھئی!.... آپ تو بُرا مان گئے.... یہ تو بچی ہے...." ہادی داؤد مسکرائے۔

"نہیں انکل.... یہ برا نہیں مانے.... بلکہ ہم سے خوفزدہ ہو گئے ہیں۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"فرزانہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

"دیکھئے.... آپ میری ٹیکسی سے اتر جائیں.... ورنہ میں کچھ کر بیٹھوں گی۔" ڈرائیور چلا کر بولا۔

انسپکٹر جمشید حیران رہ گئے.... وہ عجیب سے انداز میں بولے۔

"اس کا.... اس کا مطلب ہے آپ واقعی اس جزیرے کا راستہ جانتے ہیں۔"

"نہیں.... نہیں...." وہ چیخا۔

"آس پاس سے گزرنے والے ماہ گیر ان کے گرد جمع ہونے لگے.... ایک نے ڈرائیور سے پوچھا۔

"کیا معاملہ ہے....؟"

"یہ غیر ملکی سیاح ہیں۔ لیکن ان کے دماغ قدرے خراب ہیں.... میں خراب دماغ والوں سے بہت ڈرتا ہوں۔ اس لیے میں ان سے درخواست کر رہا ہوں کہ اتر کسی اور ٹیکسی میں بیٹھ جائیں۔"



"اتر لیجئے جناب.... آپ ہمارے ملک کے ایک ٹیکسی ڈرائیور کو خوفزدہ نہ کریں۔"

بھیڑ بڑھتا جا رہا تھا.... انسپکٹر جمشید نے سوچا.... اتر جانا ہی بہتر ہو گا.... لہٰذا بولے۔

"چلو بھئی اتر آؤ...."

وہ نیچے اتر آئے.... انسپکٹر جمشید نے فاروق کو اشارہ کیا اور خود بل دینے لگے.... فاروق ٹیکسی کے پچھلی طرف آ گیا اور اس نے نمبر پڑھ لیے.... پھر ٹیکسی آگے بڑھ گئی.... ماہ گیر بھی اپنے اپنے راستے پر ہو لیے.... فاروق نے جیب سے نوٹ بک نکالی اور ٹیکسی کے نمبر لکھ لیے....

وہ پیدل ہی آگے بڑھنے لگے....

"کیوں فرزانہ.... یہ کیا بات تھی.... آخر تمہیں یہ خیال کس طرح آیا کہ یہ اس جزیرے میں داخل ہونے کا راستہ جانتا ہے...."

میں نے سوچے سمجھے بغیر اس سے ایک جملہ کہہ دیا تھا۔

"...یہ کہ میرے خیال میں آپ اس جزیرے میں داخل ہونے کا راستہ جانتے ہیں"..... یہ کوئی ایسا سوال نہیں تھا جس کو سن کر وہ گھبرا جاتا.... اسے تو نہایت اطمینان سے جواب دینا چاہیے تھا کہ نہیں.... میں اس جزیرہ میں داخل ہونے

www.pdfbooksfree.pk



کا راستہ نہیں جانتا..... بلکہ میں کیا، کوئی بھی نہیں جانتا۔"
لیکن میرا جملہ سن کر وہ بری طرح گھبرا گیا..... اس کے
گھبرانے پر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ اور میں جب اس بات
کے پیچھے پڑ گئی تو وہ اور بھی گھبرا گیا..... آخر کیوں؟
"بہت خوب فرزانہ..... اب ہمیں اس ٹیکسی ڈرائیور کا سراغ
لگانا پڑے گا....."
یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے ایک ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا۔
اس میں بیٹھنے کے بعد وہ بولے۔
"چوٹی سی کیٹ۔"
بہت بہتر سر....." اس نے کہا اور ٹیکسی چل پڑی.....
"ہم یہاں اجنبی ہیں..... کیا آپ ہماری کچھ مدد کر سکتے ہیں؟"
"جی..... کس سلسلے میں..... آپ کسی مشرقی ملک کے لگتے ہیں۔"
"ہاں..... ہمارا تعلق پاک لینڈ سے ہے۔" انہوں نے کہا۔
"اوہو..... اچھا..... تب تو مزا آگیا....." وہ چہکا۔
"مزا آگیا؟..... لیکن ہم نے تو اسے آتے نہیں دیکھا۔" فاروق
کے لہجے میں حیرت تھی۔
"کسے نہیں دیکھا.....؟" اس کے لہجے میں فاروق سے بھی زیادہ
حیرت تھی۔
"مرے کو....." وہ بولا۔ اور وہ اسے طرح گھورنے لگا جیسے پاگل

"آپ اس کی بات پر نہ جائیں!..... بتائیں مزا کیسے آگیا؟
آپ تو مشرقی نہیں لگتے..." انسپکٹر جمشید جلدی سے بولے۔
"میرا باپ پاک لینڈ کا تھا..... وہ روزگار کی تلاش میں اس
ملک میں آگیا تھا..... پھر اس نے یہیں کی ایک لڑکی سے شادی
کر لی..... اب تو اسے فوت ہوئے کئی سال ہوگئے ہیں..... میں
اپنی والدہ کے ساتھ یہیں رہتا ہوں..... ویسے ہم دونوں کا
بہت جی چاہتا ہے کہ اس کا وطن دیکھ کر آئیں..... لیکن
ہمارے ابی حالات بہت کمزور ہیں۔"
"ہوں..... ہم آپ کی یہ خواہش ضرور پوری کریں گے۔"
"اوہو..... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" وہ دھک سے رہ گیا۔
"ہاں!..... یہ مذاق نہیں ہے۔"
"آپ مجھ سے کسی مدد کی بات کر رہے تھے....." اسے
یاد آیا۔
"ہاں ہمیں ایک ٹیکسی ڈرائیور کی تلاش ہے۔"
"یہ کیا مشکل ہے..... بس ٹیکسی کا نمبر معلوم ہونا چاہیے۔"
"فاروق..... ٹیکسی کا نمبر بتاؤ۔"
"ایل ایم ۷۰۰۱۱....." فاروق نے فوراً کہا۔
"اچھا..... وہ کالی آنکھوں والا۔"
"ہاں..... اس کی آنکھیں تو کالی ہی تھیں..... لیکن یہ کون

www.pdfbooksfree.pk



سی عجیب بات ہے؟"

"یہاں زیادہ تر لوگوں کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔"

"ہوں.... تو آپ اسے جانتے ہیں۔"

"اس وقت تو وہ نہ جانے کہاں ہوگا؟.... شام کو گھر ہی ملے گا.... میں اس کا گھر جانتا ہوں۔"

"بہت خوب.... تب تو واقعی مزا آئے.... آپ شام کو ہوٹل سی کیٹ آجائیں...." انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ضرور.... کیوں نہیں۔"

"یہ ہوٹل سی کیٹ.... کیسا ہوٹل ہے.... کوئی غلط جگہ تو نہیں ہے؟"

"جی نہیں.... سیاحوں کے لیے بہت مناسب ہے۔"

"اور نوت کے جزیرے کے بارے میں آپ کیا بتا سکتے ہیں؟ نوت کا جزیرہ.... اوہ.... کیا آپ سفید جزیرے کی بات کر رہے ہیں.... جس کے قریب سمندر میں جہاز غائب ہو جاتے ہیں۔"

"تو اسے یہاں سفید جزیرہ کہا جاتا ہے؟"

"ہاں.... لیکن.... آپ کو اس جزیرے سے کیا دلچسپی ہے؟" اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"ہم اس جزیرے میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

"کیا کہا.... ناممکن۔" وہ چلایا۔

"خیر.... ہم اس دنیا میں کسی بات کو بھی ناممکن نہیں سمجھتے۔"



محمود فوراً بولا۔

"اس کے چکر میں نہ پڑیں..... اس میں جن اور بھوت رہتے ہیں...."

"یہ ایک اور رہی...." فرزانہ مسکرائی۔

"میں غلط نہیں کہہ رہا.... خیر میں اس جزیرے کا ذکر نہیں کرنا چاہتا.... خوف سے جھرجھری آجاتی ہے۔"

"اس شہر میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس جزیرے میں داخل ہونے کا راستہ جانتے ہیں۔" فاروق بولا۔

"ہرگز نہیں.... یہ بات بالکل غلط ہے۔"

"ہو سکتا ہے.... یہی بات ہو۔" انسپکٹر جمشید نے بات ختم کرنے کے لیے کہا.... اسی وقت اس نے کہا۔

"لیجیے.... ہوٹل سی کیٹ آگیا۔"

انہوں نے سامنے دیکھا.... وہ نیلے رنگ کا ایک بہت بڑا ہوٹل تھا.... دور سے ہی بہت شاندار نظر آرہا تھا۔

"آپ ٹھیک چھ بجے ہوٹل سے باہر آجائیے گا.... میں یہاں موجود ہوں گا.... اس ہوٹل میں ٹیکسی ڈرائیوروں کا داخلہ بند ہے۔"

"وہ کیوں؟"

"یہاں کے ٹیکسی ڈرائیور عام طور پر شراب بہت پیتے ہیں۔ شراب پی کر فل خیالہ جاتے ہیں۔"

www.pdfbooksfree.pk



"اوہ اچھا.... لیکن آپ تو شراب نہیں پیتے۔"

"یہ بات ہوٹل والوں کو تو نہیں معلوم۔" وہ مسکرایا۔

وہ بل دینے لگے تو اس نے انکار میں سر ہلایا۔

"نہیں.... بل نہیں لوں گا.... بس آپ اپنا وطن ہمیں دکھا

"تب پھر اس کی ایک شرط ہوگی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اور وہ کیا؟" اس نے جلدی سے کہا۔

"یہ کہ آپ اپنا بل وصول کریں۔"

"اوہ.... اچھا خیر.... آپ کی مرضی ہے۔"

بل لے کر وہ چلا گیا اور یہ لوگ اندر داخل ہوئے...

دو بیرے استقبال کے انداز میں ان کی طرف بڑھ گئے.... جلد

وہ اس ہوٹل کے کمرہ نمبر ۹۰ میں بیٹھے تھے۔

"اب تو میں ایک اور بات بھی سوچ رہی ہوں...." ف

بڑبڑائی۔

"سوچ لو.... کوئی حرج نہیں ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"اور وہ یہ کہ.... کہیں وہ ٹیکسی ڈرائیور شراب کے نشے میں تو نہیں

تھا...."

"ہاں.... ہو سکتا ہے.... جزیرے کے بارے میں تو یہی بات

مشہور ہے کہ اس میں داخل ہونا بہت مشکل ہے۔"

"لیکن.... پھر بھی.... ہمیں اس سے مل تو لینا چاہیے۔"

انسپکٹر جمشید نے سر ہلا دیا.... کچھ دیر بعد انہیں بھوک محسوس ہوئی.... انہوں نے کھانا اوپر منگوانے کی بجائے ہال میں جانے کا فیصلہ کیا۔ اور لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ گئے.... ابھی وہ ایک میز کی طرف بڑھ رہے تھے کہ انسپکٹر جمشید ٹھٹک کر رہ گئے.... ان کی آنکھوں میں حیرت پھیل گئی۔

www.pdfbooksfree.pk



# نامعلوم دشمن

"خیر تو ہے ابا جان!" فرزانہ نے سرگوشی کی۔

"مجھے اب محسوس ہو رہا ہے جیسے کچھ آنکھیں ہمیں دیکھ رہی ہوں۔"

"اوہ۔" وہ دیکھ سے رہ گئے... پھر ایک میز پر آ بیٹھ گئے... اب انسپکٹر جمشید نے سرسری انداز میں تمام لوگوں پر نظر ڈالنا شروع کی... اور پھر الجھن کے عالم میں بولے،

"نہیں... ہال میں موجود لوگوں میں سے کوئی بھی ہمیں گھور رہا۔"

"تو آپ کو وہم ہوا تھا!" محمود بولا

"نہیں... ہمیں کوئی گھور ضرور رہا ہے... لیکن وہ شخص ہال میں موجود نہیں ہے۔"

"شاید وہ کسی طرح گھور رہا ہے۔"

"وہ... وہ دیکھو... ٹیلی وژن کیمرہ ایک کونے میں نصب ہے... اس کے ذریعے کوئی شخص اندر کہیں بیٹھا پورے ہال کا جائزہ لے سکتا ہے۔"

"لیکن کسی کو ایسا کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہے... خیر ضرورت تو ہو گی کوئی... سوال یہ ہے کہ ہمیں گھورنے کی اسے کیا خاص ضرورت پڑ گئی۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"یہی بات تو میں سوچ رہا ہوں... دوسرے یہ کہ... اگر وہ ہمیں دیکھ رہا ہے تو ہماری باتیں بھی سن رہا ہو گا... کیونکہ یہ بھی کچھ مشکل نہیں کہ اس میں آوازیں کیچ کرنیوالے آلات لگے ہوئے ہوں اور وہ اندر بیٹھا پورے ہال کی باتیں سن رہا ہو۔"

"دونوں باتیں ذہن میں آتی ہیں... کیا خیال ہے... اس شخص سے ملاقات کیوں نہ کر لی جائے۔"

"ہوں ٹھیک ہے..." وہ بولے اور اٹھنے ہی لگے تھے کہ بیرا سر پر آ کھڑا ہوا۔

"کیا بات ہے سر؟"

"ایک کام یاد آ گیا... پہلے ہم وہ کام کریں گے... پھر آ کر کھانا کھائیں گے۔ اس ہوٹل کے مالک کہاں بیٹھتے ہیں؟"

"کیوں... کیا بات ہے؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

www.pdfbooksfree.pk



"ہمیں ان سے ایک کام ہے۔"

"کمرہ نمبر ۱۹ میں چلے جائیں ... وہ اندر ہی ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

وہ اٹھ کر ہال کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھے۔ دروازے کے دوسری طرف ایک برآمدہ تھا ... اس کے طرف کمرے تھے ... ایک کمرے پر ۱۹ نمبر لکھا نظر آیا نے دروازے پر لگا بٹن دبایا۔

"یس ... کم ان" اندر سے آواز آئی۔

وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے ... اندر کا واقعی عجیب تھا۔ ایک بڑے سائز کے ٹی وی پر ہوٹل ہال کا منظر نظر آ رہا تھا اور باتوں کی بھنبھناہٹ بھی گ رہی تھی، صاف آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

"میں آپ لوگوں کی باتیں سن چکا ہوں ... تشریف

"یہ جان کر خوشی ہوئی ... لیکن آپ کا یہ مشغ کچھ اچھا نہیں ہے۔"

"کیا کیا جائے .... تمام گاہکوں پر نظر رکھنا پڑتی ہر ملک کے لوگ یہاں آتے ہیں .... ان میں بھی ہ کے لوگ ہوتے ہیں۔"

"ہوں! چلئے خیر ... لیکن آپ ہمیں کیوں مسلسل گ رہے تھے۔"

"اس بات پر مجھے حیرت ہوئی تھی .... آخر آپ نے کس طرح محسوس کر لیا کہ آپ کو کوئی گھور رہا ہے۔"

"میری چھٹی حس نے یہ احساس دلایا تھا مجھے ... اور کوئی عجیب بات نہیں ... بعض لوگوں کی چھٹی حس بہت تیز ہے۔"

"ہوں! آپ لوگوں کا تعلق کس ملک سے ہے۔"

"ایک ایسٹ ..." انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہاں صرف سیاحت کے لئے آئے ہیں۔"

"جی نہیں .... ہم اس جزیرے کے چکر میں آئے ہیں۔"

"کیا کہا ... جزیرے کے چکر میں ... وہاں تو صرف موت ہے ... موت۔" اس نے خوفزدہ ہو کر کہا۔

"موت تو ایک دن آ کر رہے گی ... اگر اس جزیرے میں لکھی ہے تو اسے کون روک سکتا ہے۔" محمود نے منہ بنا کر کہا۔

"آپ اس کے چکر میں کیوں ہیں۔"

"ہم جاننا چاہتے ہیں ... جہاز اس میں کیوں جا گرتے ہیں ... کیوں غائب ہو جاتے ہیں۔"

"آپ ضرور اپنی زندگیاں کھو بیٹھیں گے۔"

www.pdfbooksfree.pk



"اللہ مالک ہے۔ آپ کا ہوٹل کیسا جا رہا ہے؟"

"فسٹ کلاس۔" اس نے کہا

"اچھا جناب... ہم نے آپ کو زحمت دی... چلتے ہیں۔"

ایسے میں انسپکٹر جمشید کی نظریں ٹی وی سکرین پر کچھ لوگ ہال میں داخل ہو رہے تھے... محمود، فاروق فرزانہ کو بھی حیرت ہوئی... وہ لوگ اگرچہ میک اپ تھے... لیکن اس کے باوجود انہوں نے فوراً ہی انہیں لیا تھا... یہ انسپکٹر کامران مرزا پارٹی تھی... اور بات یہ کہ ان کے ساتھ منور علی خان بھی تھے۔

"خیر تو ہے... کیا یہ لوگ آپ کے دشمن ہیں؟"

"دشمن نہیں... دوست۔"

"اوہ... تب تو ٹھیک ہے۔" وہ مسکرایا۔

"آپ کا نام کیا ہے جناب۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"میں روفن ہوں... اور آپ لوگ؟"

"میں جمشید احمد... یہ محمود احمد، فاروق احمد، فرزانہ خان رحمان اور پروفیسر داؤد ہیں۔"

"آپ لوگوں سے مل کر خوشی ہوئی... اوہو... یہ... آپ کے دوستوں کے پیچھے تو اس شہر کے خطرناک ترین



لگے ہوتے ہیں... اور انہیں شاید پتہ بھی نہیں۔" روفن کے لہجے میں حیرت اور پریشانی تھی۔

"خیر... یہ تو آپ نہیں کہہ سکتے... پتا تو انہیں ضرور ہو گا۔" محمود نے منہ بنایا۔

"آپ دیکھ نہیں رہے... وہ ایک میز کی طرف بڑھ رہے ہیں... اور ان کے عین پیچھے وہ چار خطرناک آدمی ہیں۔ ان کے ارادے اچھے نہیں لگتے... ٹھہریے... میں پولیس کو فون کر دوں... ورنہ میرے ہوٹل میں ٹوٹ پھوٹ شروع ہو جائے گی۔" یہ کہہ کر اس نے بٹن دبا دیا۔

اس وقت انہوں نے انسپکٹر کامران مرزا کو اچھل کر مڑتے اور ان میں سے ایک سے ٹکراتے دیکھا... دوسرے ہی لمحے وہ خطرناک آدمی فرش پر پڑا تھا۔

"دیکھا آپ نے۔" فاروق بولا۔

"حیرت ہے... یہ تو واقعی ہوشیار تھے... لیکن لگ رہا تھا جیسے بالکل بے خبر ہوں۔"

ادھر انسپکٹر کامران مرزا اب تین آدمیوں کے گھیرے میں تھے... اور ان تینوں کے ہاتھوں میں خنجر نظر آ رہے تھے۔

"اوہو... یہ تو اور بھی خطرناک معاملہ ہو گیا... اب... اب کیا ہو گا؟"

www.pdfbooksfree.pk



"بس دیکھتے جایئے۔"

"لیکن آپ کے باقی دوست آرام سے ایک میز کے گرد بیٹھے ہیں ... وہ ان کی مدد کیوں نہیں کر رہے؟"

"وہ جانتے ہیں ... انہیں مدد کی ضرورت نہیں۔"

اچانک تینوں حملہ آور اچھلے اور ان کی طرف ٹوٹ پڑے۔ لیکن وہ تو صاف ان کے درمیان سے نکل گئے تھے ... اور ہوا ان تینوں نے خنجروں سے وار کئے تھے اس لئے دو کے خنجر دوسرے کے جسموں میں پیوست ہو گئے۔ ان کی دل دوز چیخیں گونج اٹھیں ... انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر رونن کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں عجیب کیفیت نظر آئی۔

"دیکھا آپ نے؟"

"کمال کا آدمی ہے آپ کا دوست ..." وہ بڑبڑایا

اسی وقت چوتھے نے بھی حملہ کر دیا ... لیکن اس کی ٹھوڑی پر لگنے والا ایک ہی مکا کافی تھا، وہ اچھل کر گرا اور پھر نہ اٹھ سکا۔ اب چار آدمی ہال کے فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ ان میں سے دو جلد ہی ساکت ہو گئے۔

"اُف مالک ... میرے ہوٹل کے ہال میں ایک منٹ میں دو آدمی مارے گئے؟" وہ لرز کر بولا، پھر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔



"آپ کہاں چل دیئے؟" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"پولیس آنے والی ہو گی ... مجھے ساری بات اسے بتانا ہو گی۔"

"تب پھر ہم بھی ہال میں چلتے ہیں؟"

"ہاں آ جایئے۔" اس نے کہا اور دوڑ کر باہر نکل گیا ... اس نے ان کے نکلنے کا انتظار بھی نہیں کیا اور ہال کی طرف چلا گیا۔

"کیا خیال ہے، ہم یہیں بیٹھ کر نظارہ نہ کریں؟" فرزانہ نے تجویز پیش کی۔

"یہ ... یہ بہتر رہے گا۔" فاروق جلدی جلدی بولا۔

وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے اور سکرین پر نظریں جما دیں۔ جلد ہی رونن ہال میں نظر آیا اور بلند آواز میں بولا۔

"حضرات پُرسکون رہیں ... ابھی پولیس آتی ہو گی۔ اس میں ہوٹل کی انتظامیہ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ بات آپ سب جانتے ہیں؟"

"ہاں! ہاں!" لوگ چلائے۔

اسی وقت پولیس کی گاڑیوں کی آوازیں سنائی دیں ... پھر پولیس اندر داخل ہوئی۔ وہ اندر کا منظر دیکھ کر چونک اٹھے۔

"یہ کس نے کیا ہے؟"

www.pdfbooksfree.pk



"ان صاحب نے" روفن نے کہا

"شکریہ ... انہیں گرفتار کر لو۔

"وہ کس خوشی میں۔ پہلے ہال کے لوگوں سے تو پو
ان لوگوں نے خود ہی مجھ پر حملہ کیا اور وہ اپنے ہی آ
سے مارے گئے ... میں نے تو بس اتنا کیا تھا کہ ان کے
درمیان سے نکل گیا تھا ... انہوں نے خنجروں سے وا
لیکن خنجر ان کے جسموں میں پیوست ہو گئے ... اس
میرا کیا قصور"

"کیوں مسٹر روفن ... آپ بتا سکیں گے نا"

"واقعہ کوئی چھپا ہوا نہیں ہے ... سب نے دیکھا
لیکن پہلے ان دو زخمیوں سے پوچھا جائے کہ انہوں نے
پر حملہ کیوں کیا تھا" روفن نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے" اب پولیس انسپکٹر زخمیوں کے پا
اکڑوں بیٹھ گیا ... وہ ہوش میں تھے۔

"کیا بات ہے ... تم نے ان پر حملہ کیوں کیا تھا"

"ایک نامعلوم آدمی نے ہمیں حکم دیا تھا کہ انہیں ز
کر دیا جائے"

"کیا مطلب ... تم نے اس نامعلوم آدمی کا حکم
کیوں مانا"



"اس لئے کہ اس نے دس ہزار ڈالر دینے کا وعدہ کیا
تھا ... بلکہ اس نے ایک جگہ بتائی تھی کہ فلاں جگہ سے دس
ہزار ڈالر اٹھا لینا"

"اور تمہیں اس کی بات پر یقین آ گیا"

"جی ہاں ... ایسے لوگ کبھی دھوکا نہیں کرتے ... وہ
ہمیشہ اس جگہ سے مل جاتی ہے جس کے بارے میں ہمیں بتایا
جاتا ہے"

"لیکن تم نے اس بھرے ہوئے ہوٹل میں کیوں ان پر
حملہ کیا"

"پہلے حملہ باہر کیا تھا لیکن یہ بچ کر ادھر آ گئے ...
ہمیں غصہ آ گیا اور ہم نے انہیں یہیں ختم کرنے کا فیصلہ
کر لیا"

"وہ جگہ کونسی ہے جس کے نیچے سے دس ہزار ڈالر
ملیں گے"

"ٹیلی فون بوتھ نمبر ۱۰۴ کی پٹائی کے نیچے سے"

"ہوں ! ہم ابھی چیک کر لیتے ہیں۔ تم لوگ روانہ
ہو جاؤ" اس نے دو کانسٹیبلوں کو اشارہ کیا ... وہ دوڑ
باہر نکل گئے۔

دونوں زخمیوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں ...

www.pdfbooksfree.pk



لاشوں کو اٹھا لیا گیا... اب انسپکٹر ان کی طرف مڑا۔
"یہ لوگ آپ کو کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟"
"یہ تو آپ اس نامعلوم آدمی سے پوچھئے... ہم
جانیں... ہمارا تو مارے حیرت کے بُرا حال ہے۔ سب
پہلے تو فون بوتھ سے دس ہزار ڈالر ملنے چاہئیں... اور
کا جھوٹ ثابت ہو جائے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے
"آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟"
"پاک لینڈ سے۔" وہ بولے۔
"اور کس لئے آئے ہیں... اپنے نام وغیرہ بھی لکھ
"سیر و تفریح کے لئے آئے ہیں، نام لکھ لیں۔"
کر انہوں نے سب کے نام لکھوا دیئے۔
تھوڑی دیر بعد دونوں کانسٹیبل آ گئے... دس ہزار
کے نوٹوں کا ایک پیکٹ ایک کے ہاتھوں میں تھا۔
"یہ وہاں سے مل گیا ہے؟"
"اس کا مطلب ہے انہوں نے گمنام آدمی کے بارے
جھوٹ نہیں بولا... واقعی کسی نامعلوم آدمی نے انہیں یہ
کرنے کا حکم دیا تھا... تب تو آپ لوگ بہت خطرے
میں ہیں؟"
"کم خطرے میں تو ہم آج تک نہیں ہوئے۔" آفتاب

منہ بنایا۔
"جی کیا کہا..." انسپکٹر چونکا
"کچھ نہیں انسپکٹر صاحب... آپ اپنی بات کریں۔"
"یہاں پیشہ ور قاتل عام ملتے ہیں... اگر یہ لوگ ناکام
ہو گئے تو وہ نامعلوم دشمن کسی اور کو مقرر کر دے گا...
یہ بات بھی صاف نظر آتی ہے کہ اس کے پاس دولت
کی کمی نہیں۔ ان حالات میں تو آپ کو میں مشورہ دونگا
کہ آپ واپس اپنے وطن چلے جائیں۔" انسپکٹر نے روانی کے عالم
میں کہا۔
"آپ کا نام کیا ہے انسپکٹر صاحب؟" انسپکٹر کامران مرزا نے
مڑ کر پوچھا۔
"انسپکٹر ڈی کوزا۔"
"خوب صورت نام ہے۔" آفتاب بول پڑا۔
"تو مسٹر ڈی کوزا... ان حالات میں تو ہرگز نہیں جائیں
گے... اگر یہ معاملہ پیش نہ آیا ہوتا تو چلے بھی جاتے؟"
"کیا مطلب؟"
"جب تک ہمیں یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ وہ نامعلوم
آدمی کیوں ہمیں جان سے مار ڈالنا چاہتا ہے... اس وقت
تک ہم نہیں جائیں گے۔"

www.pdfbooksfree.pk



"ہم شاید اتنی جلدی اسے تلاش نہ کر سکیں۔"

"کوئی پروا نہیں ... ہم خود تلاش کر لیں گے اسے۔"

اب ہمیں اجازت ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے مسکرا کر

"ہاں آپ جا سکتے ہیں ... لیکن میں آپ کے لئے

مند رہوں گا۔"

"شکریہ بہت بہت ... اگر ہم نے اسے تلاش کر

تو آپ کو اطلاع دے دیں گے۔" آصف نے شوخ آواز

کہا اور وہ بڑا سا منہ بنا کر اپنے ماتحتوں کو ہدایات دینے

وہ ایک میز پر آ کر بیٹھ گئے ... بہت سے لوگوں کی

اب ان پر جمی تھیں ... کیونکہ انسپکٹر کامران نے عجیب

میں ان کا مقابلہ کیا تھا ... اسی وقت ہوٹل کے سپیکر

آواز گونج اٹھی:

"خواتین و حضرات ... آج کے پروگرام کے مطابق

آپ کی خدمت میں ایک دلچسپ مقابلہ پیش کیا جا رہا

ہوٹل کا کوئی گاہک بھی اگر پسند کرے تو مقابلے میں

کر سکتا ہے ... تاکہ یہ خیال نہ کیا جائے کہ یہ مقابلہ

جگت ہے۔ سٹیج کی طرف متوجہ ہو جایئے ... آپ کو

نظر آئیں گے۔ ایک میرے ہوٹل کا ہے اور دوسرا

شیان کا ... ہوٹل شیان کا پہلوان نیلے کپڑوں والا ہے



... اس سے پوچھ سکتے ہیں ... ہم نے اس سے کوئی

... نہیں کیا ... جیتنے کی صورت میں یہ پہلوان تین ہزار

... ہارنے کی صورت میں بھی اسے ایک

... ضرور ملیں گے ... یہ مقابلہ انتہائی سنسنی خیز ہو گا ....

دونوں پہلوان مکہ بازی کے ماہر ہیں ... ہوٹل شیان کے پہلوان

... اعلان ہے کہ اس کا ایک ہی مکا ہمارے پہلوان کو چاروں

... دے گا۔ اور بات ہے بھی یہی۔ اب تک

... پہلوانوں کو بھی مسٹر شنگ کا مکا لگا ہے وہ چاروں

... ضرور گرا ہے اور پھر اٹھا نہیں ہے .... لیکن

... ہمارے پہلوان مسٹر روباٹ کا کہنا ہے کہ وہ مکا کھاتے

... بھی نہیں اور الٹا اپنا وار کر گزرے گا۔ جس کے بعد شیان

... پاؤں پر کھڑا نہیں رہ سکے گا ... چند سیکنڈ میں مقابلہ

... ہوا چاہتا ہے ... اب ہال میں مزید آدمیوں کی گنجائش

... نہیں رہی اس لئے ہال کے بیرونی دروازے بند کئے جا رہے

... ہیں ....."

ان الفاظ کے ساتھ ہی تمام گاہکوں نے زور سے تالیاں

... کیں ... البتہ انسپکٹر کامران مرزا پارٹی جوں کی توں بیٹھی رہی

... ساتھ ہی ہال میں اندھیرا ہو گیا۔ روشنی اب صرف سٹیج پر

... گئی تھی ... دونوں پہلوان ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے

www.pdfbooksfree.pk



اور پورا سیٹج روشنی میں نہایا ہوا تھا۔ اس روشنی کی
سے ہال کے لوگ بھی سائے کی طرح نظر آ رہے تھے

ادھر اندر ٹی وی کی سکرین پر بھی اب ہال کے لوگ
نظر نہیں آ رہے تھے اس لئے انسپکٹر جمشید بولے:

"ہمیں بھی اب حال کا رخ کرنا چاہیئے۔۔۔ جگہ
مخصوص ہے ہی۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن ذرا جلدی کریں۔۔۔ کہیں مقابلہ
نہ ہو جائے۔" فرزانہ نے بے چین ہو کر کہا۔

"آؤ۔۔۔" وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"اوہو۔۔۔ میں تو بھول ہی گیا۔۔۔ ہمیں تو ٹیکسی ڈ
سے ملنے کے لئے بھی جانا ہے۔۔۔ اور ہمارا دوست باہر
چکا ہو گا۔" اچانک انسپکٹر جمشید بولے:

"اوہ۔۔۔ دروازے تو بند کر دیئے گئے ہیں۔"

"آؤ۔۔۔ کاؤنٹر کلرک سے بات کرتے ہیں۔"

وہ سب کاؤنٹر پر جا کر رک گئے۔۔۔ ابھی پہلوانوں
مقابلہ شروع نہیں ہوا تھا۔۔۔۔ دونوں بازو ہلا ہلا کر
کے لئے خود کو تیار کر رہے تھے۔

"معاف کیجیے گا۔۔۔ ہمیں ذرا ایک ضرورت کے تحت جانا
جانا پڑ گیا ہے۔۔۔"



"اوہ۔۔۔ لیکن دروازے تو بند کر دیئے گئے ہیں۔۔۔ اور یہ
شاید ختم ہونے تک کھولے نہیں جا سکتے۔۔۔ اس لئے کہ باہر
تماشائیوں کا ایک ہجوم موجود ہے۔۔۔ وہ اندر امڈ آئے گا۔"

"پھر۔۔۔ کوئی اور راستہ؟"

"یہ مقابلہ صرف چند منٹ کا ہے۔۔۔ بلکہ شاید ایک منٹ
بھی نہ لگے۔"

"بہت اچھا۔۔۔ آؤ بھئی۔" یہ کہہ کر وہ لفٹ کی طرف آ گئے
۔۔۔ لفٹ میں سوار ہو کر اور والی منزل کا بٹن دبا دیا۔

"یہ کیا۔۔۔ آپ تو چھت پر جا رہے ہیں۔۔۔ کیا چھت
سے چھلانگ لگائیں گے؟" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور کو پیغام دوں گا کہ ہم چند منٹ میں
باہر نکل سکیں گے۔"

"لیکن جمشید۔۔۔ آخر اس کی کیا ضرورت ہے۔ وہ باہر ہمارا
انتظار کرے گا۔"

"میں نے اسے چھ بجے کا وقت دیا تھا۔ اب ہمارا یہ
فرض بنتا ہے کہ ہم چھ بجے اس کے پاس پہنچ جائیں۔ چھ
بجنے میں ایک منٹ باقی ہے۔ اس وقت تک اسے پیغام مل
جانا چاہیئے۔"

"اوہ۔" پروفیسر حیران رہ گئے۔ "واقعی۔۔۔ اصول اس کا نام

www.pdfbooksfree.pk



ہے۔"

چھت پر آ کر انہوں نے نیچے دیکھا۔۔۔ اتنی بڑی ڈرائیور کو دیکھ لینا، پہچان لینا آسان کام نہیں تھا۔۔۔ انہوں نے کہا:

"فرزانہ۔۔۔ تم ذرا آنکھوں کی طاقت استعمال کرو!"

"جی بہتر۔" اس نے کہا اور آنکھیں نیچے جما دیں۔

نیچے سنسنی خیز مقابلہ شروع ہو چکا ہو گا۔ آفتاب مزے سے مقابلہ دیکھ رہے ہوں گے۔۔۔ اور ہم یہاں پر موجود ہیں۔"

"کیا کیا جائے۔۔۔ مجبوری ہے!" انسپکٹر جمشید نے کاغذ پر کچھ لکھتے ہوئے کہا، پھر کاغذ کو انہوں نے ایک پر لپیٹ دیا۔۔۔

"وہ رہا۔۔۔" فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

انسپکٹر جمشید انگلی کی سیدھ میں دیکھ کر بولے:

"کیا تم یقین سے کہہ سکتی ہو؟"

"جی ہاں۔ بالکل۔۔۔" اس نے فوراً کہا۔

انسپکٹر جمشید نے اس کے سر کا نشانہ لیا اور کنکر دی۔۔۔۔ کنکر اس کے سر پر لگی۔

وہ چونکا اور پھر کنکر اٹھائی۔ کاغذ کو



پیغام پڑھا اور پھر اوپر دیکھ کر ہاتھ ہلا دیا۔

"آؤ بھئی۔۔۔ ہمارا فرض پورا ہو گیا۔"

نیچے پہنچے تو پورا ہال تالیوں سے گونج رہا تھا۔ اسی وقت رونی کی آواز گونجی:

"آپ نے دیکھا حاضرین۔۔۔ کتنا زبردست مقابلہ تھا۔ یہ مقابلہ ہوٹل شیان کا پہلوان مسٹر شنگ جیت گیا ہے۔۔۔ ہمارا پہلوان ہار گیا ہے۔۔۔ اس لئے ہوٹل کی طرف سے مسٹر شنگ تین ہزار ڈالر۔۔۔ انعام کے حق دار ہیں۔۔۔ یہاں سے رخصت ہوتے وقت انہیں ان کا انعام دے دیا جائے گا۔۔۔ لیکن اس سے پہلے ایک ضروری اعلان۔۔۔ ہال میں موجود لوگوں میں سے بھی اگر کوئی مسٹر شنگ سے مقابلہ کرنا چاہے تو میدان میں آ جائے۔۔۔ جیتنے کی صورت میں مسٹر شنگ کے تین ہزار ڈالر انہیں دے دیئے جائیں گے۔ کیوں مسٹر شنگ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟"

"بالکل نہیں۔" اس نے قدرے جھک کر کہا۔

ہال میں سناٹا چھا گیا۔

"کیا خیال ہے۔۔۔ میں اس کا مقابلہ کروں؟" خان رحمان بولے۔

"نہیں خان رحمان میرا خیال ہے انسپکٹر کامران مرزا مقابلہ

www.pdfbooksfree.pk



کریں گے :

انہوں نے ہال کی طرف دیکھا... کوئی بھی اٹھنا نہ

"حیرت ہے... انکل نہیں اٹھے :

"شاید ان کا موڈ نہیں ہے... لیکن میں اس

ضرورت محسوس کر رہا ہوں... اسی شہر میں ہمیں کی

حاصل کر لینی چاہیئے :"

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... روفن جو

میں کہہ رہا تھا :

"ایک منٹ پورا ہونا چاہتا ہے... اب تک کوئی

کے لئے نہیں نکلا... لہٰذا مقابلہ..."

"ایک منٹ مسٹر روفن..." انسپکٹر جمشید کی آواز آئی

سب کے منہ ان کی طرف گھوم گئے اور وہ آگے

کر سٹیج پر چڑھ گئے... باقی لوگوں نے اپنی جگہ کا

ہال میں ایک بار پھر تالیاں گونج اٹھیں۔

"اوہو مسٹر جمشید! یہ آپ ہیں... آپ کریں گے

"ہاں! آپ کے پہلوان کا اعلان تھا کہ مسٹر شنگ

مکا نہیں مار سکیں گے... میں بھی یہی اعلان کرتا ہوں

یہ مجھے ہاتھ نہیں لگا سکیں گے :"

"بہت خوب... واہ! ہال میں بہت سی تالیاں گونج



دونوں آمنے سامنے آ گئے... شیانگ نے مذاق اڑانے کے

انداز میں ان کی طرف دیکھا اور بولا :

"یہ مشرقی لوگ ڈینگیں بہت مارتے ہیں :"

"یہاں مشرق اور مغرب کا کوئی سوال نہیں... آپ مقابلہ

شروع کریں : انسپکٹر جمشید نے جل کر کہا۔

اور اس نے اچھل کر ایک زبردست مکا ان کی ٹھوڑی پر

مارا... لیکن مکا ہوا میں لہرا کر رہ گیا... انسپکٹر جمشید تو کئی

قلابازیاں کھا گئے تھے۔

"بہت خوب :" ہال میں آوازیں گونجیں۔

شنگ نے پھر وار کیا... اس بار اس نے پیٹ میں لات

رسید کی تھی... لیکن خود کمر کے بل گرا... انسپکٹر جمشید جھک

کر خود کو بچا گئے۔ پھر ہال تالیوں سے گونجا۔

"بھئی ذرا تیزی دکھائیں... میرا دھوبی ہے آپ مجھے ہاتھ

نہیں لگا سکیں گے :"

اب تو اس نے تابڑ توڑ مکے شروع کر دیئے... اور انسپکٹر

جمشید نے اچھل کود میں تیزی دکھائی... ابھی تک انہوں نے

خود اس پر وار نہیں کیا تھا۔

"کیا خیال ہے... حاضرین... اب ایک مکا میں بھی نہ مار

کر دیکھ لوں :"

www.pdfbooksfree.pk



"ضرور ... ضرور ... کیوں نہیں ؟ سب کے سب جہ
اس سے پہلے کہ شنگ بچاؤ کی تدبیر کر سکے
نے ایک بھرپور وار اس کی ٹھوڑی پر کیا ... اس کے
سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ پاتال شانے پر
لوگ بے تحاشہ تالیاں بجا رہے تھے ... اور سارے
میں روشنی ہو گئی ... انہوں نے بے ساختہ انسپکٹر کامران
میز کی طرف دیکھا اور حیرت زدہ رہ گئے۔



# وہ یہاں کہاں

ہال میں روفن کی چہکتی آواز گونج رہی تھی:
"بہت خوب! اتنا دلچسپ مقابلہ بھی کم ہی دیکھنے میں آیا
ہو گا۔ بہرحال مسٹر جمشید احمد تین ہزار ڈالر انعام کے حق
دار ہیں۔ مسٹر شنگ مجھے افسوس ہے۔ اب آپ
اٹھ جائیے۔"

لوگوں نے بھی مسٹر شنگ کی طرف دیکھا۔
لیکن اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔
مسٹر شنگ! روفن نے سٹیج کے پچھلی طرف سے آگے
آتے ہوئے کہا۔
لیکن شنگ ٹس سے مس نہ ہوا۔
"اوہو۔ یہ تو بے ہوش ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر وانگ۔
آپ کہاں ہیں؟"

www.pdfbooksfree.pk



"ابھی حاضر ہوا۔" ایک کونے سے آواز آئی۔

اور پھر سفید کوٹ میں ایک ڈاکٹر سٹیج پر آگیا۔ ٹنگ پر جھک گیا — اس کی کلائی پکڑ کر نبض ٹٹولنے لگا پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا —

"ارے — یہ — یہ تو مر گیا ہے۔"

"کیا!!!" تمام ہال گونج اٹھا — خود انسپکٹر جمشید بھی دنگ سے رہ گئے — وہ مکا زور دار تو ضرور تھا — لیکن اس قدر بھی نہیں کہ دوسرا مر ہی جائے —

"اُف — یہ کیا ہوا — اب کیا ہو گا — ہوٹل شیان والے تو ہماری جان کھا لیں گے۔"

"سر — پولیس کو تو فون کرنا ہی ہو گا۔" ہوٹل کا ملازم بولا۔

"ہاں! کرو —" وہ مردہ آواز میں بولا۔

"آپ اپنی میز پر بیٹھیں — اور جب تک پولیس نہیں آ جاتی — اس وقت تک باہر جانے کی کوشش نہ کریں۔"

"بہت بہتر۔" انھوں نے کہا اور تھکے تھکے قدموں سے میز کی طرف چل پڑے — خود ان کا مارے رنج کے برا حال تھا — ایک انسان بلا وجہ ان کے ہاتھ سے مارا گیا تھا — انھیں رنج کیوں نہ ہوتا — ویسے انھیں حیرت بھی تھی



مکا ٹھوڑی پر لگا تھا — ایسی جگہ نہیں لگا تھا کہ موت واقع ہو جاتی —

میز پر بیٹھتے ہوئے انھوں نے دیکھا — روفن شیانگ پر جھکا اس کا دل ٹٹول رہا تھا — پھر وہ مایوسانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا:

"نہیں — اس میں تو اب کچھ نہیں رہا۔"

اور پھر وہی پولیس انسپکٹر اپنے ماتحتوں کے ساتھ اندر داخل ہوا:

"انسپکٹر ڈی کوزا — آیئے — مجھے افسوس ہے — آپ کو اس قدر جلد دوبارہ زحمت دی گئی۔"

"کوئی بات نہیں — یہ تو میری ڈیوٹی ہے۔"

"ہوٹل شیان کا پہلوان مر گیا ہے۔"

"میں سن چکا ہوں — تفصیل بیان کریں۔" اس نے کہا۔

روفن نے تفصیل سنا دی — انسپکٹر ڈی کوزا سوچ میں پڑ گیا — آخر اس نے کہا:

"مجھ میں نہیں آ رہا کہ اب کیا کریں — مسٹر جمشید احمد کا ارادہ اسے ہلاک کرنے کا نہیں تھا — اور نہ مکا ایسا تھا کہ ایسی جگہ لگا — لیکن یہ بات بھی بہرحال ہے کہ وہ مر گیا ہے — اس لیے اب انھیں گرفتار تو کرنا ہو گا۔"

www.pdfbooksfree.pk



"مشکل ہے جناب۔" انسپکٹر جمشید میز پر سے اٹھ کر بولے۔

"جی — کیا مشکل ہے۔"

"آپ مجھے گرفتار نہیں کر سکتے — یہ مقابلہ ان سب لوگوں نے دیکھا ہے — یہ گواہ ہیں — مقابلہ کے لیے للکارا گیا — تو میں نے خود کو پیش کیا — میری مسٹر شنگ سے کوئی دشمنی بھی نہیں آخر کس بنیاد پر مجھے گرفتار کریں گے آپ — اسے ہم اتفاقی موت کہیں گے — دوسرے یہ کہ لاش کا پوسٹ مارٹم کرائیں — میں یہیں — ٹھہرا ہوا ہوں۔ اگر میرے ماتھے پر شکن بھی ہے — یہ شخص مرا ہے تو ضرور مجھے گرفتار کریں اگرچہ مجرم میں اس صورت میں بھی نہیں بن سکتا۔"

"ٹھیک ہے — ٹھیک ہے۔" تماشائی ایک ساتھ بولے۔

انسپکٹر نے پریشان ہو کر روفن کی طرف دیکھا۔

اور بلند آواز میں بولا:

"خاموش ہو جائیں — ہمیں بھی مسٹر جمشید احمد سے ضد نہیں ہے — اگر موت ان کے مکے سے نہیں ہوئی انھیں گرفتار نہیں کیا جائے گا — لہٰذا یہ اس وقت تک ہوٹل میں رہیں گے — جب تک پوسٹ مارٹم نہیں ہو جاتا۔ البتہ یہ ہوٹل سے باہر نہیں جا سکیں گے — کم از کم بات اپر انھیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"



"ٹھیک ہے — مجھے منظور ہے۔" ڈی کوزا بولا۔

اب انسپکٹر جمشید نے دبی آواز میں ان سے کہا:

"حالات حد درجے عجیب ہیں — انسپکٹر کامران مرزا اور ان کے ساتھی ہال سے غائب ہیں — جب کہ بیرونی دروازے بند ہیں — اندرونی دروازے کی طرف جانے کا کوئی جواز نہیں — دوسرے یہ کہ باہر ٹیکسی ڈرائیور انتظار کر رہا ہے — محمود، فاروق اور فرزانہ تم اس کے ساتھ جا کر ذرا پتا ڈرائیور کو چیک کر آؤ — ہم تینوں یہیں رہیں گے اور دیکھیں گے کہ انسپکٹر کامران مرزا پارٹی کے لیے کیا کیا جائے۔"

"بہت بہتر ابا جان! ہم چل دیتے۔"

تینوں اٹھ کر ہوٹل سے باہر نکل گئے۔

"آؤ بھئی — ہم ذرا مسٹر روفن سے بات کر لیں۔" انھوں نے کہا اور تینوں اٹھ کر روفن کے پاس آ گئے — ڈی کوزا نے بھی ان پر ایک نظر ڈالی۔

"مسٹر روفن — یہ ہوٹل آپ کا ہے — آپ اپنے کمرے میں بیٹھے پورے ہال کا منظر دیکھتے رہتے ہیں — ٹھیک ہے نا۔" انھوں نے سرسری لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں — بالکل ٹھیک ہے تو پھر — آپ کیوں پوچھ

www.pdfbooksfree.pk



رہے ہیں۔" روفی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"فرض کریں — آپ کو کہیں جانا پڑ جاتا ہے — تو کیا
صورت میں آپ اپنے کمرے میں کسی دوسرے کو چھوڑ
ہیں۔"

"جی نہیں — خود کار آلات ہال کے منظر کو ریکارڈ
رہتے ہیں۔"

"بہت خوب! اس کا مطلب ہے — جس وقت سے
یہاں آئے ہیں — ہال کا منظر ریکارڈ ہو رہا ہے۔" اس
خوش ہو کر کہا۔

"ہاں! بات تو یہی ہے۔"

"شکریہ — جن صاحب نے سٹیج پر آ کر پہلوان سے
کیا تھا، وہ اور ان کے ساتھی ہال سے غائب ہیں —
بیرونی دروازے بند تھے۔"

"اوہو اچھا —" روفی حیران رہ گیا۔

"کیا ہوٹل سے باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ بھی ہے۔"

"راستے تو کئی ہیں — لیکن ہم نے ان کو بند کر رکھا
اس لیے کہ جرائم پیشہ لوگ ایسے راستوں سے فائدہ اٹھاتے
ہیں۔"

"شکریہ! اب تو بات اور واضح ہو گئی — سوال یہ ہے کہ



لوگ کہاں غائب ہو گئے۔"

"یہ بات میرے لیے عجیب ترین ہے۔"

"لیکن ہم وہ فلم چلا کر یہ بات جان سکتے ہیں کہ وہ کہاں
گئے یا کیسے غائب ہوئے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اوہ ہاں — واقعی — آیئے کمرے میں چل کر دیکھ لیتے ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

"مسٹر ڈی کوزا — کیا آپ بھی چلیں گے۔" روفی انسپکٹر کی
طرف مڑا۔

"ہاں! اس معاملے میں میں بھی بہت دلچسپی محسوس کر رہا ہوں۔"
اس نے فوراً کہا۔

"تو پھر آیئے۔"

روفی انھیں اسی کمرے میں لے آیا جس میں کچھ دیر
پہلے وہ سب کچھ دیکھتے رہے تھے — ریکارڈ شدہ فلم وی سی آر
پر لگائی گئی — ہال کا منظر نظر آنے لگا — وہ ایک ایک سین
غور دیکھتے رہے — پھر انسپکٹر کامران مرزا اور ان کے ساتھی
ہال میں بیٹھے نظر آئے — پورے ہال پر کیمرہ گھومتا رہا — اور
پھر جب لگا کہ یہ انسپکٹر کامران مرزا کی میز کی طرف آیا تو وہ میز
پر نظر نہ آئے۔

"یہ — یہ کیا — اس میں تو وہ اٹھتے ہوئے نظر نہیں آئے۔"

www.pdfbooksfree.pk



خان رحمان نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! اس وقت کیمرہ دوسری سمت میں گردش کر رہا تھا۔"

افسوس — ہم یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ وہ کیسے غائب ہو گئے۔" روفی کے لہجے میں الجھن تھی۔

"لیکن جناب — یہ آپ کا ہوٹل ہے — اور آپ کے ہوٹل سے چند آدمی غائب ہوئے ہیں۔"

"آپ ہی بتائیے — میں کیا کر سکتا ہوں — اس میں میرا کیا قصور —" اس نے کندھے اچکائے۔

"ہم یہ چیز اخبارات میں شائع کرائیں گے۔"

"آپ کی مرضی —" اس نے منہ بنایا۔

"آؤ بھئی چلیں —" انسپکٹر جمشید نے تنگ آ کر کہا۔

"ایک منٹ ٹھہریں — انھوں نے انسپکٹر ڈی کوزا کی بات کاٹ کر اور پھر ان کی طرف مڑ گئے۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ مسٹر روفی اس معاملے میں بالکل بے قصور ہیں — خود آپ نے اپنی آنکھوں سے فلم دیکھ لی ہے — ہم اتفاق ہی کر سکتے ہیں — کہ کیمرہ اس وقت ان کی طرف نہ گھوما ہو — ورنہ ہم یہ دیکھ سکتے تھے کہ وہ کہاں گئے ہیں — ہم انھیں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے — آپ پولیس کو رپورٹ درج کرا دیں۔"



"اچھی بات ہے — ہم یہ بھی کیے لیتے ہیں —" انھوں نے کہا اور کمرے سے نکل آئے۔

"یہ تو بہت عجیب بات ہو گئی — ہم تو آئے تھے اس طوفان کے چکر میں — اور اب شاید پڑ جائیں انسپکٹر کامران مرزا کے چکر میں۔" پروفیسر داؤد نے منہ بنایا۔

"حیرت انگیز ترین بات یہ ہے کہ انسپکٹر کامران مرزا یہاں کہاں؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جمشید — اگر ہم یہاں ہو سکتے ہیں تو وہ یہاں کیوں نہیں ہو سکتے —" پروفیسر داؤد بولے۔

"آپ — آپ کا مطلب ہے — وہ بھی اس جزیرے اور طوفان کے چکر میں آئے ہوں گے —" انسپکٹر جمشید بولے۔

"نہیں خیر — میں یہ تو نہیں کہہ سکتا —" پروفیسر مسکرائے۔

وہ ہوٹل سے نکل کر پولیس اسٹیشن پہنچے — انسپکٹر کامران مرزا وغیرہ کی گم شدگی کی رپورٹ درج کرائی اور پھر واپس پلٹے — جونہی وہ اپنے کمرے کے دروازے پر پہنچے، ٹھٹک کر رہ گئے — دروازے میں ایک بڑا سا خنجر پیوست تھا۔

www.pdfbooksfree.pk



# چار چہرے

یہی ہے اس ٹیکسی ڈرائیور کا گھر۔" ان کے ساتھ
نے کہا۔
"شکریہ" محمود نے کہا اور آگے بڑھ کر دستک دی
"میرا خیال ہے — مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیے
آپ کے ساتھ مجھے دیکھ کر وہ میرا دشمن نہ بن جائے"
ٹیکسی ڈرائیور بولا۔
"ہاں ٹھیک ہے — آپ کا بہت بہت شکریہ۔ اب
سکتے ہیں۔" محمود بولا۔
"خیر — میں اس حد تک نہیں جاؤں گا — سڑک پر آپ
انتظار کروں گا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔
"یہ زیادہ بہتر رہے گا۔" محمود نے خوش ہو کر کہا۔
ٹیکسی ڈرائیور چلا گیا — اسی وقت دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔



ایک عورت کی صورت نظر آئی —
"یہیں سٹر کانگو سے ملنا ہے۔"
"جب سے آیا ہے — اپنے کمرے سے نہیں نکلا — آوازیں
دے دے کر تھک چکی ہوں — اگر تم اس کے دوست ہو تو آپ
جا کر جگا لو۔" اس نے زینے کی طرف اشارہ کیا۔
تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا — جیسے کہہ
رہے ہوں —
"اب کیا کریں بھئی —"
"آؤ۔" محمود نے بے فکری کے عالم میں کہا اور آگے بڑھ
گیا اور داخل ہو گیا — مکان زیادہ بڑا نہیں تھا — عورت نے
زینے کی طرف اشارہ کیا — تینوں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچے —
کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور وہی ڈرائیور بستر پر لیٹا تھا،
اس کی آنکھیں چھت پر جمی تھیں — دونوں ہاتھ سر کے نیچے
"ہیلو سٹر — آپ ہمیں دیکھ کر حیران تو ضرور ہوں گے —
شاید اتنا زیادہ حیران بھی نہ ہوں — کیوں کہ آپ ہم سے
واقف نہیں ہیں۔"
ڈرائیور کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی تو انہیں بہت
حیرت ہوئی:

www.pdfbooksfree.pk



"ہائیں — آنکھیں کھول کر سو گئے کیا آپ —" فرزانہ چونک کر کہا۔

"شاید بند کرنا بھول گئے۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"اُف مالک — یہ — یہ تو جا چکا ہے۔" فرزانہ کر کہا۔

"کک — کہاں؟"

"دوسری دنیا میں —" وہ بولی۔

تینوں تیزی سے آگے بڑھے — ڈرائیور کا جسم سرد تھا — وہ واقعی مر چکا تھا — انھوں نے اس کے اوپر سے چادر ہٹائی تو سینے میں ایک خنجر نظر دستے تک پیٹ میں دھنسا ہوا تھا — پورا بستر خون ہو چکا تھا — ان کی نظریں خنجر کے دستے پر چپک گئیں — دستہ سنہری رنگ کا تھا اور اس پر ہیرے جڑے ہوئے تھے —

"اس بے چارے کو قتل کر دیا گیا ہے۔" محمود بڑ

"ہاں! تاکہ یہ ہمیں کچھ نہ بتا سکے —" فرزانہ نے کہا۔

"لیکن اب ہم کیا کریں — اگر خاموشی سے یہاں سے ہیں — تو عورت پولیس کو ہمارا حلیہ بتائے گی — اور



پولیس کو فون کرتے ہیں تو یہاں ٹھہرنا پڑے گا۔"

"یہی بہتر رہے گا — ہمیں کم از کم الجھنا چاہیے — ہم اپنے ملک تو ہیں نہیں —"

"تب پھر — پہلے میں اس کی تلاشی لے لوں — شاید کوئی کام کی چیز مل جائے —" محمود نے کہا اور اس کی جیبوں کی تلاشی لینے لگا — لیکن شاید جیبوں کی پہلے ہی تلاشی لی جا چکی تھی — پھر بھی ایک جیب سے ایک معمولی سی چیز محمود کے ہاتھ لگ ہی گئی — شاید قاتل نے اس چیز کو بالکل غیر اہم خیال کیا تھا — یہ چیز ایک چھوٹی سی نوٹ بک تھی، جس میں صرف ٹیلی فون نمبر درج تھے —

محمود نے نوٹ بک جیب میں ڈال لی اور زینوں نیچے اتر آئے —

"کہاں — مل آئے تم اس سے؟"

"کیا آپ اس کی ماں ہیں؟"

"نہیں — میں نوکرانی ہوں۔" اس نے کہا۔

"اسے کسی نے قتل کر دیا ہے — پولیس کو فون کرنا پڑے گا۔"

"کیا کہا —" وہ بلند آواز میں چلائی۔

"ہاں! اسے مرے ہوئے تو کافی دیر ہو چکی ہے۔"

www.pdfbooksfree.pk



"اوہ — اوہ — اسی لیے وہ میری بات کا جواب نہیں دے رہا تھا۔"

"کیا ہم سے پہلے کوئی اور بھی اس سے ملنے آیا تھا؟"

"ہاں! وہی تھا — جو اکثر اس سے ملنے کے لیے آتا رہتا ہے — جوگٹ نام ہے اس کا۔"

"اور یہ مسٹر جوگٹ کہاں رہتے ہیں؟"

"میں نہیں جانتی۔"

"اس کا حلیہ تو بتا سکتی ہیں؟"

"ہاں ضرور — کیوں نہیں — وہ لمبے قد کا دبلا پتلا آدمی ہے — چہرے سے ہی بدمعاش لگتا ہے۔"

"کچھ اور وضاحت کریں نا؟"

"اس کی ناک کی نوک پر نیلے رنگ کا ایک بڑا سا تل ہے اور یہ نشانی ایسی ہے — کہ اسے آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے۔"

"اور آپ یہ بھی نہیں بتا سکیں گی کہ وہ رہتا کہاں ہے۔"

"بھلا میں کیا جانوں — کانگو سے اکثر ملنے آتا رہتا تھا — میں تو بس اتنا جانتی ہوں۔"



"ہوں — پولیس کو فون کر دیں — ہم اس کے آنے تک یہیں ٹھہریں گے۔"

پندرہ منٹ بعد پولیس وہاں پہنچ گئی — اس نے واقعات کا بیان لیا، ان سے پوچھ گچھ کی — پولیس کا ایک سوال یہ تھا:

"آپ کا مسٹر کانگو سے کیا تعلق ہے؟"

"کوئی تعلق نہیں — ہم تو ویسے ہی یہاں سیر و سیاحت کے لیے آئے ہوئے ہیں — اس کی ٹیکسی میں سفر کیا تھا — ہمیں برموڈا سے بہت دلچسپی ہے — اور یہ اس سلسلے میں کچھ جانتے تھے — بس ہم تو وہی معلوم کرنے آئے تھے۔"

"برموڈا —" انسپکٹر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! برموڈا — کیا آپ ہمیں اس بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟" گھوڈ بولا۔

"کوئی بھی کچھ نہیں بتا سکتا — اس لیے کہ کوئی کچھ جانتا نہیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"خیر — کیا اب ہمیں اجازت ہے۔"

"ہاں! لیکن آپ بغیر اجازت ملک سے نہیں جا سکتے — جب تک کہ ہم اس قتل کے سلسلے میں آپ لوگوں کی طرف سے مطمئن نہیں ہو جاتے۔"

www.pdfbooksfree.pk



"جب کہ اصولی طور پر آپ کو مطمئن ہو جانا چاہیے تھا
اس لیے کہ اس عورت کا بیان بالکل واضح ہے۔
قاتل اگر کوئی ہو سکتا ہے تو مسٹر کانگو کا دوست ہوگا
یہ بات ٹھیک ہے۔ آپ کے لیے پابندی
رہے گی۔"

"اچھی بات ہے۔ ہم بغیر اجازت ملک سے نہیں جائیں
"شکریہ۔ آپ جا سکتے ہیں۔"

وہ باہر نکل کر سڑک پر آئے۔ ڈرائیور
انتظار کر رہا تھا۔

"بہت دیر لگائی۔"

"کیا کرتے۔ مسٹر کانگو کو تو کسی نے قتل کر دیا ہے۔"

"کیا!!!" وہ دھک سے رہ گیا۔

"ہاں! کیا آپ کسی ایسے آدمی کو جانتے ہیں۔ جو
اور دبلا پتلا ہے۔ اس کی ناک کی نوک پر ایک
رنگ کا بڑا سا تل ہے؟"

"نہیں! لیکن اس حلیے کا آدمی شاید میں نے کہیں
دیکھا تو ہے۔" اس نے سوچ میں گم ہوتے ہوئے

"اگر یاد آ جائے تو ضرور بتائیے گا۔"

"اچھی بات ہے۔"

تینوں ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ اسی وقت اس نے کہا،
"یاد آ گیا۔ ان دونوں کو میں نے ایک مرتبہ سمندر کے
ایک ریستوران میں دیکھا تھا۔"

"اس ریستوران کا نام تو بتا سکتے ہیں آپ۔ بلکہ آپ
وہاں لے ہی چلیں۔" فاروق نے کہا اور جلدی سے محمود کی
طرف دیکھا۔

"ہاں! کوئی حرج نہیں۔ ریستوران کا نام سی پوائنٹ ہے۔"

ٹیکسی اس ریستوران کی طرف روانہ ہو گئی۔ ریستوران
میں داخل ہو کر انھوں نے سرسری نظر سب لوگوں پر ڈالی اور پھر
ایک خالی میز کی طرف بڑھ گئے۔

ریستوران میں اگرچہ اس حلیے کا کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔
کئی جانے پہچانے چہرے ایسے نظر آتے تھے کہ تینوں حیرت زدہ رہ
گئے تھے۔ انھیں ایک فی صد بھی ان کے یہاں نظر آنے
کی امید نہیں تھی۔

"یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔" فاروق نے دبی آواز میں کہا
"رنگ۔ کیا دیکھ رہے ہیں۔ کیا وہ نظر آ گیا ہے۔" ڈرائیور
نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ وہ نہیں۔ البتہ کچھ اور لوگ ضرور نظر آتے ہیں۔"

www.pdfbooksfree.pk



محمود نے یہ کہتے ہوئے ان کی طرف دیکھا۔

"یہ کون ہیں؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہمارے دوست۔ لیکن یہ یہاں کیسے پہنچ گئے۔ اس بات جتنا بھی حیران ہوں۔ کم ہے۔ اوہو۔ یہ۔ ان کی طرف کون بڑھ رہا ہے۔" محمود کے لہجے میں اور حیرت شامل ہو

"اس ریستوران کے مالک۔ مسٹر ٹاوان۔"

ٹاوان ان کی میز پر بیٹھ گیا اور ہنس ہنس کر ان باتیں کرنے لگا۔

"یہ تو ایسا لگتا ہے جیسے آپس میں گہرے دوست ہوں۔"

"ہاں! لیکن یہ دوست ہو نہیں سکتے۔" فاروق بڑبڑایا۔

"کیوں۔ کیوں؟" وہ ہکلایا۔

"آپ کا نام ہم نے اب تک نہیں پوچھا۔ حالانکہ بہت دیر پہلے آپ ہمارے دوست بن چکے ہیں۔"

"میں انعام خان ہوں۔"

"تو مسٹر انعام خان۔ یہ صاحب ان چاروں کے دوست اس لیے نہیں ہو سکتے کہ یہ اس ملک میں پہلی بار آئے ہیں اور مسٹر ٹاوان بھی ہمارے ملک میں کبھی نہیں آئے گے۔"

"لیکن بھئی۔ یہ قلمی دوست تو ہو سکتے ہیں۔" انعام



نے کہا۔

"قلمی دوست۔ اوہ ہاں۔ اس کا امکان تھا۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہے۔"

"وہ کیوں؟" انعام خان بولا۔

"یہ چاروں کسی کو قلمی دوست بنانا پسند نہیں کرتے۔ یہ کوئی اور معاملہ ہے۔"

"آخر یہ کون لوگ ہیں۔"

"انہیں شوکی برادرز کہتے ہیں۔ ہمارے بہت گہرے دوست ہیں۔" محمود نے کہا۔

"تو پھر آپ اٹھ کر ان سے ملتے کیوں نہیں؟"

"ہم ذرا تیل دیکھنا چاہتے ہیں اور تیل کی دھار بھی۔" فاروق مسکرایا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"مطلب یہ کہ۔ یہ ملاقات کیوں اور کس سلسلے میں ہو رہی ہے۔ پہلے یہ جان لیں۔ پھر ملاقات کر لیں گے۔"

"ہوں! جیسے آپ کی مرضی۔" اس نے کندھے اچکائے۔

اسی وقت انھوں نے ان پانچوں کو اٹھتے دیکھا۔

"لیجیے۔ وہ تو اٹھ رہے ہیں۔"

www.pdfbooksfree.pk



"تو کیا ہوا — ہم بھی اٹھ جاتے ہیں۔" فاروق بولا۔

شوکی برادرز اور مسٹر ٹاوان جلد ہی ریسٹوران سے باہر نکلتے نظر آئے — انھوں نے بھی باہر کا رخ کیا۔ ابھی تک کچھ کھانے پینے کا تو موقع ہی نہیں آیا تھا بل ادا کرنے کے لیے رکنا پڑتا۔

باہر نکل کر انھوں نے انھیں ایک لمبی سی سرخ کار میں بیٹھتے دیکھا — وہ بھی تیزی سے ٹیکسی کی طرف بڑھے — ایک منٹ بعد وہ سرخ کار کا تعاقب کر رہے تھے — ان کی حیرت میں ہر لمحے اضافہ ہو رہا تھا۔

"یہ — یہ سب کیا چکر ہے جیجی —" فرزانہ بولی۔

"شاید چکر اتنی آسانی سے سمجھ میں آنے والا نہیں۔" محمود بڑبڑایا۔

"حیرت تو یہ ہے کہ انکل کامران مرزا پارٹی میں موجود ہے — کہیں ہم کسی سازش کے تحت تو یہاں نہیں ہو گئے۔"

"ان دونوں پارٹیوں کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا جا سکتا — لیکن ہم کسی سازش کا شکار نہیں ہوئے ہیں۔ ہمیں تو اس جہاز نے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔"

"ہوں! بات تو ٹھیک ہے — لیکن ہو سکتا ہے



ان لوگوں نے بھی جہاز کی یہ خبریں سن لی ہوں اور انھوں نے بھی اسی سمت کا رخ کر لیا ہو۔"

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا — ویسے میرا جی چاہ رہا ہے — اس سرخ کار سے آگے نکل جاؤں — اور اسے روک کر شوکی برادرز سے ملاقات کر لوں — اور پوچھوں — بھئی شوکی — یہ سب کیا ہے۔"

"لیکن میرا مشورہ ہے — بس ہم صبر ہی کر لیں تو بہتر ہے۔" فرزانہ بولی۔

"بہت بہتر! لیکن اس موقع پر صبر کرنا ہے بہت مشکل۔"

"تو پھر بہت میٹھا پھل مل جائے گا — فکر نہ کرو۔" فاروق مسکرایا۔

"اور یہ — یہ تو اس طرف جا رہے ہیں۔" انعام خان چونکا "کس طرف۔"

"اب میں سمجھ گیا — کیا چکر ہے۔"

"کیا سمجھ گئے آپ — ذرا جلدی سے ہمیں بھی بتا دیں۔"

"اس شہر میں بے شمار ٹیلیں گم شدہ جہازوں کے چکر لگتی ہیں — کیوں کہ ان جہازوں میں انتہائی قیمتی چیزیں بھی موجود ہیں — اگر کوئی پارٹی — ان میں سے کسی گم شدہ جہاز کو پا لیتی ہے — تو بے شمار دولت حاصل کر سکتی ہے۔"

www.pdfbooksfree.pk



"سوال یہ ہے کہ یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔"

"غوطہ خوروں کی بستی میں — ایسی پارٹیاں غوطہ خوروں
معاملات طے کرتی ہیں — اور پھر اپنے تجویز کردہ مقام پر
غوطہ لگانے کے لیے کہتی ہیں — غوطہ خور اسی مقام پر سمندر
تہ میں جاتے ہیں۔"

"لیکن غوطہ خوروں پر اعتماد کس طرح کیا جا سکتا ہے
فرض کر لیتے ہیں کہ انھیں کوئی جہاز نظر آ جاتا ہے
تو پھر کیا وہ اوپر آ کر بتا بھی دیں گے — وہ خود
دولت کو کیوں حاصل نہیں کرنا چاہیں گے۔"

"یہی ان پارٹیوں کا سب سے بڑا مسئلہ ہے —
اس کی ترکیب اس طرح کی جاتی ہے — کہ ہر غوطہ
پارٹی کے ساتھ اپنا ایک آدمی بھیجا جاتا ہے — غوطہ
کو رسیوں سے باندھ کر نیچے بھیجا جاتا ہے — ان
نام پتے اور رشتہ داروں تک کے نام پتے لکھے جا
ہیں — تب کہیں جا کر غوطہ لگوایا جاتا ہے۔"

"ہوں! آج تک کوئی جہاز نظر بھی آیا۔"

"نہیں۔" اس نے کہا۔

"تب تو یہ لوگ برابر سرمایہ ضائع کر رہے ہیں۔"



"ہاں! بس یہ ایک برا ہے — اگر جہاز مل گیا تو وارے
ہے — ورنہ سراسر نقصان۔"

اسی وقت سرخ کار رکتی نظر آئی — اور
پھر ان تینوں کو ایک اور زبردست جھٹکا لگا — ان کی
آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں —

www.pdfbooksfree.pk



# روفن

خنجر کے نیچے ایک سفید رنگ کا کاغذ بھی ہو
خان رحمان جلدی سے آگے بڑھے ہی تھے کہ انسپکٹر
بول اٹھے:
"ایک منٹ خان رحمان — دستے پر انگلیوں کے نشان
ہو سکتے ہیں۔"
"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا اور ٹھٹک کر رک گئے۔
انسپکٹر جمشید نے جیب سے رومال نکالا
کو احتیاط سے پکڑ کر کھینچ لیا — کاغذ نیچے گر گیا۔
خان رحمان نے اٹھا لیا — اسے کھولا گیا تو یہ الف
آئے:
"ہم تم لوگوں کی یہاں موجودگی پسند نہیں کرتے
یہ بات نہیں کہ تم ہمارے لیے کسی خطرے کا



ثابت ہو سکتے ہو — یا ہم تم سے خوف زدہ ہیں۔
بات صرف اتنی سی ہے کہ ہم اپنا کام نہایت
اطمینان سے کرنا چاہتے ہیں — لہٰذا تم لوگ یعنی
تینوں پارٹیاں فوراً اپنے ملک چلی جائیں — ورنہ تم
لوگوں کو سمندر میں غرق کر دیا جائے گا — اس پیغام
کے بعد دوسرا پیغام صرف موت کا پیغام ہو گا۔"
نیچے کسی کا نام نہیں تھا — انسپکٹر جمشید کی
پیشانی پر بل پڑ گئے — پھر ان کے منہ سے نکلا:
"تینوں پارٹیاں — انسپکٹر کامران مرزا پارٹی کو تو خیر ہم دیکھ
چکے ہیں — لیکن کیا شوکی برادرز بھی یہیں ہیں؟"
"اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے — لیکن سوال
یہ ہے کہ وہ کہاں ہیں —" پروفیسر داؤد کے لہجے میں بھی
پریشانی تھی۔
"کہیں موجود ہوں گے — تبھی تینوں کا لفظ لکھا گیا ہے،
سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہوٹل کے اندر یہاں خنجر کون پیوست
کر گیا — اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم پوری طرح ان لوگوں
کی نظروں میں ہیں — لیکن کیوں — انھیں ہم سے کیا خطرہ ہے،
یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" انھوں نے جلدی جلدی کہا۔
"کون لوگ —" خان رحمان چونکا۔

www.pdfbooksfree.pk



یہی۔ جنھوں نے یہ پیغام لکھا ہے۔"

"پتا نہیں کیا چکر ہے — اس قدر حیرت انگیز
تک ہو چکی ہیں کہ ذہن میں جمع کرنا بھی مشکل ہے۔"
بولے۔

"سب سے پہلے تو خنجر پر انگلیوں کے نشانات
گے — آیئے۔"

وہ کمرے میں داخل ہو گئے — انسپکٹر جمشید نے
بیگ میں ایک چھوٹی سی شیشی نکالی — اس میں
قسم کی کوئی چیز تھی — تھوڑا پاؤڈر انھوں نے
دستے پر چھڑکا تو انگلیوں کے نشانات صاف نظر
"بہت خوب! نشانات تو مل گئے — وہ چمکے
ہیں سے کیمرہ نکال کر ان نشانات کی دو تین تصاویر
نصف منٹ بعد نشانات کی تصاویر ان کے سامنے
اور وہ انھیں بغور دیکھ رہے تھے — آخر ان تصاویر
نے جیب میں ڈال لیا۔

"محمود — فاروق اور فرزانہ اب تک لوٹ کر نہیں
انھیں اتنی دیر نہیں لگنا چاہیے تھی۔" خان رحمان
ہو کر کہا۔

"شاید وہ بھی کہیں الجھ گئے۔" انسپکٹر جمشید مسکرا



"شاید! میں انسپکٹر کامران مرزا وغیرہ کے لیے فکرمند ہوں۔
وہ کہاں چلے گئے۔"

"اس بات پر میں بھی — ارے — ایک منٹ — آیئے ذرا
کر لیں کہ اس میز کا جائزہ لیں — جس پر وہ بیٹھے تھے۔"

"اس میز سے کیا معلوم ہو گا۔" پروفیسر صاحب کے لہجے
حیرت تھی۔

"کچھ معلوم ہوتے دیر بھی کیا لگتی ہے۔" خان رحمان نے

تینوں ہال میں آئے اور اس میز پر آ کر بیٹھ
— اسی پر انسپکٹر کامران مرزا وغیرہ بیٹھے نظر آئے تھے۔
نے پورے ہال پر ایک سرسری نظر ڈالی — کوئی ان
طرف متوجہ نہیں تھا۔

"سب لوگ اپنے آپ میں مگن ہیں — لیکن ایک شخص
ہماری طرف دیکھ رہا ہو گا۔" انسپکٹر جمشید نے سرگوشی کی۔

"تمھارا مطلب ویٹر سے ہے۔" خان رحمان نے کہا۔

"ہاں! خیر کوئی بات نہیں — دیکھ رہا ہے تو دیکھتا ہے،
کر سکتے ہیں — انھوں نے کندھے اچکا دیے اور میز اور
کرسیوں کا جائزہ لینے لگے — میز کے ایک پائے پر انھیں
کچھ لگا نظر آیا — بے خیالی میں انھوں نے بٹن دبا دیا۔

www.pdfbooksfree.pk



دوسرا لمحہ حیران کن ترین تھا — فوراً ہی ایک بہت بڑا گھنٹا ہوا تھا — اور میز کے بالکل نیچے انہیں سیڑھیاں آنے لگیں — انھوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان سیڑھیوں کو دیکھا — دوسری میزوں پر بیٹھے لوگ ان سیڑھیوں کو نہ دیکھ سکتے تھے — اور جس وقت انسپکٹر کامران مرزا غائب ہوئے اس وقت تو سب لوگ سٹیج کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انسپکٹر جمشید نے بٹن پھر دبایا تو سیڑھیاں غائب ہو گئیں اور فرش میں سے فرش کا ٹکڑا نکل کر خلا پر آ گیا۔ انھوں نے فوراً جیب میں سے قلم اور کاغذ نکالا اور ایک فون نمبر لکھا —

"خان رحمان! اس نمبر پر رنگ کر آؤ ذرا۔" انھوں نے سرسری انداز میں کہا۔

انھوں نے سمجھ جانے والے انداز میں ہلایا اور کاؤنٹر پر چلے گئے — سلسلہ ملتے ہی انہیں ڈی کوزا کی آواز سنائی دی — وہ کہہ رہا تھا،

"یس سر — ہمارے لائق کوئی خدمت؟"

"ایک بہت سنسنی خیز معاملہ ہے — ہوٹل کی کیٹ آیئے۔"

"آپ کا نام؟"

خان رحمان — ہماری آپ سے پہلے ہی ملاقات ہو چکی

اچھی بات ہے — میں آ رہا ہوں — لیکن یہ یاد رکھیے — وقت ضائع نہ ہو۔"

بالکل ضائع نہیں ہو گا — بس آپ آ جائیں۔" انھوں نے اور ریسیور رکھ دیا۔

ٹھیک چھے منٹ بعد انسپکٹر ہال میں داخل ہوا اس وقت اس کے پیچھے تھے — خان رحمان نے ہاتھ کا اشارہ دیا — وہ تیر کی طرح ان کی طرف آیا — اور پھر کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا،

کیا معاملہ ہے جناب — آپ بہت حیران نظر آ رہے

کیا کیا جائے — مجبوری ہے۔"

کیا مطلب — مجبوری کیسی —" اس نے چونک کر کہا۔

ہم نے یہ سراغ لگا لیا ہے کہ مسٹر کامران مرزا اور ان کے ساتھی کہاں غائب ہوئے ہیں۔"

ں — نہیں —" انسپکٹر ڈی کوزا کے منہ سے حیرت زدہ

ں نکلا۔

ی کیا مطلب — اس نہیں سے آپ کی کیا مراد ہے؟"

www.pdfbooksfree.pk



انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

"میرا مطلب ہے — آپ نے کس طرح سراغ لگا لیا۔
سراغ رساں ہیں۔"

"ہر انسان ستوا بہت تو سراغ رساں ہوتا ہی ہے"
انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہاں! یہ تو ہے — خیر — بتایئے — آپ کے ساتھی
ہیں۔"

"اسی ہوٹل میں۔" انھوں نے یک دم کہہ دیا۔
"کیا کہہ رہے ہیں آپ۔" انسپکٹر ڈی کوزا دھک
گیا —

"ملاحظہ فرمائیں ثبوت —" یہ کہہ کر انھوں نے ہاتھ
فرش میں فوراً خلا پیدا ہو گیا اور سیڑھیاں نظر آنے
انسپکٹر ڈی کوزا کی حیرت کا کیا
اس نے کہا:

"اُف اللہ — یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

"اور اس کا مطلب ہے — مسٹر روفن کو معلوم
وہ کہاں ہیں — لیکن انھوں نے آپ کو نہیں بتایا —
ہوا لگنے دی — گویا انھوں نے ہمارے ساتھیوں کو
میں رکھا ہوا ہے۔" خان رحمان نے جلدی جلدی کہا۔



آپ کے ساتھیوں کو — تو کیا وہ آپ کے ساتھی تھے۔"
انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر خان رحمان کی طرف
دیکھا۔ انھوں نے یہ بات ظاہر نہیں کی تھی کہ
خان رحمان مرزا ان کے ساتھی ہیں — لیکن اب یہ بات
خان رحمان کی مہربانی سے انھیں معلوم ہو گئی تھی۔

"ہاں! یہی سمجھ لیں۔"

"آیئے — ہم مسٹر روفن سے بات کریں۔"

"بات بعد میں کریں — پہلے اسے گرفتار کر لو۔"

"گرفتاری کا مرحلہ بعد میں طے ہو گا — آیئے۔" اس

وہ اٹھے اور روفن کے دروازے پر پہنچے۔

"آیئے جناب!" ابھی انھوں نے دستک نہیں دی تھی
آواز سنائی دی۔

"تو آپ کو معلوم ہے کہ ہم آ رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید
دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"بھلا معلوم کیوں نہ ہو گا — جب کہ میں یہاں بیٹھا
ہوں — بال کا جائزہ لیتا رہتا ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"اب دیکھ رہے ہیں انسپکٹر صاحب۔"

"ہاں! دیکھ رہا ہوں — مسٹر روفن — یہ تہ خانے کا کیا

www.pdfbooksfree.pk



معاملہ ہے اور کیا ان کے ساتھی واقعی تہ خانے میں

"ہاں جناب — یہ بات ٹھیک ہے — میں یہ بات
گا نہیں"

"اب چھپا بھی کس طرح سکتے ہیں — ہم سیڑھی
آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں"

"مسٹر روفن — ہمیں اس تہ خانے میں لے چلیے"
کے لہجے میں سختی تھی۔

"جی — جیسے آپ کی مرضی" اس نے کہا اور
ہو گیا — اس نے ایک الماری کے پٹ کھول
تہ خانے کی سیڑھیاں ان کے سامنے تھیں —

"آیئے جناب — مسٹر روفن — آپ ہمارے ساتھ
بلکہ ہم سے آگے —" ڈی کوزا نے اب بھی سخت
کہا۔

"جی بہتر —" روفن نے کہا اور سب سے آگے
سیڑھیاں اترنے لگا — اس کے پیچھے وہ بھی
تک کہ ایک بہت بڑے پختہ ہال میں پہنچ گئے
طرف انسپکٹر کامران مرزا وغیرہ بے ہوش پڑے
انھیں رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا — تہ خانے
کی بے شمار پیٹیاں ایک دوسرے کے اوپر رکھی



"ان پیٹیوں میں کیا ہے مسٹر روفن —" انسپکٹر جمشید بولے۔
"پتا نہیں — اب تم بھی اپنے آپ کو بندھوا لو" روفن
بولا۔

"وہ کیوں — ہم نے کیا قصور کیا ہے —" انسپکٹر جمشید
مسکرائے۔

اسی وقت تہ خانے میں ایک دروازہ کھلا اور
کے قریب پہلوان نما آدمی اندر آئے —

"انھیں باندھ لو —" روفن گرجا۔
"مسٹر ڈی کوزا آپ دیکھ رہے ہیں"

"ہاں بالکل دیکھ رہا ہوں — اسی لیے تو تم لوگوں کو
یہاں لایا ہوں" اس نے ہنس کر کہا۔

"جی — کیا مطلب —" انسپکٹر جمشید نے چونک کر کہا۔
"اب تک نہیں سمجھے بے وقوف — مسٹر ڈی کوزا بھی ہمارے
ساتھی ہیں"

"خیر — یہ بات تو میں بہت پہلے سمجھ گیا تھا —" انسپکٹر
جمشید مسکرائے۔

"جھوٹ — بالکل جھوٹ — میرے منہ سے سننے کے بعد کہہ
رہے ہو" روفن ہنسا۔

"اچھا! یہ بات ہے — تو پھر ذرا اپنے مسٹر ڈی کوزا

www.pdfbooksfree.pk



سے کہیے کہ اپنا پستول تو ہولسٹر سے نکال کر دکھا دے۔" جمشید کے لہجے میں بچوں جیسی شوخی تھی۔

"کیا مطلب؟" ڈی کوزا زور سے اچھلا۔ پھر اس نے اپنے ہولسٹر کی طرف بڑھا۔ لیکن پستول وہاں نہیں تھا۔

"یہ۔ یہ کیا بھئی۔" روفن کے منہ سے نکلا۔

"میرا پستول کہاں ہے۔" ڈی کوزا غرایا۔

"یہ رہا۔ ناراض نہ ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے جیب سے پستول نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ ڈی کوزا نے پستول جھپٹ لیا اور بولا:

"تم لوگ ہاتھ اوپر اٹھا دو۔ ورنہ میں گولی چلا دوں گا۔"

"لیجیے۔ ہمارے دیے ہوئے پستول سے ہی گولی کھا لیں گے۔ ہے کوئی تک۔" خان رحمان ہنس پڑے۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"انھیں باندھ لو۔" روفن نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا۔ وہ آگے بڑھے۔ انسپکٹر جمشید اطمینان سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھتے رہے۔ پھر جونہی وہ ان کے نزدیک پہنچے۔ انسپکٹر جمشید بلا کی تیزی سے اچھلے۔ ان پر جا پڑے۔ خان رحمان نے بھی ان کا ساتھ



[illegible] پر [illegible] ماؤزر ہوں کے توں کھڑے رہے۔

"خبردار۔ میں گولی چلا دوں گا۔ چپ چاپ اپنے آپ کو [illegible] حوالے کر دو۔"

"نہیں جناب۔ یہ تو نہیں ہو گا اب۔" انسپکٹر جمشید نے [illegible] ہاتھ پیر چلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو پھر یہ لو۔" ڈی کوزا نے انسپکٹر جمشید کا نشانہ [illegible] اور ٹریگر دبا دیا۔ لیکن فائر نہ ہوا۔ بس ٹریگر کی آواز [illegible] کر رہ گئی۔

"بس مسٹر ڈی کوزا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں تم لوگوں کا نام و نشان مٹا دوں گا۔" ڈی کوزا غرایا۔

پھر وہ اور روفن بھی اس لڑائی میں شریک ہو [illegible]۔ اچانک تہ خانے میں تین دروازے اور کھلے۔ اور تیس [illegible] قریب آدمی اور اندر آ گئے۔

"ان کو پیس ڈالو۔ میں ان کے جسم کے ٹکڑے الگ [illegible] دیکھنا چاہتا ہوں۔" ڈی کوزا غرایا۔

"اگر بات صرف اتنی تھی تو پہلے ہی بتایا ہوتا۔ ہم اپنے [illegible] کے ٹکڑے آپ کو پارسل کر دیتے۔" انسپکٹر جمشید اس [illegible] بہت کھلنڈرے نظر آ رہے تھے۔ ان کے ہاتھ اور

www.pdfbooksfree.pk



پیر بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے اور اس وقت
سات آدمیوں کو بے کار کر چکے تھے — لیکن ابھی
ابھی تیس سے زائد لوگ موجود تھے —

ایسے میں پروفیسر داؤد نے ادھر ادھر
کہیں کوئی ہتھیار نظر نہ آیا جس کو اٹھا کر وہ کام
سکتے — لیکن ایک دروازے کے دوسری طرف انھیں کوڑا
نظر آ گیا — وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف
چمڑے کا ایک کوڑا تھا — انھوں نے فوراً کوڑا اٹھا
اسے گھماتے ہوئے ان لوگوں کی طرف آئے — انسپکٹر
خان رحمان اچھل اچھل کر وار کر رہے تھے کہ اس
کوڑا گھمانا شروع کر دیا — تمام دشمن انسپکٹر جمشید اور خان
کی طرف متوجہ تھے — لہٰذا کئی ایک کوڑے کی زد میں
گئے — اور فرش پر لوٹھکتے چلے گئے۔

"بہت خوب پروفیسر صاحب — لیکن آپ زحمت
کریں — ہم ان سے نبٹ لیں گے۔"

"بھئی ذرا میرے ہاتھوں پیروں کی بھی ورزش
گی۔" وہ مسکرائے۔

"لیکن — آپ کو ایسے کاموں کا تجربہ نہیں ہے —
چوٹ نہ کھا لیں۔"



اس راستے میں چوٹ کی پروا کون کرے۔" پروفیسر مسکرائے۔
"بھئی واہ — سبحان اللہ۔" خان رحمان نے گویا داد دی۔

اچانک کوڑے کا ایک سرا روفن کے ہاتھ میں
یا — اس نے جلدی سے کوڑے کے کئی بل ہاتھ پر
یے اور بولا:

اب میں تمھیں مزا چکھاتا ہوں بوڑھے —"

اس کا جملہ سنتے ہی انسپکٹر جمشید نے ادھر
— روفن جھٹکا مارنے ہی والا تھا — اور اس غرض کے
ے اپنے جسم کو اکڑا چکا تھا — انھوں نے وہیں سے
جھٹکا لگائی — اور روفن کی کمر سے ٹکرائے —

وہ اوندھے منہ گرا — اور پروفیسر داؤد نے جھٹکا
کوڑا چھڑا لیا —

"اب ذرا یہ کوڑا مجھے دے دیں —" ایسے میں انسپکٹر جمشید
ے۔

"ضرور لے لو بھئی — میں نے تو بس یونہی اٹھا لیا تھا۔"
وش ہو کر بولے۔

انسپکٹر جمشید نے کوڑا ہاتھ میں لیتے ہی گھمایا۔
کے ساتھی ان کی طرف ہی بڑھے چلے آ رہے تھے —
کوڑے نے ان کے مزاج پوچھنا شروع کر دیے — اور

www.pdfbooksfree.pk



پھر تو ہال میں کوڑے کی شائیں شائیں کچھ اس تیزی سے
کہ روفن کے ساتھی سنبھل نہ سکے۔ اچھل اچھل کر دور
گرنے لگے۔ روفن اور ڈی کوزا نے کئی بار کوڑے کو
پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کی کوشش ناکام گئی۔
پھر اچانک کوڑے کا سرا روفن کے ہاتھ میں آگیا۔
ساتھ ہی ڈی کوزا نے بھی سرے پر ہاتھ جما دیا۔
تن گیا۔ دونوں طرف سے پورا زور لگا دیا گیا۔
جمشید نے کوڑا چھوڑ دیا۔ دونوں جھٹکے میں ان کے
سے جا کر ٹکرائے۔ وہ بلند آواز میں چیخے اور گر
گئے۔

اسی کے ساتھ ہی روفن کے ساتھی
کی طرف دوڑے۔ انسپکٹر جمشید اور خان رحمان بھی
دوڑے اور ان سے پہلے ایک دروازے میں داخل
دوسرا شخص حیران کن تھا۔



# ارے

سرخ کار سمندر کے کنارے بنی ایک بہت بڑی
کے سامنے رکی ——— لیکن شوکی برادرز کے ساتھ کار
آنے والے کو اب ٹاماں نہیں کہا جا سکتا تھا۔
"یہ کیا بھئی۔" انعام خان کے لہجے میں حیرت تھی۔
"کی تو ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپ ہم سے
رہے ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔
"بھئی۔ بھلا۔ میں کیا بتا سکتا ہوں۔"
نے سر ٹاماں اور شوکی برادرز کو اس کار میں
اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ٹھیک ہے نا۔" محمود
ہاں۔
بالکل دیکھا تھا۔
اور تمام راستہ سرخ کار ہماری نظروں کے سامنے رہی۔

www.pdfbooksfree.pk



یہ بھی ٹھیک ہے۔" محمود نے کہا۔

"ہاں بالکل۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا

"لیکن اب شوکی برادرز کے ساتھ کار میں سے کو

آدمی نکلا ہے — آپ بتا سکتے ہیں کہ کیوں؟" فاروق

انعام خان کی طرف دیکھا۔

"ہن — نہیں — میں کس طرح بتا سکتا ہوں۔" وہ ہ

"لیکن ہم بتا سکتے ہیں۔"

"کمال ہے — آخر کیسے بتا سکتے ہیں اور کیا با

ہیں۔"

"دن رات ہم اسی قسم کے کام کرتے رہتے ہیں ا

بتا سکتے ہیں — کیا بتا سکتے ہیں کا جواب یہ ہے کہ

ٹاداں نے کار میں بیٹھے بیٹھے میک اپ کر لیا ہے

"گگ — کیسے — وہ تو کار چلا رہا تھا۔"

"ریڈی میڈ قسم کا میک اپ ایک ہاتھ سے بھی

سکتا ہے — اور ایک آدھ منٹ کے اندر کیا جا سکتا

"اس کا مطلب ہے — ٹاداں یہاں جن لوگوں کے

آیا ہے — وہ اسے ٹاداں کی حیثیت سے نہیں جانتے

"ہاں مطلب تو یہی ہے — لیکن وہ عمارت میں

ہو چکے ہیں اور ہم باہر کھڑے ٹامک ٹوئیاں مار رہے



نے بھنا کر کہا۔

"ت — تو پھر۔" انعام خان کے منہ سے نکلا۔

"دیکھیے نکل انعام خان — ہمیں ہر حال میں اس عمارت میں

ہوتا ہے۔" محمود نے اسے بتایا۔

"اسے باپ رے — یہ تو اس ملک میں بہت بڑا جرم

"کوئی بات نہیں — یہ جرم ہم کریں گے۔"

"م — معاف کیجیے گا — میں آپ کا اس حد تک ساتھ

دے سکتا۔"

"ٹھیک ہے — آپ باہر ہی ٹھہریں — ہم اندر سے ہو

آتے ہیں — لیکن آپ ہمارا انتظار کریں گے نا۔" محمود نے

"جی ڈرائیور کا اور کام ہی کیا ہوتا ہے۔" انعام خان

"شکریہ — آؤ بھئی — ذرا اس عمارت کے اندر داخل

کا جائزہ لے لیں۔"

"لیکن آپ اندر داخل ہوں گے کس طرح۔"

"جی دیکھتے جائیے۔"

وہ آگے بڑھ گئے — انعام خان حیرت زدہ سا

www.pdfbooksfree.pk



وہیں کھڑا رہ گیا۔ عمارت سمندر کے کنارے بالکل الگ تھلگ
تھی، اس کے ساتھ یا آس پاس کوئی اور عمارت نہیں
عمارتیں تھیں ضرور، لیکن کافی کافی فاصلے پر۔ انھوں
عمارت کا چکر لگایا۔ عمارت کے باہر اور دور دور تک
آدمی اور انھیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ گویا ہو کا عالم
شاید یہ علاقہ غیر آباد تھا۔

لوہے کا ایک پائپ چھت تک
آیا۔ پائپ کو دیکھ کر فاروق کا منہ بن گیا۔

"پتا نہیں — ان لوگوں کو کیا ہے — پائپ
لیتے ہیں۔"

"اور تمھاری مشکلات میں اضافہ کر دیتے ہیں
بھی تو کہو نا۔" فرزانہ مسکرائی۔

"تم نے جو کہہ دیا۔" فاروق جلے کٹے
بولا — اور جوتے اتارنے لگا۔

"اگر میں اندر پھنس گیا تو تم اندر داخل ہو
کوشش نہ کرنا — بلکہ واپس شہر جا کر ابا جان
دینا۔"

"یہ تمھاری وصیت ہے یا تجویز۔" محمود نے
والے انداز میں کہا۔



"تجویز — تو تم نہیں مانو گے۔"

"بے وقوف کہیں کے — فرزانہ بولی۔
بہتر — یہ لو کود گیا۔" اس نے کہا اور اچھل کر
پکڑ لیا — دوسرے ہی لمحے وہ بندر کی سی تیزی
پر چڑھ رہا تھا — ایسے میں محمود اور فرزانہ
خان کی حیرت زدہ آواز سنی:

"یہ — یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں — اتنی مہارت۔"

"ہیں انکل — آپ بھی آ گئے۔"

"پتا نہیں دیکھنے آیا تھا کہ تم لوگ کیا کرتے ہو — اور
ان لڑکوں نے مجھے انکل کیوں کہنا شروع کر دیا۔"
خان نے بوکھلا کر کہا۔

"اگر آپ کو برا لگا ہے تو اب نہیں کہیں گے۔"
نے فوراً کہا۔

"نہیں نہیں — لگتا تو اچھا ہے — اس قدر اپنائیت
سے میرے بھتیجوں نے بھی کبھی انکل نہیں کہا۔"

"چلیے پھر — اب تو ہم آپ کو ضرور انکل ہی کہیں
گے۔"

"تب پھر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ بہت

www.pdfbooksfree.pk



بڑا خطرہ مول لے رہے ہیں — ٹاوان بہت خطرناک آدمی ہے۔"

"آپ فکرمند نہ ہوں — خطرات مول لینا ہمارا پیشہ نہیں بلکہ ہر وقت کا کام ہے — اور اب تک ہم زندگی میں خطرات تو ضرور مول لے چکے ہیں۔" محمود بولا۔

"پتا نہیں — آپ لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔"

"ہاں! یہ تو واقعی ہمیں بھی پتا نہیں — کیونکہ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے — ہمارے بعد ضرور یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہماری مٹی خاص طور پر لی گئی تھی — کیوں کہ ہمیں وہاں دفن کیا جائے گا۔"

"اوہو — آپ تو بہت خوفناک باتیں کرنے لگے — موت کی باتیں —" انعام خان کانپ گیا۔

"موت کی باتیں خطرناک نہیں ہوتیں — ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ موت کو یاد کرو موت لذتوں کو توڑنے والی چیز ہے — اور ایک حدیث یہاں تک آتا ہے کہ موت کو دن میں کم از کم یاد کرو — ہو سکتا ہے بیس مرتبہ غلط کہہ گیا ہوں اللہ تعالیٰ کمی بیشی کو معاف فرما دے — بہرحال حاصل بنتا ہے کہ موت کو ہر وقت یاد کرو — موت ایک



ہے۔"

"— یہ باتیں میں نے پہلی مرتبہ سنی ہیں۔"

"آپ دینی کتب کا مطالعہ کریں۔"

"میں چھت پر پہنچ گیا ہوں اور اب زینے کی طرف جا رہا ہوں — میرے لیے دعا کرنا —" اوپر سے فاروق کی آواز آئی۔

"آپ کامیاب کرے۔" دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

اور فاروق ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا:

"اب دونوں کو پائپ پر چڑھنا نہیں آتا۔" انعام خان بولا۔

"آتا ہے — لیکن ہم اتنے ماہر نہیں ہیں — دوسرے یہ کہ اوپر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تو دروازہ کھول ہی لیں گے — لہٰذا ہمیں اس قدر سخت محنت کرنے کی کیا ضرورت

"ہاں! ٹھیک ہے — نہ جانے کیا بات ہے — میرا دل چاہتا ہے کہ ہر وقت آپ کے ساتھ ساتھ رہوں۔"

"تو رہ لیں — فی الحال ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"فی الحال سے کیا مراد ہے۔"

"مطلب یہ کہ آگے چل کر ایسا موقع بھی آ سکتا ہے جب

www.pdfbooksfree.pk



ہم آپ کو ساتھ نہ رکھ سکیں — یا آپ خود ہمارا ساتھ
کیوں کہ ہماری صحت عام طور پہ انتہائی خطرناک ہے
"ہوں خیر — دیکھا جائے گا۔"

پانچ منٹ بعد فاروق انھیں اپنا
نظر آیا —

"ارے — یہ تو نیچے بھی پہنچ گئے۔"

"یہی تو ان حضرت کا کمال ہے۔" فرزانہ نے
"کمال کا ذکر کرتے ہوئے بھی منہ بنانا ضرور
کیا ؟" فاروق نے جل کر کہا۔

"بنایا نہیں — بن گیا ہے۔"

"ایک کھڑکی کھول کر باہر نکلا ہوں — جلدی
ہیں وہ کمرہ بھی تلاش کرنا ہے — جس میں شوکی
لے جایا گیا ہے۔"

"چلو — پتا نہیں — شوکی براورز کس چکر میں
"غوطہ خوری کے چکر کے سوا تو کوئی چکر ہو
سکتا۔" انعام خان بولا۔

وہ عمارت کے دائیں طرف آئے — کھڑکی کھلی
کے ذریعے اندر داخل ہو گئے — انعام خان باہر
"آپ نہیں آئیں گے۔"



— کے ڈر لگ رہا ہے۔"

ٹھیک ہے — بہتر بھی یہی ہے کہ آپ باہر ہی ٹھہریں
طرح آپ ہمارے زیادہ کام آ سکتے ہیں۔"

انھوں نے کھڑکی برابر کر دی — البتہ چٹخنی
نہ دی — یہ ایک بڑا کمرہ تھا — لیکن سامان بے ترتیبی
تھا۔ اس سے نکلے تو ایک برآمدے میں کھڑے تھے
والا آگے بڑھے اور ایک ایک کمرے کے دروازے
لیتے چلے گئے — پھر دوسری منزل پہ جانا پڑا —
ایک کمرے میں روشنی نظر آئی اور باتیں کرنے کی آواز
دی — ان کے دل دھڑک اٹھے — دوسرے لمحے ان
دروازے سے لگے ہوئے تھے۔

"تو آپ نے ہمیں اس لیے بلایا ہے۔" شوکی کہہ رہا تھا۔
"ہاں! اب تم لوگ بتا دو — یہ کام کر سکو گے یا نہیں؟
نے کی رقم ذہن میں رہے۔"

"اوہ! ٹھیک ہے — ذہن میں ہے — آپ بھی ایک بات
لیں — ہم یہاں معاوضے کے لالچ میں نہیں آئے۔" شوکی کا
خوش گوار تھا۔

"کوئی مطلب — تو پھر کس لیے آئے ہیں۔"

"بس — یہ ہمارا شوق ہے — جہاں کہیں کوئی پُراسرار

www.pdfbooksfree.pk



معاملہ نظر آیا — اس میں دلچسپی لینا شروع کر دیتے ہیں۔
خط ملا تو خط پڑھ کر ہم حیرت زدہ رہ گئے — ا
حالات ہم نے کبھی نہیں سنے تھے — ہم نے
نہ یہ سفر کر لیا جائے اور بس — سفر کر بیٹھے۔ ا
ہمیں معاوضے کی یاد دہانی نہ کرائیں — صرف یہ بتا
کام قانونی ہے — یا غیر قانونی۔"

"ایک لحاظ سے قانونی ہی ہے — لیکن دوسرے
غیر قانونی بھی ہے۔"

"کیا مطلب — یہ کیا بات ہوئی؟"

"ہم جو معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں — وہ معلو
کی حکومت بھی حاصل کرنے کے چکر میں ہے
تک نہ تو حکومت کا کوئی گروپ معلومات حاصل
نہ کوئی پرائیویٹ ادارہ — لہٰذا اگر ہم معلومات
کی کوشش کرتے ہیں تو اس میں حکومت کو کیا
نہیں ہو گا — لیکن اس کے بعد والا معاملہ دوسرا ہے
حاصل کر کے ہم حکومت کو ہرگز نہیں دیں گے
سے ذاتی فائدہ اٹھائیں گے — اور اس سلسلے میں ا
مختلف کمپنیاں لاکھوں روپے برباد کر چکی ہیں۔"

"اوہ!" انھوں نے شوکی برادرز کی آواز سنی۔



"کائنات کی ہر چیز کا اصل مادہ ہے — ہر چیز مادے سے
بنتی ہے — مادہ فنا نہیں ہو سکتا — وہ اپنی اصل شکل میں
موجود رہتا ہے — اس کی مثال یوں سمجھ لیں — ایک انسان
ہے — وہ مٹی سے بنا ہے — مرنے کے بعد پھر مٹی بن جاتا
ہے — گویا مادہ جوں کا توں رہا — فنا نہیں ہوا — اسی
طرح سونے کا ایک جہاز ہے — وہ اگر تباہ ہو جاتا ہے
تو اس کا مادہ بکھر جاتا ہے — منتشر ہو جاتا ہے — لیکن
کائنات میں موجود رہتا ہے —"

"ہوں! یہ بات تو ٹھیک ہے۔"

"ہم اسی نقطے پر کام کر رہے ہیں — ارے — یہ
کہتے کہتے رک گیا۔

"کیا ہوا؟"

"رابرٹ اب تک نہیں آیا — جب کہ اب سے تین منٹ
پہلے آ جانا چاہیے تھا۔"

"میں آ چکا ہوں سردار — لیکن باہر ہمارے تین مجرم کھڑے
تھے — میں ان کے لیے رک گیا تھا۔"

محمود، فاروق اور فرزانہ نے گھبرا کر اپنے
پیچھے دیکھا — ایک دیو قامت آدمی ہاتھ میں بڑا سا پستول لیے،
کچھ فاصلے پر کھڑا تھا —

www.pdfbooksfree.pk



تین مجرم — کیا مطلب —" اندر سے حیرت زدہ آواز
کہا گیا۔
"دروازہ کھولیے سردار — اور ان سے ملاقات
لیجیے —"
فوراً دروازہ کھلا اور پھر اندر سے
آواز گونجی — یہ ارے شوکی برادرز کے منہ سے نکلا

# ڈی کوزا



انھوں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑی تجربہ گاہ
ں تھے۔ یہ تجربہ گاہ اس ہال کے چاروں طرف بنائی گئی
تھی — گویا گولائی میں تھی، تجربہ گاہ میں ان گنت ٹی وی
کرنیں نصب تھیں اور ٹی وی کیمرے بھی کام کر رہے
تھے — ان کے علاوہ بے شمار آلات نصب کیے گئے تھے۔
ن آلات پر سائنس دان کام کر رہے تھے — سائنس دان
اپنے کام میں اس حد تک مگن تھے کہ ان کے دوڑتے قدموں
کی آوازیں سن کر بھی انھوں نے مڑ کر نہ دیکھا،
اسی وقت روفن کے ساتھی اندر داخل ہو
گئے — اب ان سب نے پستول نکال لیے تھے —
ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"
پہلے تم نے پستول کیوں نہیں نکالے۔" انسپکٹر جمشید کے

www.pdfbooksfree.pk



لہجے میں حیرت تھی۔

"موقع نہیں ملا تھا۔" ایک بولا۔

انھوں نے ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔ چاہتے تو
ان سے الجھ سکتے تھے۔ لیکن تجربہ گاہ دیکھ کر خیال
کر دیا۔

"مسٹر روفن اور انسپکٹر ڈی کوزا کو تو اٹھا لاؤ
انسپکٹر جمشید نے گویا انھیں خیال دلایا۔

"وہ آ رہے ہیں۔ فکر نہ کرو۔"

"اس تجربہ گاہ میں کیا کام ہو رہا ہے؟"

"پتا نہیں۔" منہ بنا کر کہا گیا۔

اتنے میں روفن اور ڈی کوزا دو آدمیوں
سہارا لیے اندر داخل ہوئے اور انھیں ہاتھ اٹھائے
کر مسکرا دیے۔

"حیرت ہے۔ پہلے آپ کے ساتھیوں نے پستول
نکالے۔"

روفن نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا
ٹکر ٹکر انھیں دیکھتا رہا۔ کئی سیکنڈ کی خاموشی کے بعد
کے لب ہلے:

"تم لوگ اپنے ملک واپس نہیں جا سکتے۔"



"چلے جائیں گے۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے۔" خان رحمان
مسکرائے۔

"یہاں کس لیے آئے ہو۔"

"ہم سب برمودا کے چکر میں آئے ہیں۔"

"وہاں صرف موت ہے۔ موت کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔"

"کہاں۔ کیا برمودا جزیرے میں۔"

"ہاں!" اس نے کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں مانتا۔" انسپکٹر جمشید نے انکار میں سر
ہلایا۔

"کیا مطلب؟" روفن چونکا۔

"پروفیسر صاحب۔ وضاحت کریں۔"

"برمودا ایک جزیرہ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس کے
چاروں طرف عمودی چٹانیں ہیں۔ اور جزیرے میں داخل ہونا
سخت مشکل ہے۔ لیکن ایسی بھی بات نہیں کہ کوئی داخل ہو
ہی نہیں سکتا۔ بلکہ اگر مسٹر روفن برا نہ مانیں تو میں ایک
بات بتا سکتا ہوں۔" پروفیسر داؤد مسکرا دیے۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ آج سے پندرہ سال پہلے برمودا کے اردگرد۔"

"ایک منٹ۔" روفن نے ہاتھ اٹھا دیا۔ پروفیسر داؤد

www.pdfbooksfree.pk



خاموش ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

تجربہ گاہ میں ایک باریک سی آواز گونج
تھی — روفن ایک سائنس دان کی طرف دوڑا — اور پھر
نے پُر امید آواز میں کہا:

"کوئی نئی خبر پروفیسر۔"

"ہاں مسٹر روفن — شاید ہم کامیابی کے بہت نزدیک
چکے ہیں۔"

"بہت خوب! کیا آپ تفصیل بتا سکتے ہیں۔" اس نے
بے تابانہ انداز میں کہا۔

"ابھی نہیں۔" اس نے انکار میں سر ہلایا۔

"خیر — کیا میں مرکز کو اطلاع دے دوں۔"

"صرف اتنی اطلاع دے سکتے ہیں کہ ہم کامیابی
بہت نزدیک ہیں۔"

"شکریہ — میں یہ اطلاع ضرور دوں گا — کیوں کہ
زیادہ مرکز بے چین ہے۔" یہ کہہ کر وہ مڑا — دیوار
نصب ایک آلے پر جھک گیا — اس نے ایک بٹن آن
تو آلے میں ایک سبز بلب جلنے بجھنے لگا — پھر دوسری
سے کہا گیا:

"ہیلو — یہ مرکز ہے۔"



"میں روفن ہوں سر — مسٹر ڈین کا کہنا ہے کہ ہم بہت جلد
یابی حاصل کر لیں گے۔"

"بہت خوب — پندرہ سال بعد ہم نے یہ پہلی اچھی خبر سنی
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"فکر نہ کریں سر — اب اچھی خبریں ضرور سننے میں آئیں

"بہت بہتر — اور کوئی بات۔"

"سر ملک پاک یونڈ کے کچھ سراغ رساں دخل اندازی کرتے
رہتے ہیں — اگرچہ ہم نے پوری نظر رکھی ہے — اور برابر
کی نگرانی کی جا رہی ہے — لیکن کچھ نہیں کہا جا سکتا،
کیا کر گزریں۔"

"تو انھیں ختم کر دیا جائے — ہمیں ڈرنے کی آخر کیا
ورت ہے۔"

"لیکن سر — وہ حکومتی سطح پر آئے ہوئے ہوں گے —
ان کی تلاش شروع کر دے گی۔"

"پروا نہ کرو — ہم دیکھ لیں گے۔"

"او کے سر — ان میں سے آٹھ ہمارے قبضے میں ہیں
کے چھ سات ساتھی اور ہیں — وہ بھی بہت جلد
ہماری گرفت میں ہوں گے — کیا انھیں بھی —" روفن کہتے

www.pdfbooksfree.pk



کہتے رک گیا۔

"ہاں! انھیں بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دو — یہ ہے
ہے — راستے میں جو بھی کانٹا آئے — ہٹاتے چلو۔"

"بہت بہتر سر! ایسا ہی ہو گا — ہم تو اس وقت
ان لوگوں سے کنی صرف اس لیے کتراتے رہے کہ
پولیس کی الجھنوں میں نہ پڑ جائیں۔"

"تم بے وقوف ہو روفن — پولیس تمھاری طرف کا رخ ہی
کرے گی — ان کی حکومت کو بتا دیا جائے گا کہ یہ
نہ جانے کہا غائب ہیں — بھئی ذرا غور کرو — کیا
ساحل سے اس ملک کے اپنے آدمی غائب نہیں ہو
سمندر میں جہاز غائب نہیں ہوتے — ہوائی جہاز
ہوتے — تو یہ کیوں نہیں ہو سکتے — حکومت ان
میں یہ خبر بھیج دے گی کہ انھیں آخری بار یہاں
ساحل پر دیکھا گیا پھر یہ غائب ہو گئے — زیادہ سے زیادہ
لینڈ کی حکومت یہ کرے گی کہ ان کی تلاش میں کچھ
روانہ کر دے گی — تو وہ کرتی رہے تلاش — ان
نام و نشان کہاں ملے گا کسی کو —"

"او کے سر — میں سمجھ گیا — آپ نے میری
بڑی فکر دور کر دی — کاش یہ بات پہلے ہی



لیکن ایک خیال رہے — جو چھے سات ساتھی شہر میں
موجود ہیں — وہ ہاتھ سے نہ نکل جائیں۔"

آپ فکر نہ کریں — ان کا بھی باقاعدہ تعاقب ہو رہا
— ایسے آپ کی باتوں نے مجھے ایک اور الجھن میں
دیا ہے سر۔" روفن نے پریشان ہو کر کہا۔

"وہ کیا؟"

کر — کیا اس منصوبے میں یہاں کی حکومت بھی ہمارا
دے رہی ہے۔"

یہ سمجھ لو کہ معاہدہ ہو گیا ہے — وہ اب ہماری حکومت
حکومت مل کر اس کام کو نبٹائے گی — یہاں
سے بات کرنے کی ضرورت اس لیے بھی
تھی کہ اس کے بغیر ہم آسانی سے اپنا کام نہیں
سکتے تھے — لیکن معاہدہ ہو جانے کے بعد ہم
طرح آزاد ہوں گے اور بلا کھٹکے کام کر سکیں

لیکن صرف — اس طرح تو —" روفن کچھ کہتے کہتے
گیا۔

ہاں! میں سمجھتا ہوں — تم کیا کہنا چاہتے ہو — ایسا

www.pdfbooksfree.pk



کرنا ہی پڑتا ہے۔"

"بہت بہتر سر — میں ان لوگوں کو سمندر میں
دیتا ہوں — تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری"

"یہ بہت اچھی ترکیب رہے گی — مجھے پسند
بس —"

اور آواز آنا بند ہو گئی — روفن
آف کر کے ان کی طرف مڑا:

"تم لوگوں نے اپنے بارے میں ہمارے مرزا
تو سن ہی لیے ہوں گے۔"

"ہاں! سن چکے ہیں — اور اب ہم یہاں
ہو رہے ہیں — تم لوگ ہمیں روک سکتے ہو تو روک
جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا —" روفن بھنا کر بولا۔

"دماغ میرا نہیں مسٹر روفن ابھی آپ کا
آپ نہیں جانتے ہم کون ہیں — آپ کو نہیں
اس دوران انسپکٹر کامران مرزا ہوش میں آ کر
نیچے پہنچ چکے ہیں۔"

"بائیں!" ان الفاظ کے ساتھ ہی اس
لیکن دوسرے ہی لمحے وہ انسپکٹر کامران مرزا



ں تھا — اور اس کی کن پٹی پر اسی کے پستول کی

اپنے ساتھیوں سے کہو — پستول گرا دو۔"

گرا دو پستول —" وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولا۔

پستول گرنے لگے — ان کے گرنے کی
ان گول ہال میں گونجنے لگی —

"لوگ جو آلات کے سامنے بیٹھے ہیں — انھیں بھی کہو،
ان کر تم لوگوں میں شامل ہو جائیں۔"

یہ بھی۔"

"لیکن مسٹر روفن — آپ اپنی زندگی بچانے کے لیے —
نقصان کیوں کر رہے ہیں۔" ڈین کی آواز سنائی

"مسٹر ڈین — میں تم لوگوں کا انچارج نہیں ہوں گا
ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکو گے۔"

ہے آپ کی مرضی — لیکن جب ہم میں سے کوئی بھی
ہو گا تو ہم کیا کر سکیں گے۔" ڈین نے طنزیہ لہجے

تم خاموش نہیں رہ سکتے۔"

ہاں! رہ سکتا ہوں — لیجیے — میں خاموش ہو گیا۔

www.pdfbooksfree.pk



لیکن آپ کو شاید معلوم نہیں۔"

"کیا معلوم نہیں۔"

"یہ کہ مرکز میں یہاں سے ہونے والی ہر بات

ہے۔"

"کیا مطلب؟" روفن بُری طرح چونکا۔

"ہاں! روفن یہ درست ہے۔" اچانک اس

سے آواز ابھری۔ اگرچہ اس کا بٹن نہیں دبایا

روفن کا رنگ اڑ گیا۔ آلے

آواز پھر ابھری،

"مسٹر روفن۔ اس وقت حکمت عملی کا تقاضا

تمہیں قربان کر دیا جائے اور سب لوگوں کو

جائے۔"

"نہیں سر۔ نہیں۔ کیا میں آپ کے نزدیک

بے کار ہوں۔"

"مسٹر روفن آپ جیسے تو میرے پاس نہ جانے

ہیں۔ لیکن ڈین جیسے ماہرین بہت کم ہیں۔ جو

جیسے لوگ اس تجربہ گاہ میں بیٹھ کر انجام دے

وہ تم نہیں کہہ سکتے۔ تمہارے ذمے تو بس

کہ بیرونی دشمنوں کو اس جگہ تک نہ آنے دو۔



بڑی کام کیا۔ یعنی بیرونی دشمن یہاں اس وقت موجود ہیں،

کوئی ایسا طریقہ ہوتا کہ ان لوگوں سے نجات حاصل

تمہیں بچا لیا جاتا کہ ہم یہ کام ضرور کرتے۔ لیکن

وقت کی صورتِ حال میں دیکھ رہا ہوں۔ اس صورت

اقدام یہی ہے کہ تمہیں داؤ پر لگا دیا جائے۔

اپنے ساتھیوں کو حکم دو۔ سب مل کر انسپکٹر کامران

ٹوٹ پڑیں۔ اس جنگ میں اگر ہمارے دو چار

کام بھی آ جاتے ہیں۔ تو کوئی پروا نہیں۔"

وہ سب ان الفاظ کے ختم ہوتے ہی انسپکٹر

مرزا کی طرف دوڑے۔ اس موقع پر انسپکٹر کامران

روفن کو گولی مارنا مناسب نہ سمجھا۔ انھوں نے

شاید اس شخص سے کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔

انھوں نے اپنی طرف دوڑ کر آتے ہوئے لوگوں پر

کو اچھال دیا۔ وہ اس سے بُری طرح ٹکرائے۔

دھڑام سے گرے۔ کچھ لڑکھڑائے۔ روفن بھی گرا اور

اٹھتے انسپکٹر کامران مرزا کی طرف بڑھے۔

اس وقت تک انسپکٹر جمشید، آفتاب، اسعد،

علی خان اور خان رحمان بھی حرکت میں آ چکے تھے۔

کی طرف کسی نے دھیان تک نہ دیا۔ وہ اب بے کار

www.pdfbooksfree.pk



تھے — کیوں کہ سب آپس میں گتھم گتھا ہو چکے تھے۔ بے ہنگم لڑائی شروع ہو چکی تھی —

"فکر نہ کرنا ساتھیو — ہم آپ کی مدد کے لیے بھیج رہے ہیں۔" آلے میں سے آواز ابھری۔

"جلدی ہاتھ چلاؤ بھئی۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

ان کے ہاتھ بجلی کی طرح چلنے لگے — انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا اس وقت تک کو ڈھیر کر چکے تھے — آفتاب، آصف اور فرح کسی سے کم نہیں تھے — ادھر خان رحمان اور کھل کر لڑ رہے تھے — آخر صرف ایک میدان صاف ہو گیا —

"اس سے پہلے کہ ہمیں نئے دشمنوں سے یہاں سے نکل جانا چاہیے — انسپکٹر جمشید بولے۔

"میری تجویز بھی یہی ہے — کیوں کہ یہاں کی ان کا ہی ساتھ دے گی۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا

وہ دروازے کی طرف دوڑے —

ان کی نظر انسپکٹر ڈی کوزا پر پڑی — وہ پستول لیے کے سامنے کھڑا تھا — اس کے چہرے پر ایک عجیب تھی:



تم ہمیں بھول ہی گئے — میں نے دراصل اس لڑائی میں حصہ نہیں لیا — ان آلات کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ یہ کوئی بات نہیں — اب بھی ہوتا ہے — لیکن تم مجھ پر گولی نہیں چلا سکو گے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیوں؟"

"میرے پستول میں صرف آٹھ گولیاں ہوں گی — اور ہم آٹھ سے نہیں ڈرتے — آٹھ کی آٹھ گولیاں میں اپنے سینے پر کھاؤں گا — میرے باقی ساتھی تمہاری تکا بوٹی کر دیں گے۔ اگر ایسا نہیں تو چلاؤ گولی۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر جمشید دھڑک آگے بڑھ گئے — ڈی کوزا دھک سے رہ گیا — اس کا منہ کھلا کا کھلا اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں — شاید اس حد تک دلیر آدمی اس نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھے تھے — اچانک اس نے پستول گرا دیا،

"آئیے میرے ساتھ — میں آپ کو ہال سے باہر لے جاؤں۔"

"نہیں مسٹر ڈی کوزا — ہم تم پر اعتبار نہیں کر سکتے — ہمارا ساتھ دینے کا فیصلہ کر چکے ہو تو ہمارے پیچھے آؤ۔" انسپکٹر جمشید جلدی جلدی بولے۔

www.pdfbooksfree.pk



"ٹھیک ہے — مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" ڈی کو
کہا:

اور وہ باہر نکلتے چلے گئے — ہر
میں ان کی نظریں ضرور اٹھیں — لیکن کسی نے خا
نہ دی — اور باہر نکل آئے —

باہر ڈی کوزا کی جیپ موجود تھی
ماتحت بھی موجود تھے — اس نے انھیں اشارے
بلایا اور کہا:

"تم لوگ سب اسٹیشن پہنچو — میں ان لوگو
ایک موقع دیکھتے جا رہا ہوں۔"

"او کے سر —" ماتحتوں نے ایک ساتھ کہا
وہ جیپ کی طرف بڑھے — ڈی کوزا
سیٹ سنبھالنا چاہی — لیکن انسپکٹر جمشید اس کے
گئے اور بولے:

"ابھی ہمیں آپ پر پوری طرح اعتبار نہیں آ
میں کروں گا۔"

"ضرور — کیوں نہیں۔" وہ مسکرایا۔

جیپ چل پڑی — ڈی کوزا اور
آگے تھے — باقی سب لوگ جیپ کے پیچھے تھے



آخر یہ سب چکر کیا ہے — خاص طور پر انسپکٹر کامران مرزا
آپ کی کہانی سننے کے لیے بے چین ہوں۔"

"جیپ میں کہانی تو مناسب نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔
"ہاں! جیپ کے دھچکے کہانی کو ڈگمگا دیں گے۔" آفتاب چمکا۔

"اب تک آپ نے میرا مشورہ نہیں مانا — میں آپ کی
ضد کو دیکھ کر آپ کے ساتھ شامل ہو گیا ہوں — میں نہیں
جانتا — میں نے یہ اپنے حق میں اچھا کیا ہے یا برا — لیکن
کم از کم میری یہ بات مان لیں کہ میں جہاں کہتا ہوں —
وہاں چلے چلیں — وہاں ہم بے خوف ہو کر کچھ وقت
گزار سکیں گے۔"

انھوں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور آخر
انسپکٹر جمشید بولے:

"اچھا ٹھیک ہے — راستا بتائیے۔"

ڈی کوزا راستا بتاتا رہا — اور وہ چلتے رہے —
یہاں تک کہ ایک سنسان جگہ پہنچے — یہاں ایک بہت پرانا
کھنڈر تھا۔

"یہ آسیبی کھنڈر مشہور ہے — لوگ اس کی طرف رخ نہیں
کرتے — لیکن میں جانتا ہوں — یہاں آسیب وآسیب نہیں
ہے۔"

www.pdfbooksfree.pk



"اور آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔" خان رحمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اسی طرح کہ — میں نے ایک بار یہاں رات گزاری صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ یہاں آسیب ہیں یا نہیں۔ یہاں کچھ بھی نہیں دیکھ سکا — لہٰذا میں یقین سے کہتا ہوں کہ بلا وجہ کسی نے یہ بات مشہور کر دی ہے۔"

"ہوں ٹھیک ہے — ہم یہیں ٹھہریں گے۔"

انھوں نے جیپ کھنڈر کے پچھلے حصے میں کھڑی کر دی — اور کھنڈر کے ایک کمرے میں بیٹھ گئے — لیکن پہلے انھیں فرش صاف کرنا پڑا تھا۔

"اب — پہلے انسپکٹر کامران مرزا کی کہانی سنی جائے یا مسٹر ڈی کوزا سے بات چیت کی جائے گی؟" انسپکٹر جمشید نے مشورہ لینے کے انداز میں کہا۔

"میرے خیال میں پہلے مسٹر ڈی کوزا سے بات کر لی جائے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"مسٹر ڈی کوزا — آپ اچانک ہم میں شامل ہو گئے۔ آپ کی چال بھی ہو سکتی ہے — لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نیک نیتی سے ایسا کر گزرے ہوں — آپ اپنی



صفائی میں کیا کہتے ہیں۔"

"میں نے صرف آپ کی جرأت اور ہمت کو نہیں دیکھا — بلکہ آپ کی فرم کے ایک منظر کو بھی دیکھا ہے — جب مرکز کی طرف سے ہم لوگوں کو یہ حکم ملا تھا کہ روفن مرتا ہے تو مر جائے — انسپکٹر کامران مرزا پر حملہ کر دیا جائے — ایک طرف میں ہوں کہ میں جن لوگوں کے لیے کام کر رہا ہوں — وہ اپنے لوگوں کو مروا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے — دوسری طرف آپ لوگ ہیں کہ ہر قسم کی قربانی خود دینے کے لیے ہر وقت تیار — لہٰذا میرے دل سے ایک آواز آئی — کہ اگر ساتھ ہی دینا ہے تو پھر ان لوگوں کا ساتھ نہ دیا جائے۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"شکریہ مسٹر ڈی کوزا — آپ کی نیت نیک ہے تو ان شاء اللہ آپ فائدے میں رہیں گے — اب آپ یہ بتائیں — کہ آپ تو پولیس میں ملازم ہیں — پھر ان لوگوں میں کس طرح شریک ہو گئے۔"

"بات یہ ہے کہ مجھے مسٹر روفن نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا — اس وقت ہماری حکومت سے ان کا کوئی معاہدہ نہیں طے ہوا تھا — ورنہ یہ مجھ جیسے کو کہاں

www.pdfbooksfree.pk



گھاس ڈالتے۔

"ہوں! یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔"

"ابھی تک مجھے کچھ معلوم نہیں۔" اس نے کہا۔

"کچھ اندازہ۔" انسپکٹر جمشید بولے

"اندازہ یہی ہے کہ۔۔ جو جہاز اس وقت تک گم ہو
ہیں۔۔ ان کی تلاش۔۔ ان کا خیال ہے کہ وہ سمندر
ہی کہیں ہو سکتے ہیں۔۔ لیکن سمندر کوئی چھوٹی سی
تو ہے نہیں کہ ایک یا دو دن میں۔۔ یا ایک یا
میں اسے کھنگالا جا سکتا ہے۔۔ میرا خیال یہی ہے کہ
ان جہازوں کی تلاش میں ہیں۔۔ کیوں کہ مادہ تا
ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"سوال یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ان میں سے ایک
جہاز پا بھی لیتے ہیں۔۔ تو اس سے انھیں کیا فا
گا۔"

"آپ کیا سمجھتے ہیں۔۔ مسافروں سمیت غرق ہوئے
جہاز کوئی قیمت نہیں رکھتے۔۔ ان سب مسافروں کی
پر قیمتی گھڑیاں موجود تھیں۔۔ ان کے ساتھ قیمتی سامان
تھا۔۔ پھر کچھ مسافروں کے پاس ہیرے جواہرات بھی
ہیں۔۔ اور اگر خوش قسمتی سے ایسے ایک سے زائد جہاز



ڈوبے ہوئے ہیں۔۔ ڈی کوزا دارے نہیں ہو جائیں گے۔" ڈی کوزا
نے کہا۔

"پھر بھی مسٹر ڈی کوزا۔۔ ذرا غور کریں۔۔ یہ لوگ پندرہ
سال سے اس کام میں مصروف ہیں۔۔ پندرہ سال سے سرمایہ
لگا رہے ہیں۔۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے۔۔ روفن کا
ہیں۔۔ ان کی تلاش۔۔ ان کا خیال ہے کہ وہ سمندر
ہی کہیں ہو سکتے ہیں۔۔ لیکن سمندر کوئی چھوٹی سی
تو ہے نہیں کہ ایک یا دو دن میں۔۔ یا ایک یا
میں اسے کھنگالا جا سکتا ہے۔۔ میرا خیال یہی ہے کہ
ان جہازوں کی تلاش میں ہیں۔۔ کیوں کہ مادہ تا
ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"سوال یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ان میں سے ایک
جہاز پا بھی لیتے ہیں۔۔ تو اس سے انھیں کیا فا
گا۔"

"آپ کیا سمجھتے ہیں۔۔ مسافروں سمیت غرق ہوئے
جہاز کوئی قیمت نہیں رکھتے۔۔ ان سب مسافروں کی
پر قیمتی گھڑیاں موجود تھیں۔۔ ان کے ساتھ قیمتی سامان
تھا۔۔ پھر کچھ مسافروں کے پاس ہیرے جواہرات بھی
ہیں۔۔ اور اگر خوش قسمتی سے ایسے ایک سے زائد جہاز
ہیں۔۔ ان کی تلاش۔۔ ان کا خیال ہے کہ وہ سمندر
ہی کہیں ہو سکتے ہیں۔۔ لیکن سمندر کوئی چھوٹی سی
تو ہے نہیں کہ ایک یا دو دن میں۔۔ یا ایک یا
میں اسے کھنگالا جا سکتا ہے۔۔ میرا خیال یہی ہے کہ
ان جہازوں کی تلاش میں ہیں۔۔ کیوں کہ مادہ تا
ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"سوال یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ان میں سے ایک
جہاز پا بھی لیتے ہیں۔۔ تو اس سے انھیں کیا فا
گا۔"

"آپ کیا سمجھتے ہیں۔۔ مسافروں سمیت غرق ہوئے
جہاز کوئی قیمت نہیں رکھتے۔۔ ان سب مسافروں کی
پر قیمتی گھڑیاں موجود تھیں۔۔ ان کے ساتھ قیمتی سامان
تھا۔۔ پھر کچھ مسافروں کے پاس ہیرے جواہرات بھی
ہیں۔۔ اور اگر خوش قسمتی سے ایسے ایک سے زائد جہاز
ہیں۔۔ ان کی تلاش۔۔ ان کا خیال ہے کہ وہ سمندر
ہی کہیں ہو سکتے ہیں۔۔ لیکن سمندر کوئی چھوٹی سی
تو ہے نہیں کہ ایک یا دو دن میں۔۔ یا ایک یا
میں اسے کھنگالا جا سکتا ہے۔۔ میرا خیال یہی ہے کہ
ان جہازوں کی تلاش میں ہیں۔۔ کیوں کہ مادہ تا
ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"سوال یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ان میں سے ایک
جہاز پا بھی لیتے ہیں۔۔ تو اس سے انھیں کیا فا
گا۔"

"آپ کیا سمجھتے ہیں۔۔ مسافروں سمیت غرق ہوئے
جہاز کوئی قیمت نہیں رکھتے۔۔ ان سب مسافروں کی
پر قیمتی گھڑیاں موجود تھیں۔۔ ان کے ساتھ قیمتی سامان
تھا۔۔ پھر کچھ مسافروں کے پاس ہیرے جواہرات بھی
ہیں۔۔ اور اگر خوش قسمتی سے ایسے ایک سے زائد جہاز

www.pdfbooksfree.pk



"ہوں! آپ کی باتیں بھی دل کو لگتی ہیں۔ لیکن یہ
کچھ بھی کام نہیں کر رہا۔ تو اور کیا معاملہ ہو سکتا ہے
"خیر۔ یہ تو تھی آپ کی کہانی۔ اب ذرا ہم اپنے
ساتھیوں کی کہانی بھی سن لیں کہ یہ یہاں کس طرح
گئے۔" یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید انسپکٹر کامران مرزا دیوار
طرف مڑے۔

"بس یوں کہ لیں انکل۔ تقدیر کھینچ کر لے آئی ہے۔"

"بھئی اس طرح تو بات واضح نہیں ہو گی۔" خان
مسکرائے۔

"میں بتاتا ہوں۔ اس ملک سے ایک دوست کا فون
تھا۔ اس نے کہا تھا کہ فوراً یہاں آ جائیں۔ بہت بڑا
معاملہ درپیش ہے۔ ایسا کہ کیا کبھی زندگی میں پیش آیا ہے
میں نے ان لوگوں کو ساتھ لیا اور ادھر آ گیا۔ لیکن
دوست کے گھر پہنچا تو وہاں تالا لگا ہوا تھا۔ ادھر
سے پوچھا تو اس کے بارے سب نے یہی بتایا کہ
مدت سے اپنے گھر نہیں آیا۔ لیکن فون پر بات اسی
کی تھی۔ اور میں اس کی آواز بخوبی پہچانتا ہوں۔ کسی
آواز کی نقل کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اس کا
یہ ہے کہ فون اسی نے کیا تھا۔ لیکن یہاں سے



وقت میں اسے اپنا نیا پتا بتانا چاہیے تھا۔ اب یا تو
پتا بتانا بھول گیا۔ یا پھر کوئی اور چکر ہے۔" انسپکٹر کامران
کہتے چلے گئے۔

"میرا خیال ہے۔ کوئی اور ہی چکر ہے۔ کیوں کہ اس
وقت جلدی سے فون کرنے والا اپنا پتا بتانا نہیں بھول سکتا،
اگر بھول گیا تھا، وہ بھول ہی گیا تھا۔ تو بھی بعد میں اسے
یہ بات یاد آ جانی چاہیے تھی۔ یاد آتے ہی وہ پہلے پتے
پر فون کرتا اور اس بات کا انتظام کرتا کہ اگر آپ لوگ یہاں
آئیں تو اس سے ملاقات ہو جائے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔
اس کا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ بات کچھ اور ہے۔"

"ہاں! یہی میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔ بہرحال تالا لگا
ہونے کی وجہ سے ہم ایک ہوٹل میں ٹھہرنے کے سوا کیا کر سکتے
تھے۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور نے ہمیں سی کیٹ کا نام بتایا اور
یہاں پہنچ گئے۔ بعد کے واقعات تو آپ کو معلوم ہی
ہیں۔ لیکن بات ابھی صاف نہیں ہو سکی۔ میز کے
نیچے والا رستا کیا آپ سے اتفاقاً کھل گیا تھا۔"

"نہیں۔ کسی نے میرے کان میں کہا تھا کہ میز کی نچلی
طرف ایک بٹن لگا ہوا ہے۔ میں اس بٹن کو دباؤں۔"

www.pdfbooksfree.pk



"اوہ — تو وہاں بھی کوئی سپیکر موجود تھا — اور یہ بھی ضرور دوفی تھا — یا اس کا کوئی آدمی — وہ آپ کو تہ خانے پہنچا کر بعد میں آپ سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا۔"

"ضرور ایسا ہی ہوا ہے — سوال یہ ہے کہ آپ یہاں نظر آ رہے ہیں۔

"ہم لوگ برمودا مثلث کے چکر میں ہیں۔"

"کیا مطلب؟" انسپکٹر کامران مرزا کی بجائے منور علی اچھل کر بولے۔

اور ان کی نظریں منور علی خان پر جم گئیں۔

"برمودا — مثلث — یہ کیا بلا ہے؟" انسپکٹر کامران مرزا زدہ انداز میں بولے۔

"اس کا مطلب ہے — آپ اس بارے میں کچھ جانتے انسپکٹر جمشید نے منور علی خان کی طرف دیکھا۔

"ہاں! برمودا مثلث موت کا دوسرا نام ہے — ایسی کے بارے میں آج تک کوئی سراغ نہیں لگا سکا — اگرچہ لوگ اور بہت سے جہاز اس مثلث میں اس طرح غائب چکے ہیں — جیسے گدھے کے سر سے سینگ —" منور علی بولے۔



منور علی خان — آپ کو یہ باتیں کس طرح معلوم

ی شکار کھیلتا ہوا ایک دن برمودا جزیرے تک پہنچ — اور وہ مثلث دراصل اس جزیرے کے ساتھ ہی

ہے کیا — آپ اس جزیرے میں ہو آئے ہیں؟"

ہاں! لیکن یہ پندرہ سال پہلے کی بات ہے۔"

یب کہ آج کل یہ کہا جاتا ہے — کہ اس جزیرے

ل ہوا ہی نہیں جا سکتا۔"

یوں — میرے خیال میں تو کوئی ایسی بات نہیں؛

یا اس جزیرے کے ارد گرد بہت اونچی اور عمودی

ں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

یہ — یہ کس نے کہہ دیا آپ لوگوں سے —" منور علی

ہی رہ گئے۔

ہیں یہی معلومات حاصل ہوئی ہیں — اور اب رکے بغیر

تک پہنچ جانا چاہتے ہیں — کیوں کہ مارے بے چینی

ہوا برا حال ہے — ارے مگر — محمود، فاروق اور فرزانہ —

کیا کیا — وہ کہاں رہ گئے —" انسپکٹر جمشید کے منہ سے

www.pdfbooksfree.pk



# وہاں موت ہے

ے ہو اسے ہماری طرف سے بھی وصول کر لو۔ ولیے اسلام
رویش نے شوخ آواز میں کہا۔
ے السلام علیکم کہنا چاہیے تھا۔ محمود نے جھنجھلا کر کہا۔
ر خیر۔ کوئی بات نہیں۔ وعلیکم السلام ہی سہی۔ لیکن بھئی
اپ لوگ یہاں کہاں اور اچانک کس طرح پہنچ گئے۔ مجھے
ی ہی تو کی حیرت تھی۔
ن دنوں ہم کالا جادو سیکھنے کی مشق کر رہے ہیں نا۔ بس
ے ذریعے یہاں پہنچ گئے اور اب تمہیں مکھی بنا کر
ے جائیں گے۔ فاروق نے شوخ آواز منہ سے

ا۔ ہمارے دشمن ہمارے دوستوں کے متعلق کس طرح
ے فاروق کے منہ سے نکلا۔



حیرت زدہ انداز میں نکلا۔
ہاں جو۔ انہیں تو ہم بھول ہی گئے۔ پرفیسر
بولے۔
اور پھر ان کی نظریں مسٹر ڈی کوزا
ڈی کوزا گھبرا گیا۔

www.pdfbooksfree.pk



"یہ سب کیا ہے مسٹر شوکی۔"

"یہ واقعی ہمارے دوست ہیں — لیکن یہاں کس

گئے — یہ — یہ خود بتائیں گے۔"

"ہاں ضرور — کیوں نہیں — ویسے شوکی تم ہو

نے اس کی طرف بغور دیکھا۔

"کیا مطلب — ہوں نہیں — میں تو پہلے ہی بتا چکا

کیا ہوں گا۔" شوکی نے گھبرا کر اپنے جسم کو ٹٹولا

"اور کیا — جب اللہ تعالیٰ نے بنا دیا — تو

نے منہ بنایا۔

"میرا مطلب ہے — ہم بہت دیر سے تم لوگوں

تعاقب میں ہیں — اور یہ نہیں ہو سکتا کہ تم

بھانپ نہ لی ہو۔"

"اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے تعاقب کو

لیا تھا۔ لیکن اس کی مجھے ایک فی صد بھی امید

تعاقب میں آپ لوگ ہوں گے — خیر آیئے۔ تشر

"نہیں مسٹر شوکی — ہم اس میٹنگ میں کچھ اور

نہیں کر سکتے — یہ معاملات ہم صرف اور صرف آپ

رکھ سکتے ہیں۔"

"یہ ہمارے مخلص ترین دوست ہیں۔" شوکی نے



یہ ہمارا معاملہ بھی انتہائی راز کا ہے۔"

ب — کیا کریں۔" شوکی نے محمود وغیرہ کی طرف دیکھا۔

ٹھیک ہے — ہم واپس چلے جاتے ہیں — ہم ہوٹل سی کیٹ

رے ہوتے ہیں — تم لوگ فارغ ہو کر وہیں آ جانا۔"

ہیں — یہ فارغ ہو کر بھی آپ کے پاس نہیں آ سکیں

ایاز نے کہا۔

یہ مطلب؟" محمود چونکا۔

ہمارے لیے کام کریں گے — اور یہ کام اتنا مختصر نہیں —

ایک ماہ دو ماہ یا ایک سال بھی لگ سکتا ہے —

آپ سے ملنے کے لیے ہوٹل سی کیٹ میں نہیں آ سکتے۔

نے جھنجھلا کر کہا۔

یہ تو بات خلط ہو گئی۔" آفتاب بڑبڑایا۔

خلط ہو گئی — کیا مطلب؟" طوفان بولا۔

مطلب یہ کہ ہم اس حد تک پابندی قبول نہیں کر سکتے —

یہ کام کرنے سے انکار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ

ے محبت ہوتے ہیں۔" شوکی نے سرسراتی آواز میں کہا۔

بہت خوب شوکی — تمہیں یہی کہنا چاہیے تھا۔ فرزانہ خوش

www.pdfbooksfree.pk



"نہیں! اب یہ بھی نہیں ہو سکتا۔" ٹاوان کا لہجہ
"کیا مطلب — کیا نہیں ہو سکتا؟"
"اب تم لوگ یہاں سے جا بھی نہیں سکتے۔"
اس اعلان کے بعد یہ لوگ بھی یہاں سے نہیں
ہم ان تینوں کو سمندر میں غرق کر دیتے ہیں — جب کہ
کو اپنے کام کے سلسلے میں اپنے ساتھ رکھیں گے۔"
"ابھی تک تو ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا
کیا کام لینا چاہتے ہو — ہاں معاملات کی تفصیلات
آ گئی ہیں — مسئلہ گم شدہ جہازوں کی تلاش کا ہے۔
اس تلاش میں آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں — یہ
نہیں لگا سکے۔"
"کوئی بات نہیں، لگ جائے گا اندازہ — ابھی
تینوں کو سمندر میں پھینک دو — لیکن پھینکنے سے پہلے
پیروں کے ساتھ وزنی ضرور باندھ دینا — ہو سکتا ہے
تیرنا آتا ہو۔"
"تیراک تو ہم نمبر ایک ہیں۔" فاروق چہکا۔
"حیرت ہے — یہ تینوں ذرا بھی خوف زدہ نظر
رہے۔"
"دراصل ہم جانتے ہی نہیں۔" محمود مسکرایا۔



جانتے۔" ٹاوان نے اسے گھورا۔
— خوف کس چڑیا کا نام ہے۔"
— ابھی معلوم ہو جاتا ہے — رابرٹ — اپنا کام جلد

رابرٹ ان کی طرف بڑھا — وہ بہت زیادہ لمبا چوڑا
ناک تھا اور بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان
چیونٹوں کی طرح پکڑ لے گا — لیکن جونہی وہ ان
نزدیک آیا — وہ اس کے دائیں بائیں اور پیچھے ہو گئے۔
ان کی پھرتی تھی — اس لیے اس نے سر کی
کی کمر میں رسید کرنے میں دیر نہ لگائی — رابرٹ
کر گیا — اور ٹاوان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔
— یہ کیا رابرٹ — تم گر پڑے ہو۔"
— میں سنبھل کر نہیں کھڑا تھا مسٹر ٹاوان — اب دیکھیے
رابرٹ نے کہا اور بھنا کر اٹھا — غصے میں بل کھاتا
ان کی طرف بڑھا — لیکن وہ تو تین مختلف گوشوں میں
تھے — ایک وقت میں وہ ایک پر ہی حملہ کر سکتا
جانے کی طرف فاروق تھا — اس نے آؤ دیکھا نہ
اس کے سر پر دوہتڑ مارا — لیکن اس کا دوہتڑ
کر وہ گیا — اور کمر جھک گئی — کیوں کہ فاروق یک

www.pdfbooksfree.pk



ہم ایک طرف سرک گیا تھا۔ اس کی جھکی ہوئی کمر پر
نے سر کی ٹکر رسید کر دی اور وہ دھب سے نیچے
گرا۔ کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ پھر ٹاوان کی آواز
"نہیں رابرٹ۔ تم ان سے نہیں جیت سکو گے۔
بچے نہیں معلوم ہوتے۔"

"یہ آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا۔" ر
شوکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تم سے بھی نبٹ لوں گا۔ تم لوگوں کو یہاں تک
لیے کس قدر اخراجات ہم نے برداشت کیے ہیں۔
بھی ہے۔" ٹاوان نے تلملا کر کہا۔

"معلوم ہیں۔ لیکن ہم کام اپنے اصول کے
کے عادی ہیں۔ یہ بات میں نے پہلے ہی بتا دی
مسکرایا۔

رابرٹ نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن
گیا۔

"انھیں پکڑ لو۔" ٹاوان نے کمرے میں موجود
کو حکم دیا۔

وہ سب اندھا دھند انداز میں ان کی طر
اور وہ ان کے درمیان سے نکل گئے۔ نتیجہ یہ ہوا



بری طرح ٹکرائے۔

ہو گئی۔ ٹھہرو۔ میں انھیں راستا بتاتا ہوں۔"

تو ہمیں معلوم ہے۔ آپ تکلیف نہ کریں۔" فاروق
کر کہا۔

ٹاوان پہلے اس پر حملہ آور ہوا اور اس میں
شک نہیں کہ اس کا حملہ بھرپور تھا۔ اگر فاروق کی جگہ
ہوتا۔ تو ضرور مار کھا جاتا۔ لیکن فاروق نے تو
حرکت کی تھی۔ ٹاوان نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے
دونوں ہاتھوں میں دبوچ لینے کی کوشش کی تھی۔ فاروق
تو اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن پھر
اس کے ہاتھ جسم کے نزدیک ہوئے۔ وہ چکنی مچھلی
گویا پھسل گیا۔ اور نیچے بیٹھ کر اس کی دونوں
کے درمیان سے نکل کر کمر کی طرف آ گیا۔ کمر کی طرف
وہ اچھلا اور اس کو گرانے میں دونوں ہاتھ ڈالتے
اپنے سر کی ٹکر اس کے سر کے پچھلے حصے پر زور
دے ماری۔ یہی نہیں۔ اس نے ایک کے بعد دوسری اور
کے بعد تیسری ٹکر بھی دے ماری۔ پھر گردن
ہٹا لیے۔ اور نیچے گرتے ہوئے۔ اپنی
ٹانگیں اس کی ٹانگوں کے درمیان کرتے ہوئے یک

www.pdfbooksfree.pk



دم پھیلا دیں۔ ساتھ ہی ٹاوان کی ٹانگیں پھیلتی چلی گئیں۔ بری طرح گرا۔ اس کے چہرے پر ایسی حیرت نظر آئی جیسے نے دنیا کا آٹھواں عجوبہ دیکھ لیا ہو۔

"مسٹر ٹاوان۔ آپ کو کیا ہوا؟" رابرٹ نے مذاق اڑانے انداز میں کہا۔

"خاموش! میں تمہیں کچا چبا جاؤں گا۔"

"ارے باپ رے۔ یہ مسٹر ٹاوان تو آدم خور سے تعلق رکھتے ہیں۔" فاروق گھبرا گیا۔

اتنی دیر میں محمود آگے بڑھ چکا تھا۔ اس پیر کی ٹھوکر ٹاوان کے سر پر لگی۔ اس کا سر جھول

"آؤ چلیں۔ اب یہ فوراً تو ہوش میں آئیں گے اور وہ اس عمارت سے نکلتے چلے گئے۔ کہ انھوں نے ہوٹل سی کیٹ کا رخ کیا۔ لیکن ابھی نہیں پہنچے تھے کہ ایک آواز نے انھیں رکنے پر دیا۔

"اب آپ لوگ ہوٹل سی کیٹ میں نہ جائیں۔ آپ ساتھی یہاں سے کافی دور آپ کا انتظار کر رہے

انھوں نے مڑ کر دیکھا۔ پولیس کے لباس شخص ان کے سامنے کھڑا تھا۔

"ہم آپ کی بات پر کس طرح یقین کر لیں۔" محمود نے

"انسپکٹر جمشید صاحب نے پہلے ہی یہ بات کہہ دی تھی آپ یقین نہیں کریں گے۔ لہٰذا انھوں نے یہ خفیہ جملہ لکھ دیا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے ایک کاغذ ان کی طرف بڑھا دیا۔ اس پر لکھا تھا:

"انار میٹھے ہیں"

"ٹھیک ہے۔ چلیے کہاں چلنا ہے۔"

وہ ان کے ساتھ کھنڈر پہنچے اور پھر ارے اوہ۔ ہائیں، کیا دیکھ رہے ہیں جیسے جملے ایک ساتھ گونج اٹھے، کھنڈر نے ان کے جملوں کو دہرایا تو ایک عجیب سماں بندھ گیا۔

"بھئی ذرا صبر سے۔ اس قدر بے صبری اچھی نہیں۔" خان مسکرائے۔

"بے صبری۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں انکل۔ وہ بے چارے یہاں ہیں۔" فاروق بولا۔

"ہاں۔ جہاں سے ہم آ رہے ہیں۔ وہاں ضرور اس سے ملاقات ہوئی تھی۔" شوکی نے کہا۔

"یہ بات نہیں بنے گی۔ اگر یہ لوگ شروع ہو گئی تو ہم دوسرے کی کہانی نہیں سن سکیں گے۔ جب کہ یہ کام زیادہ

www.pdfbooksfree.pk



ضروری ہے — ہم یہ بھی جاننے کے لیے بے چین ہیں کہ شوکی
یہاں کس طرح پہنچ گئے — اور یہ بھی ہمارے بارے
کے لیے کم بے چین نہیں ہوں گے — لہٰذا کیوں نہ پہلے
دور کر لی جائیں۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

"اس موقعے پر ایک شعر یاد آ گیا — کم از کم وہ
اجازت دی جائے۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"چلو خیر — ایک شعر تو سنا جا سکتا ہے۔" پروفیسر
مسکرائے۔

"شکریہ انکل سنیے:"

بے تابیاں سمیٹ کر سارے جہان کی
جب کچھ نہ بن سکا تو میرا دل بنا دیا!

"خوب! اچھا شعر ہے — اب کام کی باتیں ہو جائیں۔
پہلے تم سناؤ۔"

"بہت بہتر۔"

اور اس نے اپنی کہانی سنا دی — اس کے بعد
کی باری آئی — پھر انسپکٹر کامران مرزا نے اپنی کہانی سنائی۔
ان کے خاموش ہونے پر شوکی نے کہا۔

"حیرت ہے — آپ کے دوست کہاں غائب ہو گئے؟
یا تو وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا — یا اسے



گیا — ہم بھی کر سکتے ہیں۔" اخلاق نے خیال ظاہر کیا۔

"لیکن حالات اور واقعات یہ کہہ رہے ہیں کہ اس معاملے میں
ضرور کوئی گھمبیر چکر ہے — ورنہ ان کا دوست کوئی پیغام
چھوڑ کر جاتا — جب کہ ایسا نہیں ہوا۔" انسپکٹر جمشید نے نفی
میں سر ہلایا۔

"خیر — ہمیں اس بحث میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں —
سامنے مسئلہ درپیش ہے — برمودا تکون کا۔" انسپکٹر کامران
نے کہا۔

"سب سے پہلے ہمیں برمودا کے بارے میں بتا دینا چاہیے —
رات تک جس قدر معلومات آپ لوگوں کو حاصل ہیں — ہمیں
بتا دیں۔" شوکی نے کہا۔

برمودا تکون کے بارے میں تمام معلومات سامنے لائی
گئیں — پھر خاموشی چھا گئی — آخر انسپکٹر جمشید بولے۔

"اگر یہ راز معلوم کیے بغیر اپنے گھر نہیں جائیں گے۔"

"تو پھر بسم اللہ کریں۔" محمود بولا۔

"سب کا کہنا ہے کہ وہاں صرف موت ہے۔" شوکی
نے کہا۔

"پندرہ سال پہلے کم از کم برمودا جزیرے میں ایسی کوئی بات
نہیں تھی — آخر اس کے ارد گرد پہاڑ کہاں سے آ گئے — اور

www.pdfbooksfree.pk



# کپتان ڈک

منور علی خان کی آنکھ کھلی تو انھوں نے خود کو
بچ پایا۔ انھیں بہت گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ مشکل
گما کر دائیں طرف دیکھا تو کچھ ساتھی ملبے تلے دبے
سب تو ان پر جوش طاری ہو گیا۔ انھوں نے
ے کے نیچے سے نکالنے کی کوشش شروع کر دی۔
اور پیروں کی مدد سے یہ کام لیتے رہے۔ یہاں تک
ٹ کی کوشش کے بعد وہ اٹھ کر کھڑے ہونے
یاب ہو ہی گئے۔ اب انھوں نے بائیں طرف دیکھا
ے اور پیچھے دیکھا۔ ان کے بھی ساتھی ملبے تلے دبے
ے۔ لیکن مکمل طور پر پچھے ہوئے نہیں تھے۔ وہ
ی آ گئے اور جلدی جلدی انھیں ملبے سے نکالنے
دوسرے نمبر پر خان رحمان کو ہوش آیا۔ وہ ان کی



اس میں داخل ہونا ناممکن بن کر کیوں رہ گیا۔ یہ منور علی خان اور
یہ باتیں واقعی حیرت انگیز ہیں۔ گانگو کا قتل اس طرح
کرنا ہے کہ کچھ لوگ ہیں۔ جو جزیرے کا راستہ جانتے ہیں
لیکن ہم نہیں جانتے۔ وہ کون لوگ ہیں۔ اس جزیرے
کی طرف سفر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔
مشکل ہے۔ آپ لوگ یہ کام نہیں کر سکیں گے۔
کھنڈر سے باہر ایک آواز ابھری۔ اور ساتھ ہی
کان پھاڑ دینے والا دھماکا ہوا۔

www.pdfbooksfree.pk



مدد کرنے لگے۔ اس طرح ان کے کام میں تیزی آ گئی اور
گھنٹہ بعد وہ سب کو ملبے سے نکال چکے تھے۔ ان کے
صرف ایک دیوار کا ملبہ گرا تھا۔ چھت نہیں گری تھی۔
دوسری طرف گری تھی۔ ورنہ ان کا بچنا مشکل تھا۔
وہ ہوش میں آتے چلے گئے۔ دو گھنٹے بعد ان کے
ٹھکانے آئے۔

"اُف مالک! روفن نے بم مارا تھا۔ لیکن بم خطا
گرا۔ اگر کہیں بم ہمارے نزدیک گر کر پھٹتا تو
گئے تھے کام سے۔" انسپکٹر جمشید لرزتی آواز میں

"اس کا مطلب ہے۔ روفن اور اس کے ساتھی
چاہتے کہ ہم برمودا کا رخ بھی کریں۔" انسپکٹر کامران
بولے۔

"ہاں! لیکن ان سے غلطی ہوئی۔ بم کے پھٹنے پر
یہاں سے چلے گئے۔ اگر وہ رک کر یہ دیکھ لیتے
زندہ ہیں یا مارے گئے۔ تو بھی ہم اس وقت
نہ ہوتے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔" شوکی بولا۔

"میرا خیال ہے۔ اب ہمیں فوری طور پر برمودا
چاہیے اور اس سلسلے میں مسٹر ڈی کوزا ہماری مدد کریں



ہم آپ کر برمودا کے سامنے پہنچا سکتا ہوں اور بس۔" اس
ہو کر کہا

یہ بہت ہے۔ لیکن وہاں تک جانے کے لیے آپ کیا
کریں گے؟"

ہم ایک لانچ کرائے پر لے سکتے ہیں۔ یہ بتائے بغیر کہ
برمودا تک جانے کا ہے۔" اس نے کہا۔

بہت خوب۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ لیکن لانچ بڑی ہونی
اور اگر وہ آب دوز بھی ہو تو زیادہ بہتر رہے گا۔"
اس کا انتظام میں کر لوں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔"
لیکن ہم اپنے ساتھیوں کا کیا کریں۔ ہم تو بھوت بن کر
رہ گئے ہیں۔"

یہاں نزدیک ہی ایک نہر ہے۔ کیوں نہ وہاں چل کر
کریں۔"

یہ بات سب کو پسند آئی۔ پہلے مرد حضرات
نے کیا اور کپڑے پہنے۔ پھر وہ وہاں سے ہٹ آئے۔
نماز ادا فرحت نے غسل کیا۔ واپس کھنڈر تک پہنچے۔
جس ملبے میں اٹی پڑی تھی۔ اس پر سے مٹی ہٹائی گئی
ہر نہر لے جا کر اس کو دھویا بھی گیا۔ تب کہیں
وہ اس ساحل کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے برمودا

www.pdfbooksfree.pk



کے لیے انھیں لانچ مل سکتی تھی۔ انھوں نے جیپ کو
ہی روک لی۔ سب لوگ اس پر سے اتر گئے۔ ڈرائیور
لے کر آگے چلا گیا۔ وہ ابھی تک پولیس کی وردی میں
جیپ بھی پولیس کی تھی۔ لہٰذا لانچ آسانی سے مل
امکانات تھے۔ وہ انتظار کرنے لگے۔

"وہ رہ کر مجھے ایک ہی خیال آ رہا ہے۔ اور
کسی جہاز میں کوئی بہت قیمتی چیز تھی۔ یہ اس چیز کو
پندرہ سال سے کوشش کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے
پر ہزاروں من سونا لدا ہوا ہو۔" انسپکٹر جمشید نے پریشان
انداز میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔" منور علی خان کے منہ سے حیرت
انداز میں نکلا۔

"آپ کو کیا ہوا انکل۔"

"سونے کا ایک جہاز غائب ہونے کی ایک خبر میں
پڑھی تھی۔ اپنے ملک کے اخبارات میں وہ خبر شائع
تھی۔ میں شکار کے سلسلے میں اس وقت ایک دور دراز
ملک میں تھا۔ ایک ریستوران میں ناشتا کر رہا تھا
اس خبر پر نظر پڑی۔ اور اب میں یقین سے کہہ سکتا
اس جہاز کے ساتھ برمودا کا ذکر بھی تھا۔"



"اچھا۔ اس کا مطلب ہے۔ یہ سب لوگ اس سونے
کی تلاش میں ہیں۔ اور دو چار حکومتیں بھی اگر اس سونے کے
پیچھے ہیں تو یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ اس سونے
سے ایک بڑی حکومت کے مالی مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔"
فاروق نے کہا۔

"لیکن ہم۔ ہم تو سونے کے چکر میں نہیں ہیں۔ ہم
یہ لوگ کیوں ٹکرا رہے ہیں۔ ہمارے راستے میں کیوں
آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔" محمود نے بھنّا کر کہا۔

"روڑے نہیں۔ ہم۔ کم از کم ہم کو روڑا نہیں کہا جا
سکتا۔" فرحانہ مسکرائی۔

"بموں سے ڈرنے والے اے آسمان نہیں ہم۔" محسن
گنگنایا۔

"ان لوگوں کا خیال ہوگا کہ ہم لوگ بھی اس سونے کے
پیچھے پڑ جائیں۔ اور کہیں ان سے پہلے اس سونے تک
پہنچ جائیں۔ ویسے یہ لوگ ہمارے بارے میں سب کچھ جانتے
ہیں۔ اس لیے زیادہ پریشان ہیں۔"

"خیر۔ اب ہمارے اور ان کے راستے الگ الگ ہو جائیں
گے۔ وہ سونا تلاش کرتے رہیں گے اور ہم برمودا کی سیر کریں
گے۔"

"برمودا سے آگے اس تکون کی بھی۔" فاروق نے جلدی

www.pdfbooksfree.pk



سے کہا۔

"ارے باپ رے — جہاں جہاز کے جہاز غائب ہو
ہیں — وہاں یہ مکھن نے کانپ کر کہا۔

عین اسی وقت انھوں نے ایک عجیب قسم
سنا — کم از کم کسی انسان کا تو وہ قہقہہ نہیں ہو سکتا تھا
انھوں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا — ایک بے ہنگم سا ا
کی طرف بڑھتا نظر آیا — اس کے سر اور ڈاڑھی کے بال
بڑھے ہوئے تھے — جسم کا لباس تار تار ہو چکا تھا
تھا — جیسے ایک مدت سے اس نے نہ تو لباس بدلا ہو
غسل کیا ہو — وہ بھوچکے سے اس کی طرف دیکھنے لگے —
بے خوف سا ان کی طرف آتا چلا گیا — جونہی نزدیک آیا
اور پھر اس کے ہونٹ ہلے،

"تت — تم جانتے ہو — میں کون ہوں — میں کپتان
کپتان ڈک۔"

"کپتان ڈک — "انسپکٹر کامران مرزا نے حیرت زدہ
کہا۔

"ہاں! کپتان ڈک — تم کہو تو میں اپنا پورا تعارف
ضرور کرائیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"میں ایک بحری جہاز کا کپتان تھا — اس — اس جہاز کو



سنا تھا۔" اس نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔
کا مطلب؟" وہ اچھل پڑے۔
اب میں مطلب کس بات کا بتاؤں۔" اس کے لہجے میں
حیرت تھی۔
"کیا یہ بتائیں — جب بوڑھا مکھن نے آپ کے جہاز کو نگلا —
اس وقت کہاں تھے — آپ کیسے بچ گئے۔" انسپکٹر کامران مرزا
نے پھر پوچھا۔
"یہ تو اس صدی کا سب سے بڑا عجوبہ ہے — لیکن لوگ
بات سنتے ہی کب ہیں۔"
"جیسے ہم سنتے ہیں آپ کی بات — بتائیے۔" فاروق نے
کہا — اسے اس شخص میں بہت دلچسپی محسوس ہو
رہی تھی۔
"میں اس وقت جہاز کے عرشے پر کھڑا تھا — مجھے ایک زور
کا لگا — میں اچھل کر اس مکھن پر گرا — اور اس طرح
جیسے کسی چکنے اور ڈھلوان فرش پر گرا ہوں — میں پھسلتا چلا
گیا رفتار — اُف — میں کیا بتاؤں — کس قدر تھی — کوئی تیز
رفتار گاڑی بھی اس وقت میری رفتار کا مقابلہ نہیں کر سکتی
تھی — پھر پتا ہے کیا ہوا — یہاں تک کہ وہ رک

www.pdfbooksfree.pk



"ہاں! کیا ہوا؟" کئی آوازیں ابھریں۔ اب سب دلچسپی سے
تھے۔ اور سب اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"جونہی تکون ختم ہوئی۔ کسی نامعلوم طاقت نے مجھے
دھکا دیا۔ میں بری طرح اچھلا اور۔ اور کیا بتاؤں۔ میں
کے ساحل پر تھا۔ جہاز غائب تھا۔ ہاہاہا۔" وہ پھر ہنسنے
لگا۔ اس کا قہقہہ لمبا ہوتا چلا گیا۔ چہرہ سرخ ہوتا چلا گیا
تک کہ انھوں نے اپنے جسموں میں سنسنی خیز لہریں محسوس

"واقعہ بالکل سیدھا سادا سا ہے۔ اس میں کوئی پیچ
کوئی بل نہیں۔ پھر لوگ کیوں اعتبار نہیں کرتے؟

"وہ جہاز کے غائب ہونے کو تو تسلیم کرتے ہیں۔
کا کہنا ہے۔ کہ کوئی شخص بھی اتنے وقت میں تکون
پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ میرا مطلب ہے۔ جہاز اس وقت
ہزار کلومیٹر دور تھا۔ برمودا کے ساحل سے۔ اور اسے
ہوتے ایک دوسرے جہاز نے بھی دیکھا تھا۔ جو ابھی تکون
دور تھا۔ اس نے جونہی جہاز کو غائب ہوتے دیکھا۔ اس
غائب ہونے کا وقت لکھ لیا۔ بالکل وہی وقت میرے
پہنچنے کا ہے۔ لیکن لوگ میری بات پر یقین نہیں کرتے
جب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اچھا تو یہ بتاؤ۔ میں
طرح پہنچ گیا۔ جب کہ میں جہاز پر تھا تو وہ دور

وہ ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

خان رحمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

ہے کہ۔ وہ کہتے ہیں۔ میں کپتان ڈک ہوں ہی نہیں،
کوئی پاگل آدمی ہوں۔ کپتان ڈک تو جہاز کے ساتھ ہی
ہو گیا تھا۔"

ہیں۔ وہ لوگ یہ بات کیوں کہتے ہیں۔ کیا وہ آپ کو
نہیں۔"

ہی تو مصیبت ہے۔ میرے گھر کے لوگ بھی یہی بات
ہیں۔ کہ میں ڈک نہیں ہوں۔"

کیا کہا۔ گھر کے لوگ بھی۔"

ہاں! اب آپ ہی بتائیں۔ میں کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔"

مسئلہ یہ ہے کہ وہ آپ کو کیوں نہیں پہچانتے۔"

میں بے کہ جب میں جہاز پر سوار ہوا تھا۔ میرا چہرہ
تھا۔ اب اور ہے۔"

کیا مطلب؟" ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

مطلب یہ کہ۔ میرے جسم پر اب وہ چہرہ نہیں ہے۔
یہ تھا۔"

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" انسپکٹر جمشید کو جھرجھری آ

www.pdfbooksfree.pk



میں خود نہیں بتا سکتا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔
حقیقت یہی ہے ۔ کہ میرا چہرہ بالکل بدل گیا ہے ۔ لوگ میری بات ماننے پر تیار نہیں ہیں۔"

"حیرت ہے ۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"اب لوگ مجھے پاگل خیال کرتے ہیں۔" اس نے بتایا

"اور یہ واقعہ شاید پندرہ سال پہلے کا ہے۔" سنہ کو کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہاں! بالکل پندرہ سال پہلے کا۔"

"ہوں ۔ کیا آپ اب بھی جہاز چلا سکتے ہیں۔" انسپکٹر مرزا بولے۔

"کیوں نہیں ۔ ساری زندگی یہی کام تو کیا ہے۔"

"ہم برمودا کی طرف جا رہے ہیں ۔ کیا آپ ہمارے گے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"برمودا ۔ نہیں نہیں ۔ وہاں ۔ صرف اور صرف ہے ۔ ایسی موت جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔" کانپ کر کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی ۔ مطلب یہ ہوا کہ اب آپ کے ثبوت نہیں کہ آپ کپتان ڈک ہیں ۔ لہٰذا آپ کو کوئی کرتا ۔ سب پاگل خیال کرتے ہیں۔"

ں ان! یہی بات ہے ۔ لیکن آپ لوگ برمودا کیوں جا رہے
ں کے بارے میں حیرت تھی۔
ہم جانا چاہتے ہیں ۔ برمودا تکون کا کیا راز ہے ۔ اس
ر کیوں غائب ہو جاتے ہیں ۔ اور اگر کوئی جہاز خوش قسمتی
ٹ کر آ جاتا ہے ۔ تو غائب ہونے کا وقت کہاں چلا جاتا
مطلب یہ کہ اگر کوئی جہاز تین دن تک غائب رہا ۔
ز کا تھا تین دن تک کیوں خرچ نہیں ہوتا ۔ گھڑیاں
ں بھی کی تاریخ کیوں نہیں بتاتیں ۔ وہ تاریخ اور وقت
جاتی ہیں ۔ جو غائب ہونے کا تھا ۔ اس سے زیادہ
ن باتیں تو ہم نے اپنی زندگی میں کبھی سنی ہی نہیں۔
وقت میں ہم برمودا تکون کا راز جاننے نکلے ہیں۔"

"ہوں! تب تم لوگ لوٹ کر نہیں آؤ گے ۔ یہ تم
ں کی زندگی کا آخری سفر ثابت ہو گا ۔ جو تکون بحری جہازوں
ل لیتی ہے ۔ جن پر پندرہ سولہ سو مسافر بھی سوار
تے ہیں ۔ اور عملے کے بھی سو سے زائد افراد سوار
تے ہیں ۔ وہ تکون ۔ تم چند لوگوں کو کب چھوڑے گی۔"

"کیا ہر مرتبہ ایسا ہوتا ہے ۔ میرا مطلب ہے ۔ جب بھی
ئی جہاز تکون پر سے گزرتا ہے ۔ غائب ہو جاتا ہے۔"

"نہیں ۔ ایسا کبھی کبھار ہوتا ہے ۔ لیکن بہت مرتبہ ہو

www.pdfbooksfree.pk



چکا ہے۔ کوئی نہیں جانتا۔ کب ایسا ہو جائے۔"

"ہوں! تب ہم ٹکون کی سیر ضرور کریں گے۔" انکل بولے۔

"اب کوئی جہاز، کوئی لانچ ٹکون کا رخ نہیں کرتا۔ اگرچہ اس طرح جہازوں کو اب بہت لمبا چکر لگانا پڑتا ہے اور سفر کے اخراجات بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ لیکن کیا جائے۔ کون خطرہ مول لے۔"

اسی وقت انھوں نے ڈی کوزا کی جیپ کو دیکھا۔ نزدیک آنے پر انھوں نے دیکھا۔ اس کے چہرے کا رنگ سرخ تھا۔ بہت غصے میں نظر آتا تھا۔

"خیر تو ہے مسٹر ڈی کوزا۔"

"کوئی لانچ والا برمودا کی طرف جانے کے لیے تیار نہیں۔"

"اور لانچ۔ لانچ دینے کے لیے تیار ہے یا نہیں۔"

"لانچ کی پوری قیمت وصول کریں گے۔ پھر بھی یعنی لانچ ہمیں خود چلانا ہو گی۔" اس نے بتایا۔

"اور لانچ آپ دوز بھی ہو گی۔"

"ہاں! ایسی لانچیں بھی مل سکتی ہیں۔ لیکن اصل قیمت کا ہے۔"



[illegible] کریں۔ ہم لانچ چلانا جانتے ہیں اور قیمت بھی [illegible] گے ہیں۔"

ایسے میں ڈی کوزا کی نظر ڈک پر پڑ گئی۔ اس [illegible] مارے خون کے کھل گیا۔

[illegible] رہے!"

www.pdfbooksfree.pk



# دعائیں پڑھ لیں

"کیا ہوا مسٹر ڈی کوزا۔" فاروق نے حیران ہو
"یہ۔ یہ شخص پاگل ہے۔ یہاں تک کیسے چلا آیا
نے لرزتی آواز میں کہا۔
"ہمیں دیکھ کر آ گیا ہے بے چارہ۔ لیکن آپ
سے اس حد تک کیوں ڈر رہے ہیں۔ یہ تو بالکل بے
ہے۔"
"یہ اور بے ضرر۔ آپ نہیں جانتے۔ جب اس پر
کا دورہ پڑ جاتا ہے تو پھر یہ حد درجے خوف ناک
جاتا ہے۔" اس نے کہا۔
"اوہو اچھا۔ یہ بات تو ہمیں ابھی معلوم ہوئی ہے
کیوں مسٹر ڈک۔ یہ بات درست ہے۔"
"مجھے نہیں معلوم۔ لوگ یہی کہتے ہیں۔" اس نے



مسٹر ڈک کا کہنا ہے کہ لوگ اسے کپتان ڈک نہیں مانتے۔"
فاروق نے ڈی کوزا کی طرف دیکھا۔
"اس کا مطلب ابھی بات ہے۔ اور یہ کپتان ڈک ہے بھی
پندرہ سال پہلے کپتان ڈک تو جہاز کے ساتھ ہی غائب ہو
گیا۔ سولہ سو آدمیوں کا وہ پورا جہاز غائب ہو گیا تھا۔
ایک اکیلا کس طرح بچ سکتا تھا۔ ایسے میں اس شخص
نے خروج کر دیا۔ میں کپتان ڈک ہوں۔ پھر اس نے
کے غرق ہونے کی باتیں بھی سنائیں۔ اور یہ بھی بتایا کہ
وہ ساحل تک پہنچا۔ یہ تمام باتیں ناقابلِ یقین ہیں۔
نے آج تک اس کی ایک بات پر بھی یقین نہیں کیا۔"
ڈی کوزا۔ ہمیں نہ جانے کیوں۔ اس کی ایک ایک
یقین ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی سے کہا۔
کیا واقعی؟" ڈی کوزا کی بجائے ڈک نے چونک کر کہا۔
ہاں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔"
دوسرا لمحہ عجیب تھا۔ ڈک اچھل کر ان کی
طرف۔ وہ ڈر گئے۔ یہ خیال کیا کہ اس پر پاگل پن کا
پڑنے لگا ہے۔ لہٰذا بچنے کی پوری کوشش کی۔ مگر
اور سے بچ نہ سکے۔ لیکن یہ کیا۔ اس نے تو انھیں

www.pdfbooksfree.pk



اپنے ساتھ چمٹا لیا تھا۔ جیسے کوئی خوشی کے موقع پر گلے
اور زور زور سے انہیں بھینچنے لگا۔ ساتھ ہی وہ کہہ
"مبارک ہو۔ آخر پندرہ سال بعد کسی نے تمہیں
ڈک مانا۔"

"اچھا اب مجھے چھوڑ کر ہٹ جائیں۔" انسپکٹر کامران
گھبرا کر کہا۔ ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ اور
کے قطرات چمکنے لگے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر
ساتھی بہت حیران ہوئے۔ آفتاب تو رہ نہ سکا۔

"خیریت تو ہے ابا جان۔ آپ کی حالت بدلی
ہے۔"

"ہاں! تم نہیں جانتے۔ لیکن ٹھہرو۔" یہ کہہ کر وہ
سے بولے۔

"کپتان ڈک۔ اس میں ایک فی صد بھی شک نہیں ہے
تم ہی کپتان ڈک ہو۔ اب مہربانی فرما کر مجھے چھوڑ دو

"اچھی بات ہے۔ یہ لیجیے۔ چھوڑ دیا۔ اور اب
بات بھی سن لیں۔ کہ اس طرف نہ جائیں۔ اس
کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ طاقت جو بجلی
ایک ہلکے سے تنکے کی طرح اچھال دیتی ہے۔ اور
ہوش و حواس کھو بیٹھتی ہیں۔"



"اچھا خیر۔ دیکھا جائے گا۔ آپ کا بہت بہت

کہہ گیا۔ آپ جائے بغیر نہیں مانیں گے۔ خیر۔
تو اسی ساحل پر ہماری ملاقات پھر ہو گی۔ اور
سب کے سب غائب ہو گئے تو پھر۔ پھر دوسری
لیں گے۔ ویسے میں دعا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں
کم از کم ایک ضرور زندہ بچ کر آ جائے۔ تاکہ
میری باتوں کی تصدیق کر سکے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے اس طرف
دی۔ جس طرف سے وہ آیا تھا۔

"مالک۔ میں نے اپنی زندگی میں کسی شخص میں
طاقت نہیں دیکھی۔ میں اس کے ہاتھوں میں
بے بس پا رہا تھا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کانپ

وہ ان کے منہ سے نکلا۔

آپ کا مطلب ہے۔ آپ نے سی مون اور جی موف
اتنی طاقت محسوس نہیں کی۔" آصف نے ڈری
آواز میں کہا۔

ہیں۔" وہ بولے۔

www.pdfbooksfree.pk



"حیرت ہے — مسٹر ڈی کوزا — پندرہ سال پہلے کی
ڈگ کی طاقت کے بارے میں کوئی بات مشہور تھی"
"بالکل نہیں — اس کا نام بھی عام لوگوں کو معلوم
بحری جہازوں کے لوگ ضرور جانتے ہوں گے" اس نے
سے انکار میں سر ہلایا۔
"خیر — اب چلتے ہیں لانچوں کے اڈوں کی طرف"
"اصل مسئلہ قیمت کا ہے —" ڈی کوزا نے پہلو
کر کہا۔
"جب کہ یہ مسئلہ ہمارے لیے نقلی مسئلہ ہے" اس
مسکرایا۔
"کیا مطلب؟" ڈی کوزا چونکا۔
"ابھی دیکھ ہی لیں گے آپ"
وہ جیپ میں بیٹھ کر لانچوں کے دفتر تک
سمندر کے کنارے بے شمار چھوٹی بڑی لانچیں کھڑی تھیں
ان میں آبدوزیں بھی تھیں — پہلے انھیں لانچیں دکھائی گئیں
پھر ایک بہت بڑی لانچ انھوں نے پسند کی — آب حد
تھی — اور بلٹ پروف بھی — بلکہ بم پروف بھی —
"لیکن جناب — آپ لوگ حد درجے خطرناک سمندر
کا ارادہ رکھتے ہیں — اور اس کو لے جانے کی اجازت



سکتا — کیوں کہ اگر آپ لوگ غائب ہو گئے تو
ہی غائب ہو گی اور یہ میرے لیے ایک بڑا
گا — اس کی صرف ایک صورت ہے — آپ لانچ
ادا کر دیں"
ہے — اس کی قیمت کیا ہے"
کومات دکھاؤں — خریداری کے" اس نے کہا۔
یں — ایسے ہی بتا دیں — ہم ان شاء اللہ زندہ واپس
ے اور اپنی رقم واپس لے لیں گے"
بہت خوب — تو پھر آپ دو کروڑ ڈالر جمع کرا
اس نے کہا۔
شکریہ" خان رحمان مسکرائے — جیب سے چیک بک
اور چیک لکھنے لگے — ڈی کوزا حیرت زدہ سا
طرف دیکھ رہا تھا — لانچ کا مالک بھی کم حیران
تھا — چیک لکھ کر اس نے اس کی طرف بڑھا دیا —
اس قسم کا چیک تو ایک کنگال آدمی بھی لکھ سکتا
انچ کے مالک نے برا سا منہ بنایا۔
ہاں! لکھ ضرور سکتا ہے — لیکن بنک سے تصدیق نہیں
گا — آپ کے اپنے ملک میں اس بنک کی شاخ موجود
آپ اسی وقت فون کر کے تصدیق کر لیں"

www.pdfbooksfree.pk



"ہوں! بہت بہتر۔" اس نے کہا اور فون کرنے
ایک منٹ بعد اس نے حیران ہو کر ریسیور رکھ
بولا:

"آپ لانچ لے جا سکتے ہیں۔ اگر آپ واپس
آئے تو میں پندرہ ہزار ڈالر کرایہ وصول کر کے آپ
یہ چیک واپس دے دوں گا۔"

"شکریہ۔ آیئے بھئی چلیں۔" خان رحمان نے کہا۔

"جیپ ہم آپ کے حوالے کر جاتے ہیں۔" انسپ
نے کہا۔

لانچ کے مالک نے جیپ کی طرف دیکھا
کر بولا:

"یہ۔ یہ تو سرکاری جیپ ہے۔ اور ریڈیو پر اس
لیے اعلان ہو چکا ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی نظر
پولیس کو اطلاع دی جائے۔"

"تو پھر اب آپ پولیس کو اطلاع دے دیں۔
میرے قبضے میں تھی۔ میرا نام انسپکٹر ڈی کوزا ہے
اب میں اس ملک کا نہیں۔ ان لوگوں کا ساتھی
ہوں۔ کیوں کہ میں نے ان جیسا بہادر اور باوفا
کو نہیں پایا۔"



ایک مالا حیرت زدہ سا اس کی طرف دیکھنے لگا، اور
اپنی کی طرف قدم اٹھانے لگے۔ ایک بار پھر لانچ

بہت یاد رہے۔ آپ موت کے سفر پر روانہ ہو

یاد رہے گی۔" محمود نے منہ بنایا۔

لانچ میں سوار ہو کر انھوں نے ایک دوسرے کی
کیے۔ جیسے کہہ رہے ہوں،
لانچ کون چلائے گا؟"

"خان رحمان کا نام تجویز کرتا ہوں۔"

"فکر نہ۔ میں منظور کرتا ہوں۔ لیکن میرے پاس
ذیرہ ہونے چاہییں۔ اور اس لانچ کے بارے میں
بھی ہونی چاہییں۔"

"لانچ پر اس کا ڈرائیور موجود ہے۔ وہ تمام باتیں بتا کر
دے گا۔" ڈی کوزا نے کہا۔

"ڈرائیور موجود ہے۔ لیکن ہم نے کوئی ڈرائیور تو
کو نہیں دیکھا۔"

"میں اس طرف موجود ہوں جناب۔"

ایک کیبن کا دروازہ کھلا۔ اور لمبے قد کا ایک

www.pdfbooksfree.pk



خوش شکل آدمی ان کے سامنے آ گیا۔

"بہت خوب! اب آپ اپنا کام کریں:

"میں بھی خان رحمان کے ساتھ طریقہ کار کی

تاکہ دو آدمی واقف ہو جائیں۔" انسپکٹر جمشید بولے

"بہت اچھی تجویز ہے — میں بھی یہی کہنے وا

پروفیسر داؤد بولے۔

"بہت دیر بعد پروفیسر الکل کی آواز سنائی د

مسکرایا۔

"تم لوگ کسی کو بولنے کا موقع دو تو تب کر

نا۔" انسپکٹر کامران مرزا جھلا اٹھے۔

"آج کے دن تو آپ کا یہ الزام کچھ بجا

فرحت بولی۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"ہم تو بہت دیر سے خاموش چلے آ رہے

"برمودا کے ساحل پر پہنچنے تک تم لوگ کھل

آزاد ہو — جتنی جی چاہے باتیں کرنا۔" وہ بولے

"بہت شکریہ اس کھلی چھٹی کا۔" فاروق نے

کر کہا۔

بیس منٹ بعد ڈرائیور رخصت ہو گیا۔



ن کیا۔

روانگی کے لیے تیار ہیں — لیکن روانہ ہونے سے پہلے

ن پڑھ لیں — جب کسی سواری پر سوار ہوں تو یہ دعا

نی چاہیے۔

سبحان الذی سخرلنا ھذا و ما کنا لہ مقرنین و

ا ربنا لمنقلبون ۝ —

ے کسی بھی سب لوگ پڑھ لیں — راستے میں بھی جہاں

ے کے — اللہ کو یاد کرتے چلیں — ہو سکتا ہے — یہ

نی سفر ہو — اور ہم اپنے گھروں کو نہ لوٹ سکیں۔"

انسپکٹر جمشید کے ان الفاظ کے ساتھ ہی سب لوگوں

جمشید، بیگم کامران مرزا، شہناز بیگم، حامد، سرور، ناز

یرہ کا خیال آ گیا — ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ہید کر رہے تھے:

اللہ ہی کے لیے ہے — جو کچھ زمینوں اور آسمانوں

ہے — اور وہی ہماری حفاظت کرنے والا ہے — ہم

ے مدد مانگتے ہیں، اس کے سوا مدد کرنے والا اور ہے

کون۔

اور پھر انھوں نے سفر کی دعا پڑھی — آیت

ھی — دو رکعت نماز بھی ادا کی گئی — اس کے بعد

www.pdfbooksfree.pk



انسپکٹر جمشید کے اشارے پر خان رحمان نے لا
باقی لوگ لانچ کی سیر کرنے لگے۔ لانچ کیا۔ ایک
سا بحری جہاز تھی۔ اس میں دس کے قریب کیبن
بہت وسیع عرشہ تھا۔ عرشے کے گرد مضبوط جنگلہ
کے حملے سے بچاؤ کے لیے دو مار گلیں نصب تھیں
طیارہ شکن توپ بھی نصب تھی۔ دو چھوٹی دوربینیں
تھیں۔ غرض لانچ ہر طرح کے ساز و سامان سے لیس
خطرے کے وقت اس کے اوپر شیشے کا ایک خول
جا سکتا تھا۔ جو کہ بم پروف تھا۔ پانی کے
کے لیے بھی یہی خول اسے آب دوز بنا دیتا تھا۔
اس خول کے اندر رہ کر سمندر کو اندر سے ایک
سکتے تھے۔ اس لحاظ سے ان کا یہ سفر۔ جہاں
ہول ناک تھا۔ وہاں۔ بہت زیادہ دلچسپ بھی تھا
میں خشک خوراک کا ذخیرہ بھی موجود تھا۔ اور ایندھن
بہت بڑی مقدار موجود تھی۔

یوں لانچ کی سیر کر لینے کے بعد وہ
کیبن میں آ بیٹھے۔ انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا
رحمان کے کیبن میں چلے گئے۔ تاہم وہ ایک دوسرے
کی آوازیں سن سکتے تھے۔ لانچ میں اس قسم کا



...ر اور رسیدہ دیواروں میں نصب تھے۔
...ہوا تک پہنچنے میں شاید ہمیں دو گھنٹے لگیں گے۔
...گھنٹے تک ہمیں بات چیت کرنے کے سوا کوئی
...: آفتاب چمکا۔
...یوں کہو نا۔ کہ محاورات کی جنگ چھیڑتے ہیں۔
...ان کے دنگل شروع کرتے ہیں اب کوئی رکاوٹ نہیں۔
...مسکرایا۔
...ر ناک جھوک کے طوفان اٹھانے میں بھی کوئی مشکل
...سکھن بولا۔
...ر بسم اللہ کرو نا۔" محمود نے منہ بنایا۔
...بسم اللہ کرنے کے لیے منہ بنانا ضروری نہیں ہوتا۔
...فاروق نے پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا۔
...ابھی نہیں۔ گھسیٹو۔" وہ گھبرا کر بولے۔
...بہتر۔ جب آپ کہیں گے۔ گھسیٹ لیں گے
...فاروق نے خوش ہو کر کہا۔
...بہتر نہیں ہو گا کہ ہم ادھر ادھر کی۔ بے تکی
...لگ باتیں کرنے کی بجائے۔ کام کی باتیں کر
...زاہد بولی۔
...کام کی باتیں۔ کون سی کام کی باتیں۔ یہاں کام کی باتوں

www.pdfbooksfree.pk



کا کیا کام ــ" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں واقعی ــ میں تو بھول ہی گئی۔" فرزانہ نے جل کر کہا۔

"کیا بھول گئی تھیں ــ جلدی سے بتا دو ــ کہیں بچے نہ

محمود نے گھبرا کر کہا۔

"یہ کہ تم لوگوں کی موجودگی میں کوئی کام کی بات کی

نہیں جا سکتی۔" اس نے بھنا کر کہا۔

"اگر یہ بات طے شدہ ہے ــ اور تم کام کی باتیں کر

لی ہو ــ تو پھر انکل خان رحمان کے کیبن میں چل

اگر فرحت تمہارا ساتھ دینا پسند کرے تو اسے بھی لے

"یہی تو مشکل ہے ــ اس کا بھی تو فائدہ نہیں

"فائدہ نہیں ہو گا ــ کیا مطلب؟"

"وہاں بھی تم لوگوں کی باتیں پیچھا نہیں چھوڑیں گی۔"

"تب پھر مجبوری ہے ــ ان بے کار باتوں کو کون سنتا

کر چپ رہو۔" آفتاب نے شریر لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب تھا ــ کیوں نہ ہم ہر موڈا اور ہر روز

بات کریں۔"

"بھئی باتوں باتوں میں اس کی باتیں بھی ہو جائیں گی

خود پر اگر ہم اس کا ذکر لے کر بیٹھ گئے تو مزا نہیں

گا۔" شوکی نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" منور علی خان بولے۔



"انکل منور علی خان ــ آپ کو تو ہم بھول ہی گئے۔"

"انصافی ہے بھئی ــ" ایسے میں ڈی کوزا کی آواز

"ڈی ــ انصافی ــ یہاں نا انصافی کیسے قدم رنجا فرما سکتی

"فاروق حیران رہ گیا۔

"تم لوگوں کے ہوتے کیا نہیں ہو سکتا۔" فرزانہ مسکرائی۔

"پھر بھی ــ ذرا وضاحت کر دیں تو اچھا ہے ــ مسٹر

زانہ۔"

"آپ اپنی زبان میں باتیں کر رہے ہیں اور میں الجھن

کر رہا ہوں ــ کیا یہ ناانصافی نہیں ہے۔"

"تھوڑی سی ہے تو سہی ــ لیکن اتنی بھی نہیں ــ میرا مطلب

ڈی کوزا ــ آپ ذرا غور فرمائیں ــ جس مہارت پر

ماری زبان میں بات کر سکتے ہیں ــ اس طرح سے

یں نہیں کر سکتے ــ اور پھر ہم تو یوں بھی محاورات

اورات بولتے ہیں ــ اب اگر ہم نے ان محاورات کا

ی ترجمہ کرنا شروع کر دیا تو وہی بات ہو گی ــ

جانے آنگن ٹیڑھا ــ" آصف نے جلدی جلدی کہا۔

راز نہیں ــ یہ بات نہیں ہو گی۔" فاروق بولا۔

یا مطلب ــ کیا بات نہیں ہو گی۔" آصف نے اسے

www.pdfbooksfree.pk



گھورا۔

"میرا مطلب ہے — یہ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا والی بات
ہو گی — بلکہ کوا چلا ہنس کی چال — اپنی بھی بھول گیا والی
ہو گی۔"

"خیر خیر — تمہیں تو عادت ہے بال کی کھال اتارنے کی
جھینپ اٹھا۔

"اب میں — میں — میں۔" فاروق اٹکنے لگا۔

"سوئی اٹک گئی بھائی کی۔" شوکی مسکرایا۔

لیکن پھر جو انھوں نے فاروق کی آنکھوں میں
کے آثار دیکھے — تو چونک ہی تو اٹھے۔



# عجیب فیصلہ

نگاہیں اٹھائیں تو ایک عجیب و غریب آدمی ان کے سامنے
ا — اس کے ہاتھ میں رائفل بھی ایک نئی قسم کی
— اور کافی خوف ناک لگ رہی تھی — اس کی آنکھوں
ایک خوفی چمک تھی۔

لگ — کیا چاہتے ہو بھائی؟" فاروق نے لرز کر کہا۔

اس سے پہلے یہ پوچھنا چاہیے کہ یہ لانچ پر آ کیسے گیا۔
ں تو سمندر ہے — اور لانچ پر صرف ہم سوار تھے۔"
نے حیران ہو کر کہا۔

ہلیے — پہلے یہ پوچھ لیتے ہیں۔"

لانچ پر اس وقت صرف میں ہی نہیں — میرا ایک ساتھی
ا دام کے سامنے بھی موجود ہے — تم لوگوں نے دروازے
لے رکھے — اس طرح ہمیں بہت آسانی ہو گئی — ورنہ کافی

www.pdfbooksfree.pk



مشکل کام تھا۔" اس کے ہونٹ ہلے۔ آواز میٹی جیسی تھی۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ ہمارے کچھ پتے نہیں چلا"
نے جھک کر کہا۔

"اگر تم لوگ اس کیبن اور کنٹرول روم کے دروازے
کر کے بیٹھے ہوتے تو ہم اس وقت تم لوگوں کو اس
کی زد پر نہیں لے سکتے تھے۔" وہ مسکرایا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ خیر ہم اب بند کر لیتے ہیں"
محمود اٹھ کر دروازہ بند کر دو۔" فرزانہ نے خوش ہو کر

"میرا کام دروازہ کھولنا ہے۔ بند کرنا نہیں۔
تم خود کرو۔"

"اوہ۔ ڈرپوک کہیں کے۔" فرزانہ پاؤں پٹخ کر کو
گئی۔

"خبردار۔ تم لوگوں میں سے کوئی بھی حرکت نہ کرے
ان رائفلوں سے ہمیں نشانہ لینے کی ضرورت نہیں پڑے
"کیا مطلب؟" فرحت کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس کی نال میں سے ایک وقت میں بیسیوں گولیاں
ہیں اور سامنے کی طرف گردش کرتی ہوئی پھیل کر جاتی ہیں
میرا ایک بھی فائر تم لوگوں کے لیے کافی ہو گا۔ اللہ
دھند فائر کرنا کافی ہو گا۔"



"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ میں اس رائفل کو پہچانتا ہوں"
رفو کی آواز میں خوف تھا۔

"اچھا۔ کمال ہے۔" شوکی کے منہ سے نکلا۔

"چاہتے کیا ہو مسٹر۔ یہ بتاؤ۔" انھوں نے انسپکٹر کامران
کی آواز سنی۔

"دو کروڑ ڈالر بچانا چاہتے ہیں اپنے۔" دوسرا بولا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"مطلب بالکل صاف ہے۔ تم لوگ جو دو کروڑ ڈالر
لوٹ کے آئے ہو۔ لانچ واپس کرنے کی صورت میں
واپس کرنا ہوں گے۔ اور اگر لانچ سمیت تم لوگ
ہو گئے تو بھی ہمیں صرف لانچ کی قیمت ہی ملے
لیکن اگر۔" وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن اگر کیا؟" مکھن گھبرا گیا۔

"لیکن اگر ہم تم لوگوں کا کام تمام کر دیں۔ یعنی تمہیں
ہی غرق کر دیں تو لانچ بھی بچ جائے گی اور دو
ڈالر بھی۔ کتنا حسین خیال ہے۔"

"ظالم۔ لالچیوں کے نزدیک یہ بہت حسین ہو سکتا
لیکن بھئی ہم تو اسے بہت بدصورت منصوبہ ہی کہیں
گے۔" آصف نے منہ بنایا۔

www.pdfbooksfree.pk



ہوں! کہو۔ ہمیں کیا۔ اچھا اب پروگرام سنو۔ ا
لانچ کو تمہارے خون سے گندہ نہیں کرنا چاہتے۔ ا
یہ طے پایا ہے۔ کہ تم ہاتھ اوپر اٹھاتے۔ جگلے
پہنچ جاؤ۔ اور جنگلے سے سمندر میں چھلانگیں لگا دو۔
بس۔ اگر تم تیر کر واپس ساحل تک جا سکتے ہو تو
کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ ضرور جاؤ۔ لیکن ساحل پ
تمہارا استقبال کرنے کے لیے ہمارے ساتھی موجود
گے۔ اول تو لانچ اب اتنی دور آ چکی ہے کہ کو
دور سے طاقت ور آدمی اور تیراک سے تیراک آدمی
ساحل پر نہیں جا سکتا۔ لہذا تم لوگوں کو ڈوبنے کے
کوئی چارہ نہیں ہو گا۔ کیوں، کیسا پروگرام ہے؟"

"یہ بھی حسین ہی ہو گا۔" شوکی نے منہ بنایا۔
"سوال یہ ہے کہ تم لانچ پر آ کیسے گئے؟" انسپکٹر
بولے۔

"جب تمہارا ساتھی بات کرنے کے لیے آیا اور
تم سے بات کرنے گیا تو ہمارے ڈائریکٹر صاحب نے
یہ پروگرام اسی وقت طے کر لیا تھا۔ اور ہمیں اپنے
ایک خفیہ کیبن میں چھپا دیا تھا۔"

"اوہ۔ تو اس لانچ میں کوئی خفیہ کمرہ بھی ہے



"...وہ سب سے نچلے حصے میں سٹور کے پچھلی طرف
...سٹور کے سامان کے پیچھے اس کا خفیہ دروازہ ہے۔"
...ہم ساری بات سمجھ گئے۔ بات صرف دو کروڑ کی ہے
...ہے میں خان رحمان نے مسکرا کر کہا۔
...کہا۔ صرف دو کروڑ۔ تم دو کروڑ کے ساتھ صرف
...گا رہے ہو۔"
...ہاں! اللہ چاہے تو انسان دو ارب روپے کے ساتھ بھی
...غلا لگا سکتا ہے۔"
...تم کہنا کیا چاہتے ہو۔" وہ حیران ہو کر بولا۔
...دو کروڑ کا چیک لے لو۔ اور ہمیں ہمارے سفر پر
...۔ تم بھی ساتھ ہی چلے چلو۔"
...ے باپ رے۔ ہم موت کے اس سفر میں تم لوگوں
...نہیں دے سکتے۔ باقی رہی بات دو کروڑ کے
...۔ بہت بہت شکریہ۔ چیک لکھ دو۔"
...ہیں خان رحمان۔ تم چیک نہیں لکھو گے۔" انسپکٹر جمشید
...ت لہجے میں کہا۔
...جمشید۔ زندگی کے مقابلے میں دو کروڑ کیا اہمیت رکھتے
...رحمان بولے۔
...کہے نہیں خان رحمان۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

www.pdfbooksfree.pk



میں کیا نہیں سمجھا — یہ تم سمجھا دو مجھے۔" خان
بولے۔
"یہ کہ — دو کروڑ کا ایک اور چیک لے کر
ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"
"اوہ!" خان رحمان کے منہ سے نکلا۔
"کیوں بھئی — یہی بات ہے؟" منور علی خان
انھیں گھورا۔
"نہیں! ایسی تو کوئی بات نہیں — آپ دو کروڑ کا
دے دیں — ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے۔" اس
کہا۔
"یہ جھوٹ بول رہا ہے — فرض کرو — ہم دو کر
چیک دے دیتے ہیں اور یہ ہمیں ختم نہیں کر
تو کیا ہم ان کے ملک واپس پہنچ کر کیا خاموشی سے
یں گے — اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں
ہرگز نہیں — یہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتے۔"
"تم ٹھیک کہہ رہے ہو جمشید — یہ ہمیں ختم کیے
نہیں رہ سکتے۔"
"ہاں! یہی بات ہے — لہٰذا آؤ — سمندر میں
انھیں دو کروڑ کا اور فائدہ کیوں پہنچائیں؟"



ہماری ترکیب بھی ہے ابا جان۔ ایسے میں فرزانہ
کیا۔"
ا تو پڑ ہی گیا ہے — کیوں نہ بہادری سے مریں۔"
— تو — کیا — سمندر میں ڈوب کر مرنا بزدلی
ہے۔" اشفاق نے حیران ہو کر کہا۔
"کون بولا — یہ کس کی آواز آئی؟" فاروق نے
انداز میں کہا۔
وگ بھی عجیب ہو — موت سر پر کھڑی ہے — اور
ہو۔"
— تم نے کیا کہا — موت سر پر کھڑی ہے — ارے
فاروق نے بوکھلا کر کہا اور سر اوپر اٹھا کر
کھسیانے انداز میں بولا:
یار — تم مذاق کر رہے ہو — اوپر کوکپٹ کی چھت
دیکھو — ان رائفلوں کی صورت میں موت تمھارے سامنے
کر بولا۔
سامنے کہو نا یار — سر پر کیوں کہتے ہو — اور
ہونا چاہیے — سامنے کھڑی موت کی ہمیں کوئی

www.pdfbooksfree.pk



پروا نہیں ہوتی — تم شوق سے فائر کر سکتے ہیں۔"

"جیکی — ان لوگوں کو شاید یہیں ختم کرنا ہو گا۔" ایک

"چلو کوئی بات نہیں — دو کروڑ ڈالر کے بدلے

ذرا فرش ہی دھونا پڑے گا — دھو لیں گے۔"

نے کہا۔

"تو پھر کر دو فائر۔" ایک نے کہا۔

"ہاں ہاں کرو — تمہارے ابا جان کی حکومت

یہ نہیں دیکھتے — خود تمہارے پیچھے موت نظر

چکی ہے۔" فاروق نے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب —" دونوں خوف زدہ انداز میں

منور علی خان اور انسپکٹر جمشید

اتنا ہی وقت کافی تھا — اس طرف منور

حملہ آور پر چھلانگ لگائی اور دوسری طرف

نے —

دونوں نے انہیں چھاپ لیا — اور

لمحے رائفلیں ان کے ساتھیوں کے قبضے میں تھیں

چند زوردار مکے رسید کر کے وہ انہیں کھڑے

"اب مہربانی فرما کر تم ہاتھ اوپر اٹھا دو

طرف بڑھو — ہم تمہیں وہی سزا دینا پسند کریں



نے ہمارے لیے تجویز کی تھی۔" انسپکٹر جمشید سرد آواز میں

لے۔

"ن — نہیں —" وہ لرز اٹھے۔

"بھئی — اس میں لرزنے اور کانپنے کی کیا بات ہے —

دوسروں کے ساتھ جیسا سلوک کرنا پسند کرتے ہو — وہی

اپنے لیے بھی تو پسند کرو نا — اب ہنسی خوشی

کی طرف جاؤ اور چھلانگیں لگا دو۔"

"ن — نہیں —" وہ پھر کانپ کر بولے۔

"پھر وہی نن نہیں — کیا اس کے علاوہ اور کوئی بات

نہیں آتی۔" انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔

"ہمیں معاف کر دیں — معاف کر دیں۔"

"معاف تو کر دیں — لیکن ہمیں مستقل طور پر تمہاری نگرانی

کرنا پڑے گی — ہم اپنا کام کریں یا تمہاری نگرانی۔" منور

علی خان نے منہ بنایا۔

"نگرانی کی ضرورت نہیں — آپ ہمیں کسی کیبن میں بند

کر کے تالا لگا دیں — واپسی پر ہمیں باہر نکال دیجیے گا —

اس دوران ہم خشک خوراک کھاتے رہیں گے۔"

"ہمیں کیا معلوم — کیا خبر — تم کیبن کسی طرح کھول لو۔"

انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

www.pdfbooksfree.pk



"نہیں — نہیں —" وہ ایک ساتھ بولے۔

"اچھا خیر — تمہارے بارے میں غور کرتے ہیں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"غور کرنے کی کیا ضرورت ہے — انھیں ساتھ لے ہی لینا بہتر ہو گا — سانپوں سے دوستی مہنگی ہی پڑتی ہے۔" شوکی نے جلدی سے کہا۔

"شوکی کا خیال بھی ٹھیک ہے — چلو بھئی — تم سب میں چھلانگ ہی لگا دو۔"

"ہم — مارے گئے — کیا آپ اپنا فیصلہ تبدیل نہیں کر سکتے۔"

"دراصل کوئی راستا نہیں سوجھ رہا — اگر چاروں طرف پانی نہ ہوتا تو اور بات تھی۔"

"ایک اور ترکیب ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

"چلو بتا دو — اگر قبول کرنے کے لائق ہوئی تو ضرور مان لیں گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"نزدیک ہی ایک جزیرہ آنے والا ہے — ہمیں اس کے قریب اتار دیں — واپسی پر آپ کا جی چاہے تو ہمیں لے لیجیے گا — ورنہ ہم کسی جہاز یا لانچ پر خود لے لیں گے۔"



"بات منظور کی جا سکتی ہے — کیوں جمشید۔" پروفیسر بولے۔

"لیکن یہ ہمارے خلاف کوئی اور چال چل سکتے ہیں۔" شوکی نے جھجکتا کر کہا۔

"چلتے ہیں تو چلنے دیں — ان کی پہلی چال ہی نے بگاڑ لیا۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"تو یہ ٹھیک ہے — ہم انھیں جزیرے پر اتار دیتے ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

"لیکن بھئی — واپسی پر کیا ہو گا — جب تم لوگ لانچ لے کر نہیں پہنچو گے تو تمہارے ڈائریکٹر صاحب کیا ہمیں زندہ چھوڑ دیں گے۔"

"بھلا ہم کیا کر سکتے ہیں۔" ایک نے کہا۔

"چلو خیر — دیکھا جائے گا۔"

ان کا سفر جاری رہا — پھر جزیرہ نظر آنے لگا۔

"بس اب چھلانگیں لگا دو — یہاں سے تو تم جزیرے پر پہنچ ہی سکتے ہو۔"

"ہاں! آپ کا بہت بہت شکریہ — آپ لوگ بہت

www.pdfbooksfree.pk



اچھے ہیں — ان حالات میں بھی ہم پر رحم کر رہے ہیں۔
ہم آپ کی جگہ ہوتے تو شاید کبھی رحم نہ کرتے — آپ
کون ہیں۔" ایک نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہم مسلمان ہیں — ایک اللہ کو ماننے والے۔"

"اوہ — مسلمان۔" وہ بولے۔

"ہاں! ویسے بھئی — سچ تو یہ ہے کہ ہم نے اپنا
بدل دیا ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"کیا مطلب — کیا آپ ہمیں یہاں نہیں اتار رہے"
ایک نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں! مسٹر جیکی — ہم تم لوگوں کو یہاں نہیں اتار
رہے۔"

"تو پھر — کیا آپ ہمیں — ہمیں۔" جیکی نے مری
آواز میں کہا۔

"نہیں — تم غلط سمجھے — ہم تمہیں ہلاک نہیں کریں
گے — بلکہ اپنے ساتھ ہی لے جائیں گے — میرا خیال ہے
اب تم دونوں کا ذہن بدل گیا ہے۔"

"ہاں! ہم اپنے اندر تبدیلی تو بہت محسوس کر رہے ہیں"
جیکی نے کہا۔

"اچھا — یہ لو اپنی رائفلیں — اگر ہمیں مار کر تم



کا فائدہ حاصل کرنا ہی چاہتے ہو تو یہ کر ہی گزرو۔"
انسپکٹر جمشید نے دونوں رائفلیں ان کی طرف اچھال
دیں۔ یہ پہلے رائفلیں وہ اپنے قبضے میں لے چکے تھے۔
"ارے — یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔" فاروق نے
کہا اور رائفلوں کی طرف لپکا۔

"فرخ فاروق — ہم اپنے ایمان کی طاقت آزمانا چاہتے ہیں،
اس سلوک نے انھیں واقعی بدل دیا ہے — تو یہ
ہمارے ساتھ ہی سفر کریں گے — ورنہ ہم سمندر میں
پھینک دیں گے — پھر جینے کا فائدہ بھی کیا۔"
انسپکٹر نے گونج دار آواز میں کہا

ان کا فیصلہ بہت ہی عجیب اور سنسنی خیز
تھا۔ جیکی اور اس کے ساتھی نے پرسکون انداز میں
سر ہلا دیں — پھر رائفلیں ان کی طرف تان دیں — اور
خاموش کر ان کی طرف دیکھتے رہے — آخر جیکی

"نہیں — اب ہم رائفلیں نہیں چلا سکتے — ہم اپنے
اندر کی ہمت نہیں پا رہے۔" ان الفاظ کے ساتھ
ان نے رائفلیں پھینک دیں —
اور ان کے چہروں پر مسکراہٹیں تیر گئیں —

www.pdfbooksfree.pk



"اب تم ہمارے ساتھ چلو گے۔" انسپکٹر کامران
"بہت بہت شکریہ — ہم اس وقت عجیب سی کیفیت
ہیں — تھوڑی دیر پہلے ہم پر صرف دولت کا بھوت سوا
اور اسی بھوت کی موجودگی میں انسانیت نام کی کوئی
اندر نہیں تھی — لیکن اب ہم اپنی دنیا بدل چکے
ہیں — پتا نہیں ایسا کیوں ہے۔" جیکی نے کھوئے ہوئے
انداز میں کہا۔

"اسے انسان کی کایا پلٹ کہہ سکتے ہیں — موت
کے قریب سے گزر گئی اور آپ دونوں نے دیکھ لیا
زندگی کچھ بھی نہیں — لہٰذا آپ کے خیالات بدل گئے
اس دنیا میں اکثر لوگوں کے ساتھ ہوا ہے — آپ کو
خوش ہونا چاہیے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"ہم — ہم بہت خوش ہیں۔" جیکی نے کہا۔
"آپ کے ساتھی کا کیا نام ہے۔" انسپکٹر جمشید نے
پوچھا۔

"کاگ۔" وہ بولا۔
"شکریہ — اب میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف
دیتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا اور تعارف کرانے کے
تھوڑی دیر بعد وہ پھر پُرسکون انداز میں کہنے



لگے۔ اچانک انسپکٹر جمشید بولے۔
"جیکی اور کاگ — آپ ہمیں برمودا ٹرائی اینگل کے بارے
بتا سکتے ہیں۔"
"برمودا ٹرائی اینگل —" جیکی نے ایک طویل سرد آہ بھری۔
"ہاں! برمودا ٹرائی اینگل۔"
"آپ اس کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہیں۔"
"وہ سب کچھ — جو اس کے بارے میں کوئی ہمیں بتا
سکے۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔
"تب پھر — اس سلسلے میں ہم سے بہتر آدمی آپ کو
نہیں ملے گا۔" جیکی نے کہا۔
"وہ کیسے؟" آصف نے بے چین ہو کر کہا۔
"اس طرح کہ — میرے والد ایک بہت مشہور سیاح تھے
میرے والد اس کے نائب تھے — ساری زندگی انھوں نے
سیر و سیاحت میں گزاری — جہاز رانی کے علاوہ کوئی کام نہ کیا۔
برمودا ٹرائی اینگل کے بارے میں انھوں نے ہمیں ایسی ایسی
حیرت انگیز باتیں بتائی ہیں کہ کیا کسی نے کبھی سنی ہوں

"ہاں — تب تو یہ ہماری خوش قسمتی ہے — کہ ہم نے
آپ لوگوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتارا۔"

www.pdfbooksfree.pk



"لیکن ہم تو اسے اپنی خوش قسمتی خیال کر رہے تھے"
نے حیران ہو کر کہا۔

اور وہ مسکرا دیے — فاروق بولے بغیر نہ
"معلوم ہوتا ہے مسٹر کاگ بہت خوش مزاج ہیں۔"
"یہی سمجھ لیں — ویسے آپ لوگوں کے ارادے کیا ہیں
"ہم برمودا ٹرائی اینگل کا راز جاننے کے لیے
ہیں۔"

"ناممکن۔" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"کیا مطلب؟"

"جہاز غائب ہونے کا پہلا واقعہ ۲۱۸۰۰ ء
گویا قریباً ڈیڑھ سو سال گزر چکے ہیں پہلے واقعے
اس وقت سے آج تک اشاریہ، وٹاس اور کئی دوسرے
ملکوں کے سائنس دان ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں
تو وہ اس راز کو معلوم کر سکے — اور نہ جہازوں
ہونے کے سلسلے کو ہی روک سکے — پھر بھلا آپ
سکیں گے۔"

"ہمارے ساتھ بھی ایک سائنس دان ہیں —
علاوہ ہم میں ایک اور خاص بات بھی ہے۔" ایلیسٹر
معنی خیز انداز میں مسکرائے۔



[illegible] خاص بات کیا ہے —" جیکی نے الجھن کے عالم

[illegible] وقت بتائیں گے — پہلے تو آپ وہ تمام باتیں
[illegible] — جو آپ نے اپنے والدین سے سنی ہیں۔" ایلیسٹر
[illegible] نے جلدی جلدی کہا۔

[illegible] ہو — اطمینان سے بیٹھ جائیں — اور یہ یقین کر
[illegible] ہم آپ لوگوں کو ہرگز ہرگز دھوکا نہیں دیں
[illegible] طرف سے بالکل بے فکر ہو جائیں۔" جیکی بولا۔
[illegible] ہم پہلے ہی ہو چکے ہیں۔"

[illegible] میرا مشورہ مانیں — اور برمودا سے پہلے ایک
[illegible] چلیں — وہاں ہم آپ کو ایک چیز دکھائیں
[illegible] انگیز چیز۔"

[illegible] ہم برمودا والے معاملے کے علاوہ فی الحال کسی
[illegible] چیز میں دلچسپی نہیں لے سکتے۔"

[illegible] میرا مطلب نہیں سمجھے — اس چیز کا تعلق بھی برمودا
[illegible]

[illegible] تب ہم ضرور چلیں گے۔"

[illegible] — لانچ کو مجھے چلانے کی اجازت دیں۔"

انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا — جیسے

www.pdfbooksfree.pk



کر رہے ہوں — کیا ان پر اس حد تک اعتماد کیا جا
انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا،

"ضرور — کیوں نہیں — خان رحمان — تم ہا
آدھ گھنٹے بعد وہ ایک جزیرے کے
رہے تھے — ساحل پر بھی انھیں ایک بہت پرا
چھوٹا جہاز نظر آیا — جسے لوہے کے ایک بہت
کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا — رسّے کا دوسرا
سوراخ کر کے باندھا گیا تھا —

انھوں نے اس جہاز کو حیرت بھری
دیکھا — پھر ان کی نظریں جیکی اور کاگ پر جم گئیں۔

"کیا آپ ہمیں یہاں — یہ جہاز دکھانے
لائے تھے؟"

"ہاں!" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"اس میں کیا خاص بات ہے — اور اس کا
اینگل سے بھلا کیا تعلق ہے؟" آصف نے بے چین

"ریت پر تشریف رکھیے — پہلے ہم اس جہاز کے
میں وضاحت کریں گے — پھر آپ جہاز کا معائنہ کیجیے
یہ اچھا ہی ہوا کہ ہماری ملاقات آپ لوگوں سے
ہم دوست بن گئے — ورنہ آپ نہ جانے کب تک



کے تو ہم بہت پرانے عادی ہیں، اس کی آپ
اندازہ لگا سکتے ہیں۔" جیکی نے اسے ایک ملجے کے بیٹے گھورا، پھر

جہاز کی کہانی برمودا تکون کی کہانیوں میں سے
دلچسپ اور عجیب ہے، اور یہ کہانی بہت کم لوگ

بہت کم لوگوں میں آپ دونوں بھی شامل
ہو گئے ہیں۔" آفتاب نے جل کر کہا۔

نے بالکل ٹھیک سمجھا — خیر اب میں کہانی بیان
کرتا ہوں۔ ٹھیک پانچ گھنٹے کے سفر
برمودا کے قریب پہنچے — لیکن اب چوں کہ
کے جزیرے پر آ گئے ہیں — اس لیے ہمارا
گھنٹے کا بن گیا ہے۔"

"بات نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔
"اس کا تعلق جہاز کا ہے — اس میں تیرہ سو مسافر
اس جہاز کو آئرلینڈ پہنچنا تھا — سفر سات
جہاز بالکل درست حالت میں تھا — سمندر
تھا — اس کے ملاح بھی بہت تجربہ کار تھے،

www.pdfbooksfree.pk



ان کی ساری زندگی بحری جہازوں میں ہی گزری تھی۔
روانہ ہوا۔ چار دن تک اس کا سفر جاری رہا۔
رہے۔ لیکن چوتھے دن اچانک ایک پیغام ملا۔
آواز میں کہہ رہا تھا:

"ہم۔ ہم نہ جانے کہاں ہیں۔ ہماری مدد کی
کی جائے۔ ہم نہیں جانتے۔ ہمیں کیا ہو رہا ہے
ساتھ کیا کیا جا رہا ہے۔ کوئی ہے"

اور پھر کپتان کی آواز ڈوب گئی۔ انشاء جہ کے
اور لانچیں اور ہوائی جہاز اور ہیلی کاپٹر اس جہاز
لیے دوڑ پڑے۔ لیکن انہیں سطح سمندر پر کوئی جہاز
تلاش جاری رہی۔ آخر تلاش کرنے والے اس بدنصیب
جہاز موجود تھا۔ بالکل درست حالت میں۔ لیکن اس
ایک بھی نہیں تھا۔ نہ عملے کا کوئی آدمی موجود
اوہ!" ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا
اس کے بعد پورے جہاز کو چیک کیا گیا۔ سب
انگیز بات یہ سامنے آئی کہ کپتان کا پیغام جتنے
ٹوٹ کیا گیا تھا۔ اس وقت تک جہاز کا جتنا
چکا تھا۔ اس سے زیادہ تیل خرچ نہیں ہوا
بالکل محفوظ تھا۔ عجیب کر۔

ب کر گیا۔"

ہو کر برمودا تکون یہاں سے سات گھنٹے کے راستے
۔ جہاز وہاں سے یہاں تک آیا۔ لیکن ان سات گھنٹوں
ا کا ایک قطرہ تیل بھی خرچ نہیں ہوا۔ یہ اس وقت
ت انگیز ترین واقعہ تھا۔ اور انشاء جہ کی ٹیم حیرت کا بت
رہ گئی تھی۔ بلکہ جن لوگوں کے علم میں بھی یہ واقعہ
ان کی سٹی گم ہو گئی۔ آج تک اس بات کا کوئی جواب
نہیں کیا جا سکا۔ اور اب تو ایسے اور نہ جانے کتنے واقعات
ہے ہیں۔ اب آپ چاہیں تو اس جہاز کا معائنہ کر سکتے
اس وقت یہ بالکل درست حالت پر تھا۔ لیکن چونکہ
بہت عرصہ گزر چکا ہے۔ ہوا، دھوپ اور سمندری
کی وجہ سے یہ اپنا رنگ اور روپ کھو چکا ہے۔
جگہ سے ٹوٹ پھوٹ بھی چکا ہے۔" یہاں تک
کر بالکل خاموش ہو گیا۔

کہانی انتہائی حیرت انگیز ہے۔ اور اگر ہم نے پہلی مرتبہ
حال سنی ہوتی تو اس وقت ہمارا حال بھی وہی ہوتا۔ جو
دن کا ہوا تھا۔ لیکن اب چونکہ ہم ایسی بہت سی باتیں
چکے ہیں۔ لہٰذا صرف جہاز کو دیکھ کر آگے چلتے ہیں۔"
لیڈ بولے۔

www.pdfbooksfree.pk



"لیکن آپ لوگوں نے ایک بات اب تک نوٹ نہیں کی"
مسکرایا۔

"اور وہ کیا؟" ان کی آوازیں ابھریں۔

"اس وقت تک جو جہاز بھی غائب ہوئے — مسافروں
جہازوں کا بھی کوئی پتا نہیں چل سکا — یہ واحد واقعہ ایسا
جس کے مسافروں کا آج تک پتا نہیں چل سکا — اور جہاز بالکل
محفوظ رہا تھا۔"

"ہاں ٹھیک ہے — لیکن اب ایک ایسا واقعہ بھی ہو چکا ہے
کہ جہاز اور مسافر — بحفاظت واپس آ گئے ہیں — وہ نہیں
جانتے — تین گھنٹے تک وہ کہاں رہے ہیں — لیکن ہیں
خیریت سے۔" خان رحمان جلدی سے بولے۔

"اس قسم کے تو کئی واقعات ہو چکے ہیں — لیکن
طاقتیں ان واقعات کو چھپا رہی ہیں — تاکہ دنیا میں خوف و
ہراس نہ پھیلے — دراصل سمندر میں یہ حصہ آمدورفت
لیے بہت اہم ہے — ان گنت بحری جہاز اس سے گزرتے ہیں
اور ہوائی جہاز بھی اس پر سے گزرتے ہیں — ان تمام واقعات
کے باوجود اس راستے کو ترک نہیں کیا جا سکا — یہ ایک
بڑی مجبوری ہے۔"

"ہوں ٹھیک ہے — اب ذرا ہم جہاز کو دیکھ لیں۔"



...اور یاد آ گیا — وہ بھی سن لیں — آپ کی معلومات
...گا۔"

"ضرور۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

...تقریباً بیالیس سال پہلے انٹارکٹیکا کے پانچ جنگی طیارے
...پرواز ہوئے — اور برمودا تکون پر سے گزرے —
...ہو گئے — آج تک ان پانچوں کا کوئی نشان تک نہ

...واقعی یہ بھی بہت دلچسپ واقعہ ہے — اور سنسنی خیز
...اب جہاز کو دیکھ لیں۔" انھوں نے اٹھتے ہوئے

...نہیں — نہیں — ہم دونوں جہاز پر قدم نہیں رکھیں گے۔"
...سنبھالتے ہوئے کہا۔

...ہیں۔" وہ حیران رہ گئے۔

...لی اس کے نزدیک آتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں —
...ہے کہ جو کوئی اس جہاز پر چڑھے گا — وہ بھی
...جائے گا۔"

"کیا آج تک اس پر کوئی نہیں چڑھا۔"

"جہازی ٹیم کے لوگ ضرور چڑھے تھے — لیکن جلد ہی
...ہو کر اتر آئے تھے۔"

www.pdfbooksfree.pk



"خیر — آپ دونوں نیچے ہی رہیں۔"

وہ جہاز پر چڑھ گئے اور اس کا ایک ایک
دیکھنے لگے — لیکن اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھلا انہیں کیا
مل سکتا تھا — جب کہ پینتالیس سال پہلے کوئی سراغ نہ
تھا — لہٰذا وہ واپس آ گئے اور لانچ پر سوار ہو گئے
ان کا سفر پھر شروع ہو گیا — جیکی اور کاگ راستے
تکون کی باتیں کرتے رہے — لیکن ان کی معلومات میں
اضافہ نہ کر سکے۔

"مسٹر جیکی — آپ ہمیں برمودا تکون کی نہیں —
جزیرے کی باتیں بتائیں — ہم نے سنا ہے —
سال پہلے تک اس جزیرے پر لوگوں کی آمد و رفت تھی —
آباد تھا — لیکن پھر ان واقعات کی بنا پر لوگ اس
کی رہائش چھوڑتے چلے گئے — یہاں تک کہ جزیرہ
خالی ہو گیا — یہ بھی کوئی عجیب بات نہیں — عجیب بات
یہ ہے کہ اس کے بعد اس جزیرے کے چاروں طرف
چٹانیں بن گئیں — ایسی چٹانیں جن پر چڑھا نہیں جا سکتا
طرح جزیرے کے اندر داخل ہونا قریب قریب ناممکن ہو گیا
بلکہ ہوائی جہاز بھی نہیں اتر سکتے — کیونکہ اوپر اس
نوکیلی چٹانیں ہیں کہ جہاز ان سے ٹکرائے بغیر اس



سکتا — ہیلی کاپٹر بھی آنا پسے گئے — وہ بھی جزیرے
سکے — آخر ایسا کس طرح ہو گیا۔"

بھی ایک راز ہے — لیکن اس راز کو ہم
ہیں۔"

ہم یہ بات جانتے ہیں — کہ کچھ لوگ ہیں — جو
جزیرے میں داخل ہونے کا راستہ جانتے ہیں۔"

— کیا واقعی — یہ بات ہم آج پہلی بار سن رہے
جیکی کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

بھی اتفاق سے معلوم ہو گئی ہے — لیکن جو شخص
جزیرے میں داخل ہونے کا راستہ جانتا تھا — اس کو
کر لیا گیا ہے — تاکہ ہم اس سے کچھ معلوم نہ

خیال ہے — ہم تو اس خیال میں تھے کہ جو طاقت
کو غائب کر دیتی ہے — اسی طاقت نے برمودا
پر بھی قبضہ کر لیا ہے — اور اس کے اردگرد
کھڑی کر دی ہیں۔"

ہیں — یہ کارنامہ انسانی ہے — اسی لیے تو ہم برمودا
میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" انسپکٹر کامران
مسکرائے۔

www.pdfbooksfree.pk



"ارے باپ رے ــ" دونوں نے گھبرا کر کہا۔

"ہم پہلے برمودا جزیرہ دیکھیں گے اور پھر اس کی سیر کریں گے۔"

"چاہے غائب ہی ہو جائیں۔" کاگ نے بوکھلا کر کہا۔

"اگر ہماری قسمت میں یہی لکھا ہے ــ تو کیا کہا جا سکتا ہے ہو جائیں گے غائب۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"لیکن اس طرح غائب ہونے کا ایک فائدہ ضرور ہو گا۔" آفتاب مسکرایا۔

"وہ ــ وہ کیا۔" جیکی نے لرز کر کہا۔

"یہ کہ ہم غائب ہونے والوں کا راز جان لیں گے۔"

"ہل ــ لیکن ــ کیا فائدہ ــ آپ دنیا کو بتا تو نہیں سکیں گے۔"

"کوئی بات نہیں ــ ہمیں تو معلوم ہو جائے گا۔"

"یہ ضروری نہیں جناب ــ غائب ہونے والوں کے الفاظ یاد کیجیے ــ ہماری مدد کی جائے ــ ہم نہیں جانتے ہم کہاں ہیں ــ ہمیں کیا ہو رہا ہے۔"

"ہاں جمشید ــ مسٹر جیکی ٹھیک کہہ رہے ہیں ــ غائب ہونے والے بھی مرنے کے وقت تک اس راز کو نہیں جان



ے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"پروفیسر صاحب ــ اب آپ ہی بتائیں ــ آخر یہ کیا ہو سکتا ہے۔"

"میں سو سال سے بڑی طاقتوں کے سائنس دان معاملے کا کھوج نہیں لگا سکے ــ اس بارے میں وہاں پہنچنے سے پہلے کیا کہہ سکتا ہوں۔" پروفیسر داؤد بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے ــ وہاں پہنچنے کے بعد آپ کچھ کوشش کریں گے۔"

"کوشش ضرور کروں گا ــ لیکن کامیابی کی امید ایک بھی نہیں ہے۔"

"خیر ــ دیکھا جائے گا۔"

"اب اگر اجازت ہو تو ــ ہم ایک بار پھر مباحثہ شروع کر لیں ــ ان دونوں کے آ جانے کی وجہ سے ہماری محاورات باتوں کے دنگل اور نوک جھوک کے پروگرام درمیان میں رہ گیا تھا۔" فاروق نے یاد دلایا۔

www.pdfbooksfree.pk



"ہاں ہاں ضرور — کیوں نہیں — لیکن بھئی
نماز کا وقت ہو چکا ہے۔"
انھوں نے وضو کیا اور نماز
لگے — جیکی اور کاگ حیرت زدہ انداز
دیکھنے لگے۔

# سمندر کا ہال

ے فارغ ہوئے تو جیکی نے حیران ہو کر کہا۔
یہ آپ لوگ کیا کر رہے تھے؟"
اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے تھے — جس طرح آپ گرجوں
جاتے ہیں نا — اور آٹھ دن میں ایک بار عبادت کرتے
اسی طرح ہم اپنے اللہ کی دن میں پانچ بار عبادت
تے ہیں" اشفاق نے انھیں بتایا۔
"ہر روز پانچ بار" جیکی نے حیران ہو کر کہا۔
"ہاں! بلکہ کچھ عبادت گزار بندے تو اس کے علاوہ بھی
ت کرتے ہیں — وہ زائد نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔
ن ہماری عبادت اور آپ لوگوں کی عبادت میں بہت
ا ہے"
فرق ہے — وہ کیوں"

www.pdfbooksfree.pk



"ہم اللہ کو ایک مانتے ہیں — اس کا مطلب یہ
اس جیسی طاقت کسی میں نہیں — وہ ساری کائنات
واحد مالک ہے، جو چاہے سو کر سکتا ہے —
اس کو روکنے یا ٹوکنے والا نہیں — اس کے کام
کوئی نہیں جان سکتا۔ وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے
کہتا ہے کُن — اور وہ کام ہو جاتا ہے — وہ غیب
جاننے والا ہے، اس کے سوا غیب کا علم کوئی نہیں
ہاں وہ اپنے نبیوں کو غیب کی خبریں عطا فرماتا ہے
نبیوں کو اور بھی بہت سے علم عطا کرتا ہے — جو
لوگوں کو نہیں عطا کئے جاتے — اور پوری کائنات
سب سے زیادہ علم ہمارے نبی حضور اکرم حضرت محمد
اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
کمالات عطا فرماتے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ
پیغمبروں کو نہیں عطا فرمائے۔ اس لحاظ سے تمام انبیاء
ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بلند ہے
بلند ترین ہے — کوئی اُن کے مرتبے کو نہیں پہنچ
لیکن وہ ہمیں یہی تعلیم دیتے نظر آتے ہیں — کہ جو کچھ
ہے — اپنے اللہ سے مانگو — اور کوئی دینے والا
— اور کوئی بگڑی بنانے والا نہیں — اور کوئی

یہ حاوی نہیں — اور کوئی مشکل کشا نہیں — اس کی اپنی
اولاد نہیں — نہ وہ کسی کی اولاد ہے — نہ اس نے کسی کو
نہ وہ کسی سے جنا گیا — وہ اکیلا ہے — یکتا ہے
جبکہ دوسرے مذاہب کے لوگ یہ عقیدہ نہیں
— آپ لوگ حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں۔
کر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہ
کی اولاد ہے۔ — نہ اس کی کوئی اولاد — اور یہ بھی
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمت کو بتا دیا تھا
کے بعد ایک نبی آنے والے ہیں — ان کا نام
گا — ان کی پیروی کرنا لازمی ہے — ان الفاظ
عیسائی دنیا کو چاہیے تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ کے
یاد رکھتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف
کے بعد اور اسلام کا اعلان کرنے کے بعد ان پر
لے آتے — لیکن انھوں نے کیا یہ کہ آپ صلی اللہ
کی مخالفت شروع کر دی اور ایمان نہ لائے —
یہ وضاحت بھی ملتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پہلے عیسائی عربوں کو یہ کہا کرتے تھے کہ ایک
نے والے ہیں — حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی
کی بشارت دی ہے — ہم ان کا انتظار کر رہے

www.pdfbooksfree.pk



ہیں — جونہی وہ آئیں گے ہم ان پر ایمان لے آئیں گے
پھر تم لوگوں سے نبٹیں گے — لیکن ہوا کیا — حضور نبی کریم
عرب میں پیدا ہوئے اور وہیں انھوں نے اپنی نبوت کا
کیا — اس لیے انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
نہ مانا — حالانکہ آثار اور نشانیاں سب کچھ ان کی کتاب
عین مطابق تھیں — اور پھر ستم ظریفی یہ کی گئی کہ انجیل میں
بدل کر دیا گیا — چنانچہ اب انجیل میں وہ صفحات ہیں
— جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر
وہ صفحات رہنے دیئے جاتے تو پوری عیسائی دنیا اسلام
کرتی — لیکن عیسائیت کے سرکردہ لوگوں نے اس
اپنا کاروبار بند ہوتے دیکھا — اور انجیل کے الفاظ بدل
— یہ ہے اصل قصہ — " انسپکٹر جمشید یہاں تک
کر خاموش ہو گئے۔

جیکی اور کاگ سکتے کے عالم میں ان کی باتیں
رہے تھے — آخر جیکی بولا۔

" آپ کی باتیں سن کر حیرت ہوئی ہے — اس سفر
اگر ہم زندہ واپس آ گئے — تو ہم تحقیق کریں گے!

" ضرور تحقیق کریں — لیکن اس سے پہلے ایک
سن لیں — جس کی موجودگی میں کسی تحقیق کی ضرورت

زندہ جاتی "

اور وہ " کاگ جلدی سے بولا۔

دنیا میں جتنے بھی نبی آتے — سب کے سب امی تھے
— یعنی ان پڑھ تھے — اس لیے کہ نبی تو امت کو
جانے کے لیے آتے ہیں — وہ تو اللہ تعالیٰ سے
تے ہیں — اللہ تعالیٰ انھیں ہر قسم کا علم عطا فرماتا ہے
— لہٰذا دنیاوی لحاظ سے وہ ان پڑھ ہوتے ہیں —
لہٰذا غور کریں — ہمارے پیارے رسول حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے نبوت کا
دعویٰ کیا تھا — اور یہ بتایا کہ اللہ کا کلام ان پر نازل ہوتا
— اس کلام کو وہ اپنے ساتھیوں کے ذریعے لکھواتے
گئے — وہ کلام اب قرآن کریم کی صورت میں موجود
ہے — پہلی بات تو یہ کہ اس قدر بڑی، جامع اور کائنات
کے علوم کو گھیرے ہوئے کتاب ایک ان پڑھ آدمی لکھوا
نہیں سکتا۔ اگر محض سے فرض کر لیں کہ کسی طرح لکھوا دیتا
— تو اسے رہتی دنیا تک کے حالات کا کس طرح پتا
سکتا ہے — قرآن کریم میں رہتی دنیا تک کے حالات درج
— اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی قیامت
کے حالات بتاتے گئے ہیں — قرآن کریم میں ایسی

www.pdfbooksfree.pk



عجوبہ باتیں بھی ہیں جن کو آج کی سائنسی دنیا نے تسلیم کر لیا ہے
ان کے خاموش ہونے پر جیکی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔
"واقعی! یہ باتیں بہت حیرت انگیز ہیں — اور اس کا
تو یہ بنتا ہے کہ ہم گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں، مسلمان دنیا
راستے پر ہیں — درست مذہب پر ہیں۔"
"ہاں — یہی بات بتانے کے لیے میں نے یہ تفصیل بیان
ہے۔" انسپکٹر جمشید پرجوش انداز میں بولے۔
"ہم وعدہ کرتے ہیں — واپس پر تحقیق کریں گے اور آپ
آپ کی باتیں بالکل درست ثابت ہوئیں تو عیسائیت چھوڑ
گے۔"
"ضرور کیوں نہیں — تحقیق بہت اچھی بات ہے۔"
جمشید بولے — کچھ دیر کے لیے پھر خاموشی چھا گئی —
مکھن بولا۔
"آپ برموڈا ٹرائی اینگل کے بارے میں کچھ
بتا سکتے ہیں؟"
"جو باتیں ہمیں معلوم تھیں — یا جو یاد آئیں بتا دی ہیں
کوئی اور بات یاد آئی تو وہ بھی بتا دیں گے۔"
"شکریہ!" کئی آوازیں ابھریں۔
"اس کا مطلب ہے — ہم ایک بار پھر آزاد ہیں؟"



"ہاں — آزاد ہیں — خوب پیٹ بھر لو — لیکن برموڈا
میں آنے کے بعد تمہاری چھٹی بالکل ختم —" انسپکٹر کامران
نے منہ بنایا۔
"ہمارے ذہنوں پر بھی دراصل وہ مکھن چھائی ہوئی ہے
ان حالات میں ہم باتیں کر ہی کیا سکیں گے۔" آصف
نے کہا۔
"کیا — یہ اور اچھی بات ہے کہ تم کچھ باتیں نہ کر سکو!"
جمشید خوش ہو گئے۔
"ایسی بھی بات نہیں — برموڈا پر تو باتیں ہو ہی سکتی
ہیں۔" فرزانہ مسکرائی۔
"ہاں ٹھیک ہے — ہم ضرور اس پر بات کریں گے
ہو سکتا ہے — باتوں باتوں میں کوئی کام کی بات منہ
سے نکل جائے —" آفتاب نے چہک کر کہا۔
"یہ باتیں لگا رکھی ہیں تمہیں باتوں کے علاوہ اور
کچھ نہیں سوجھتا —" فرزانہ نے جھنجھلا کر کہا۔
"یہی سوجھتا ہے — اب میں گفتگو کا لفظ منہ سے ادا
کروں!" وہ تیز لہجے میں بولا۔
"ہاں میں آپ لوگ بھی — کہیں آپ لڑنے والے تو نہیں
بن گئے!" جیکی نے گھبرا کر کہا۔

www.pdfbooksfree.pk



"ارے نہیں — ان تھوں میں تیل کہاں ہے" شوکی بولا۔

"جی ہاں — تیل تو بس ان تھوں میں ہے — اخلاق بھائی کو کوئی موقع آیا — اور یہ کونوں میں گھسے نظر آتے ہیں" آفتاب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہمارا کام اس کے بغیر جو چل جاتا ہے" اشفاق مسکرایا۔

"یہ اچھا طریقہ ہے — مار کھا کھا کر کام نکالنے کا —" آفتاب نے منہ بنایا۔

"مار کھانا دراصل صحت کے لیے بہت مفید ہوتا ہے —" اخلاق نے کہا۔

"لیکن بھئی — اخلاق — تم کوئی خاص صحت مند تو نظر نہیں آرہے" فاروق کے لہجے میں حیرت در آئی۔

"میں مار کم کھاتا ہوں نا — اس معاملے میں شوکی ہمارا سب سے آگے ہیں" اس نے جھینپ کر کہا۔

"اے — خاموش — ورنہ مار بیٹھوں گا —" شوکی جل کر کہا۔

"یہ مار بیٹھوں گا بھی بہت عجیب ہے — کیا یوں نہیں کہہ سکتا — مار کھڑا ہوں گا —" فاروق بولا۔

"تم ایسا کیوں نہیں کرتے — نئے نئے محاورات کی ایک کتاب لکھ ڈالو —" آفتاب نے جھنجھلا کر کہا۔



"میرا مصنف بننے کا کوئی ارادہ نہیں — کیونکہ یہ بیکار کام ہے"

"— مصنفی بیکار لوگوں کا کام ہے — نہیں بھئی میں نہیں مان سکتا — آج کل تو مصنف لوگ بہت کھا کما رہے ہیں —" محمود نے نفی میں سر ہلایا۔

"سب نہیں — چند ایک — باقی بیچارے تو بھوکے ہی مرتے ہیں"

"ہم مصنفوں کی باتیں کیوں لے بیٹھے — کیا کوئی اور بات نہیں کر سکتے کے لیے —" فرحت نے انھیں گھورا۔

"کہہ رہے — فرحت کی بھی آواز سنائی دی — میں تو سمجھی تھی — کہ مزے منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر چلی ہے" فرحانہ خوش ہوئی۔

"گھنگھنیاں بھی ہوتیں — تو کیا اب تک وہ منہ میں ہی ہوتیں — بیوقوف ہوتی ہو —" فاروق نے منہ بنایا۔

"ہیں تو جلے کٹے کیوں جا رہے ہو!

"فرحانہ کی صحت کا اثر ہو گیا ہے — بلکہ اس کی جوتی کا اثر ہو گیا ہے"

"— یہ تو بہت خطرناک اثر ہے — سنا ہے — جوتی کا اثر ہوتا —" آصف گھبرا کر بولا۔

www.pdfbooksfree.pk



"کیا ـــ کونسا اثر ـــ" پروفیسر داؤد بے وھیانی کے عالم میں بولے۔

"جی ـــ جوتی کا اثر ـــ"

"جوتی کا اثر ـــ کیا مطلب ـــ کیا جوتی کا بھی کوئی اثر ہوتا ہے"

پروفیسر داؤد کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"لیجئے ـــ جوتی کا اثر نہ ہونے کی بھی ایک یہی بات کہی آپ نے ـــ ان کو اثر تو کسی بھی چیز کا ہو سکتا ہے"

"ہاں ـــ یہ بات تو ٹھیک ہے ـــ مثلاً مجھ پر برمودا کا اثر ہو رہا ہے ـــ اور میں خود کو غائب محسوس کر رہا ہوں" ـــ فاروق رحمان نے کہا۔

"ارے باپ رے ـــ ہم برمودا کی حدود میں پہنچے نہیں اور اثر شروع ہو گیا" شوکی کانپ اٹھا۔

"ویسے کتنا مزا آئے ـــ اگر....." فاروق کہتا کہتا رک گیا چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"اس طرح تو ضرور ہی مزا آئے گا۔ اگر تم درمیان میں ہی غائب ہو جاؤ گے" محمود نے اسے گھورا۔

"میں کہہ رہا تھا ـــ کتنا مزا آئے اگر ہم سب برمودا کی حدود میں کچھ لمحوں کے لیے غائب ہو جائیں ـــ یعنی انشارجہ کے جہاز کی طرح ـــ جو ہمارے ملک میں تین گھنٹے دیر سے پہنچا



مسافروں کی گھڑیاں وہی ٹائم بتا رہی تھیں ـــ جو پہنچنے کا تھا ـــ اور جہاز کا تیل بھی اتنا ہی خرچ ہوا ہوتا رہتا ہوتا تھا ـــ بلکہ فاصلہ بھی جہاز نے وہی بتایا جو معمولاً طے کرتا رہا ہے ـــ ظاہر ـــ تین گھنٹے برمودا تکون میں رہا ـــ ان تین گھنٹوں کا حال اس کے اور مسافروں کو بالکل معلوم نہیں"

"اچھا ـــ تو آپ لوگوں کے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہو ـــ" جیکی چونک کر بولا۔

"ساتھ نہیں ـــ انشارجہ سے روانہ ہو کر ہمارے ملک پر پہنچنے والے ایک جہاز کے ساتھ" فاروق نے وضاحت کی۔

"کا مطلب ہے ـــ اس قسم کے واقعات اب تین ہو چکے ہیں ـــ تین واقعات تو ہمارے علم میں ـــ یاد آیا ـــ ایک جہاز کے عملے کی طرف سے یہ اعلان ہوا تھا ـــ یعنی آخری پیغام۔

"کہہ رہا نہیں ہے جیسا ہونا چاہیے۔"

"بتانے والے مخاطب نما ہمیں رستہ نہیں بتا رہے ـــ مدد کریں۔ ہم نہیں جانتے ہمیں کیا ہو رہا ہے ـــ" ـــ وہ آخری پیغام جو ایک جہاز سے موصول ہوا۔

www.pdfbooksfree.pk



اور پھر ان کی آواز نہ سنی گئی ۔" جیکی حسرت زدہ آواز میں
"میرے جسم میں سنسنی کی لہریں اُٹھ رہی ہیں ۔۔۔ خون
ہو رہا ہے احساس پر ۔۔۔" منور علی خاں نے ڈرے ڈرے
میں کہا۔

"اور منور علی خاں ۔۔۔ تم ہی ہمارے درمیان وہ واحد
۔۔۔ جو برموڈا جزیرے کو پہلے ایک دفعہ دیکھ چکے ہ
لیکن اب برموڈا جزیرہ بھی پہلی حالت میں کہاں ہے!"

"اور وہ لوگ کہاں ہیں۔ جو ہمارے ساتھ
رہے تھے ۔۔۔ ہمیں اس معاملہ میں دخل دینے سے روک
چاہتے تھے ۔۔۔ اب ان سے سامنا ہی نہیں ہوا!"

"وہ یہ محسوس کر چکے ہیں کہ ہم ان کی ایک نہیں
اور نہ کوئی چلنے دیں گے۔ اس لیے بے چارے
الگ ہو گئے۔" آصف نے خیال ظاہر کیا۔

"ہاں! یہی کہا جا سکتا ہے ۔۔۔ یہ بات بھی ہو سکتی ہے
ان کا دائرہ کار مشترکہ ہو اور جب کوئی شہر سے نکل
تو ان کا کام ختم ۔۔۔ پر وہ آگے اطلاع بھیج دیتے ہوں
کہ کچھ لوگ ہماری حد سے نکل کر آپ کی حد میں آ رہے

"ہوں! ضرور کوئی ایسی ہی بات ہوگی ۔۔۔ اب یہ
چل کر معلوم ہو گا ۔۔۔"



سفر جاری رہا ۔۔۔ آخر سات گھنٹے بعد کاگ کی آواز
چونکا دیا۔ برموڈا کی چٹانیں!"

نظریں اٹھ گئیں ۔۔۔ پھر ان کے منہ مارے خوف
کے کھلے رہ گئے ۔۔۔ اس قدر بلند اور نوکیلی چٹانیں
زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھی تھیں ۔۔۔ وہ چاندی کی
تھیں ۔۔۔ یوں لگتا تھا ۔۔۔ جیسے ان پر برف منڈھ
دی ۔۔۔ سورج بھی اس وقت نکلا ہوا تھا ۔۔۔ سورج کی
ان چٹانیں عجیب چمک پیدا کر رہی تھیں۔ اور
اس مسلسل دیکھا نہیں جاتا تھا۔

آخر ہم برموڈا جزیرے تک پہنچ گئے ۔۔۔" انسپکٹر
مرزا بولے۔

ہاں ۔۔۔ اور اس کے دوسری طرف وہ تمکون ہے۔
اور ہم اب تک کرتے رہے ہیں ۔۔۔ سمندر کا یہ ٹکڑا
ہزار میل میں پھیلا ہوا ہے!"

۔۔۔ دو تین ہزار میل ۔۔۔ کیا ہماری لانچ میں
ہو گا؟" منور علی خان بولے۔

کا بہت بڑا ذخیرہ رکھوا دیا گیا تھا ۔۔۔" ڈی کوسٹا
کہا۔

۔۔۔ پہلے ہم اس جزیرے میں داخل ہوں گے ۔۔۔"

www.pdfbooksfree.pk



انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن کیسے ـــ جزیرے میں داخل ہونے کا ایسا کوئی راستہ نہیں ہے ـــ" کاگ نے کہا۔

"راستہ ہے ـــ ہمیں یقین ہے ـــ اور ہم وہ راستہ تلاش کر کے رہیں گے۔ آخر اس جزیرے کے اردگرد یہ چٹانیں کہاں سے آگئیں ـــ جب کہ پندرہ سال پہلے اس کے گرد اس طرح کی چٹانیں ہرگز نہیں تھیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے پر لہجے میں کہا۔

"ہاں! اس بات کا گواہ میں ہوں ـــ میں اس جزیرے پر چند دن گزار چکا ہوں ـــ" منور علی خان بولے۔

اچانک انھوں نے ایک آواز سنی ـــ ایک عجیب قسم کی آواز ـــ انھوں نے اپنی زندگی میں اس جیسی آواز پہلے نہیں سنی تھی ـــ نہ جانے کیوں ـــ ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ـــ دوسری حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ لانچ خود بخود رک گئی تھی۔

# دیواریں بولتی ہیں

"ان مالک ـــ یہ کیسی آواز تھی ـــ" فاروق نے لرز کر کہا۔

"اور اور ـــ ہماری لانچ کیوں رک گئی ہے؟"

"میں .... میں اسے سٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ـــ لیکن یہ نہیں چل رہی ـــ" منور علی خان نے پریشان ہو کر کہا۔

"اللہ اپنا رحم کرے ـــ ابھی تو ہم اس ٹکون کی حدود میں بھی نہیں ـــ" آفتاب نے کہا۔

"مگر ـــ ابھی تو ہم برمودا جزیرے سے بھی فاصلے پر ہیں۔"

"ظفیر صاحب ـــ آپ خان رحمان کی مدد کریں ـــ ہم سمندر کا جائزہ لیتے ہیں۔"

"یہی بات ہے۔" وہ بولے اور کنٹرول روم کی طرف بڑھ گئے۔

انھوں نے سمندر پر نظریں جما دیں ـــ اور دور تک کوئی

www.pdfbooksfree.pk

عجیب یا غیر معمولی بات نظر نہیں آئی۔

"کچھ نہیں ہے — کچھ بھی نہیں"

"لیکن وہ آواز — اور لانچ کیوں رک گئی"

"یہ — یہ شارٹ ہو گئی ہے —" خان رحمان بولے۔

"شاید اس آواز کا اثر ختم ہو گیا ہے —" پروفیسر داؤد

"آواز کا اثر —" ان کے منہ سے نکلا۔

چہروں پر اڑنے والی ہوائیاں آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی گئیں

— وہ چٹانوں سے نزدیک ہوتے چلے گئے۔ اب چٹانیں ان

کے سامنے تھیں — سمندر کی لہریں ان سے پرسکون انداز میں

ٹکرا رہی تھیں۔

"کیا خیال ہے — ہم ان پر چڑھ سکتے ہیں" انسپکٹر جمشید

بولے۔

"ہرگز نہیں —" منور علی خان نے پرزور لہجے میں کہا۔

"لل — لیکن — ہمیں جزیرے میں داخل ہونا پڑے گا

— منور علی خان — تمہارا آنکڑا کہاں گیا" انسپکٹر کمال

مرزا نے جھنجھلا کر کہا۔

"آنکڑا بھلا یہاں کیا کرے گا"

"کیوں — کیا ہم آنکڑے کو ان نوکیلی چٹانوں تک نہیں

اچھال سکتے"

[illegible] آتی ہوتا ہے کہ آنکڑا اس قدر اونچائی تک نہیں پھینک

[illegible] اور اگر پھینک بھی دیں — آنکڑا کسی نوکیلی چٹان

[illegible] جائے — تو بھی کیا ہے — ہم میں کون ایسا ہے

[illegible] ری کے ذریعے اوپر وہاں تک جا سکے گا — کامران

[illegible] ی چٹانیں ہیں — اگر قدرے ٹیڑھی ہوتیں —

[illegible] کانات کا جائزہ لے سکتے تھے —" منور علی خان

[illegible] ہوئے بولے۔

[illegible] — آخر کوہ پیما بھی تو چڑھتے ہیں —"

[illegible] — لیکن وہ کہیں ٹھوک ٹھوک کر اوپر چڑھتے

[illegible]"

[illegible] ا تھا — ہم بھی کہیں ٹھوک سکتے ہیں — ہمارے پاس

[illegible] —" انسپکٹر جمشید بولے۔

[illegible] — پہلا کام آنکڑا پھنسانے کا ہے — میں کوشش

[illegible] ں —" منور علی خان بولے۔

[illegible] منور علی خان — تم کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ انسپکٹر

[illegible] سکائے۔

[illegible] طلب —"

[illegible] ہے کہ تم ذہنی طور پر پہلے ہی شکست مان چکے ہو۔

[illegible] کر چکے ہو کہ آنکڑا اوپر تک نہیں پہنچ سکے گا —

www.pdfbooksfree.pk

جو آدمی پہلے ہی فاتحی طور پر شکست کھا چکا ہو — وہ
نہیں ہوا کرتا — اس لیے تم آنکھوں مجھے دو —"

"ایک منٹ — ہم اس ٹینکر ڈرائیور کو بھول رہے
— یعنی کانگو کو"

"اوہ ہاں — واقعی — اسے جزیرے میں داخل ہونے
راستہ معلوم تھا — اس کا مطلب ہے — انکلو کے
چڑھنے کے بجائے — پہلے ہمیں وہ راستہ تلاش کرنا چاہیے

"اس غرض کے لیے پہلے جزیرے کے گرد ایک چکر لگانا
گا —" انسپکٹر جمشید بولے۔

"تو ٹھیک ہے — چکر لگا لیتے ہیں"

لانچ جزیرے کے گرد چکر لگانے لگی — یہ کوئی چھوٹا
جزیرہ نہیں تھا — بہت لمبا چوڑا جزیرہ تھا — چکر لگاتے
دوران منور علی خان نے بتایا۔

"پندرہ سال پہلے تو اس جزیرے میں پورا ایک شہر آباد
"اس کا مطلب ہے — ہمیں چکر لگانے میں ایک گھنٹہ
لگ جائے گا —" شوکی بولا۔

"تو لگ جائے — ہمیں گھنٹے کا کرنا ہی کیا ہے"
فاروق مسکرایا۔

پورے جزیرے کا چکر لگانے میں دو گھنٹے صرف ہو

ان انھوں نے عمون کے ہیتے کو بھی دیکھا — دوربینوں کے
ہ ہی کا جائزہ لیا۔ لیکن کوئی عجیب بات محسوس نہ ہوئی —
کا ہونے کے قریب تھا — ایسے میں پروفیسر داؤد بولے۔
کرنے جس قدر باتیں سنی ہیں — ان میں سے تو یہاں کسی
ہی آثار نظر نہیں آئے"

اس کی وجہ یہ ہے کہ سمندر میں کسی کو کبھی کسی قسم کی تبدیلی
آثار نظر نہیں آئے — اور نہ ہی جہاز غائب ہونے
واقعات ہر مرتبہ ہوتے ہیں — نہ غائب ہونے
ان اوقات یا خاص دن میں — کوئی اندازہ ان سو
ان کے دوران آج تک نہیں لگایا جا سکا۔ غائب ہونے
اتر تو بس اچانک ہی ہو جاتا ہے — اور ہو جانے
ہ بعد ہی پتا چلتا ہے — کہ کیا ہو گیا ہے"

"ا.....وہ.....وہ —" فاروق کے منہ سے حیرت زدہ
ز میں نکلا۔ وہ اس وقت دوربین پہ نظریں جمائے بیٹھا تھا۔
اس سے بہتر تھا — تم کہتے... تین ہار وہ —" آفتاب
نے منہ بنایا۔

فاروق نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی — وہ تو سمندر
ایک سمت ہی دیکھے جا رہا تھا۔ اب تو ان سب نے
ان نظریں جما دیں۔

www.pdfbooksfree.pk

"بھئی آخر کیا نظر آرہا ہے ؟" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"اوہ ! میں نے بھی دیکھ لیا — اس طرف بڑھے چلو خان رحمان —" انسپکٹر جمشید پرجوش آواز میں بولے۔

"واقعی فاروق — تم نے تو کام دکھا دیا —" پروفیسر داؤد بولے۔

"کیا آپ لوگوں کا اشارہ ان بڑے بڑے بلبلوں کی طرف ہے" جیکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں ! — بالکل —" پروفیسر داؤد بولے۔

جیکی اور کاگ حیران تھے — لانچ اب بلبلوں کی طرف جا رہی تھی۔ اس کے نزدیک پہنچ کر لانچ کو روک لیا گیا اور وہ ان بلبلوں کو غور سے دیکھنے لگے۔

"آخر ان بلبلوں میں ایسی کیا خاص بات ہے —" جیکی نے کہا۔

"سمندر میں بلبلے — اور وہ بھی نیچے سے آرہے ہیں... یہ سطح پر نہیں بن رہے — نہ جھاگ وغیرہ کے بلبلے ہیں۔ آپ لوگ دیکھتے نہیں — ایک لائن کی صورت میں چلے آ رہے ہیں اور پھٹ رہے ہیں —"

"یہی بات تو میں نے دور بین میں دیکھی تھی !" فاروق بولا۔

"لانچ کو آب دوز میں تبدیل کر لیں — ہم نیچے چلیں گے"

زیر بیلے کسی تحقیقاتی ٹیم کو نظر نہیں آتے ہوں گے !" جیکی نے منہ بنایا۔

ان بلبلوں کے تعلق جہازوں کے غائب ہونے سے قائم ہے — بلکہ ہمارا خیال ہے یہ ہے کہ جزیرے میں جانے کا اگر کوئی راستہ سمندر سے ہو کر جاتا ہے تو وہ راستہ یہیں ہو سکتا ہے — اتنے بڑے بڑے بلبلے دراصل ہوا کے جزیرے کو اوپر سے بھی پوری طرح ڈھانپ دیا گیا ہے — جزیرے پر رہنے والے جو سانس وغیرہ لیتے ہیں — وہ یہاں خارج ہو رہا ہے۔ اور سمندر کے ذریعے ہی جزیرے پر آکسیجن جا رہی ہے —" پروفیسر داؤد کہتے چلے گئے۔

"اوہ اوہ —" ان کے منہ سے نکلا۔

لانچ آب دوز میں تبدیل ہو چکی تھی — اور سمندر میں اتر رہی تھی — وہ بلبلوں کی سیدھ میں نیچے اتر رہے تھے — بلبلوں کا سلسلہ نیچے سے آتا نظر آرہا تھا — ان پر اب تاریکی طاری ہو چکی تھی — اور پھر انھیں بلبلے ایک راستہ اختیار کرتے ہوئے نظر آئے — راستہ اب قدرے چوڑا ہو رہا تھا — انھوں نے بھی لانچ کا رخ اس طرف کر دیا۔ سب کو یقین ہو چلا ہے — کہ کاگو اس راستے سے واقف

www.pdfbooksfree.pk



"لیکن کیوں — وہ کیوں واقف تھا —" آصف کے منہ
"اس لیے کہ وہ دراصل ٹیکسی ڈرائیور نہیں تھا — وہ ہی
پر قابض لوگوں کا ساتھی تھا۔"

"تت — تو کیا — جزیرے پر قابض لوگ ان جہازوں
غائب کر رہے ہیں؟" خان رحمان بولے۔

"خیر یہ بات تو نہیں ہو سکتی — کیونکہ پندرہ سال پہلے
کے گرد یہ چٹانیں نہیں تھیں — اور جہازوں کے غائب
کا سلسلہ بہت پہلے شروع ہو چکا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے
میں سر ہلایا۔

"پتا نہیں کیا اسرار ہے۔" منور علی خان بڑبڑائے۔

پندرہ منٹ کے سفر کے بعد انھیں پانی میں ایک بڑا سا
نظر آیا — اسے دیکھ کر فاروق سے رہا نہ گیا — فوراً
اٹھا۔

"پانی کا دروازہ!"

"پانی کا دروازہ نہیں، سمندر کا دروازہ —" آفتاب نے
کر کہا۔

"لو... جاپانی سینڈ کی کو دکام — اب یہ بھی نام
کیا کریں گے؟" فاروق نے اسے گھورا۔

"خان رحمان — آہستہ اس دروازے میں داخل کرو۔"



کرو — کہیں ہم پھنسنے والے تو نہیں۔"

ے میں تو داخل ہونا ہے — چاہے پھنس کر داخل ہوں
ے —" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

بات ہے — یہ لو۔"

گر پہلے بہت تیزی سے چلتے محسوس ہو رہے تھے۔ اور
جہاز کی آمد و رفت کی وجہ سے ہی یہ جگہ سمندر میں دروازہ
کہلاتی تھی۔

ہو رہا ہے — جیسے ہم جہازوں کے غائب ہونے
جان لیں گے —" پروفیسر داؤد پرجوش نظر آ رہے تھے۔

ں —" ان سب کے منہ سے نکلا۔

آپ لوگوں نے کیا کہا —" ڈی کوزا بولا۔

اتفاق ان تینوں کو بتانے لگا... اسلام کی تعلیمات پر روشنی
— ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

کا وقت ہو چکا ہے — ہم کیوں نہ نماز بھی ادا کر لیں!
بہتر نہیں ہوگا کہ اس دروازے کو پار کرنے کے بعد
کریں — نہ جانے اوپر کیا ہے — مسافر کو یوں
کر پڑھنے کی اجازت ہے۔" شوکی بولا۔

ٹھیک ہے۔"

انھوں نے محسوس کیا کہ وہ پانی کی سطح پر آ چکے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk



"ہائیں — ہم تو پانی کی سطح پر ہیں — اور اوپر —" فاروق جملہ مکمل نہ کر سکے — وہ حیرت زدہ انداز میں چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔

"ہم — ہم اس وقت جزیرے کے اندر ہیں — سارا سب کچھ — یہ جزیرہ برمودا ہے؟"

"اوہ — اوہ — وہ حیرت زدہ تھے۔

اب انھوں نے لانچ کو پھر لانچ میں تبدیل کیا — وہ ایسا کر سکتے تھے بہت بڑی جھیل میں تھے — جھیل کا پانی بہت تیزی سے اوپر نیچے حرکت کرتا محسوس ہو رہا تھا۔ جھیل کے کناروں پر بہت بڑی بڑی مشینیں لگی تھیں۔

"خان رحمان — جھیل کے کنارے کی طرف چلو — کنارے پہنچ کر ہم سب سے پہلے نماز ادا کریں گے۔"

چند منٹ بعد وہ کنارے پر موجود تھے — اور پھر وہ کے بعد نماز ادا کر رہے تھے جونہی انھوں نے سلام پھیرا — اپنے اردگرد بہت سے لوگوں کو چوکس کھڑے دیکھا — ان کے ہاتھوں میں جدید اسلحہ تھا اور سارے اسلحہ کا رُخ ان کی طرف

"تم لوگ کون ہو — اور یہاں کس طرح پہنچ گئے؟"

"جزیرے کے مہمان — سمندر کے راستے آئے ہیں۔"

"جھوٹ ہے — جب سے ہم نے اس جزیرے کو بند کیا ہے



ئی ہو — جو اس راستے سے اندر آ گئے ہو — ورنہ
ہ اور ہمارے کچھ خاص لوگوں کے علاوہ کسی کو
نے کا علم نہیں۔"

کانگو —" فاروق بول پڑا۔

— تو تم نے ہی اس راستے کے بارے میں کانگو سے
ہے — لیکن نہیں — کانگو کو تو ہمارے ہی کارندے
یا کر دیا تھا — کیونکہ اس کے پیچھے کچھ جاسوس لگ
ے اور خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس سے راستہ نہ معلوم کر
— اوہ — تو تم وہی جاسوس ہو؟
میں آئے سمجھ لو — لیکن یہ سب چکر کیا ہے — بس
ہ؟"

— ہمارے قریب تم لوگوں سے مل کر بات کریں گے۔
بتانا پسند کریں گے — بتا دیں گے۔"

اسلحہ کی زد میں لے کر انھیں ایک طرف بڑھنے کا اشارہ
— انھیں لانچ کو جوں کا توں چھوڑنا پڑا۔ تین منٹ تک
کے بعد وہ برف جیسی سفید ایک عمارت کے سامنے پہنچ
— اس دوران انھوں نے چاروں طرف سے جزیرے کا
یا تھا — جزیرہ بہت بڑا تھا — لیکن بالکل بے آباد
تھا — چاروں طرف نوکیلی چٹانیں سر اٹھائے جیسے کسی کا

www.pdfbooksfree.pk



انتظار کر رہی تھیں — برف جیسی بیسیوں عمارات انھیں نظر آئیں — ان میں سے سفید سفید دھواں مسلسل اٹھ رہا تھا۔ عمارات سے باہر کوئی آدمی نظر نہیں آرہا تھا — سوائے ان لوگوں کے جو انھیں یہاں تک لائے تھے۔

"کیا اس جزیرے کی پوری آبادی کو یہاں سے نکال دیا گیا ہے؟"

"زیادہ تر آبادی خود بخود اس جزیرے کو چھوڑ کر چلی گئی تھی — باقی لوگوں کو ہم نے نکلنے پر مجبور کر دیا — کیوں کہ ہم یکسو ہو کر اپنے تجربات میں گم ہو جانا چاہتے تھے۔"

"تو ان عمارات میں سائنس دان حضرات تجربات میں مصروف ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں بالکل —" وہی بولا جو شروع سے ان سے بات چیت کر رہا تھا۔

"اور وہ تجربات کیا ہیں — جہازوں کو غائب کرنے کے تجربات؟"

"نہیں — لیکن یہ باتیں تم ہمارے آفیسر سے ہی کرنا۔" اس نے کہا۔

اور پھر جونہی وہ دروازے پر پہنچے، وہ خود بخود کھل گیا — وہ اندر داخل ہو گئے — اس عمارت کی بناوٹ جس قدر باہر سے عجیب تھی۔ اندر سے اس سے بھی زیادہ عجیب تھی — سکون تھوں کے



— اندر کمرے بھی سکونی شکل کے تھے — بلکہ ہر چیز سکونی شکل کی — یہ دیکھ کر ان کے ذہنوں میں برمودا سکون کا لفظ گردش کرنے لگا۔

"دراصل ہم لوگوں کا ہیڈ کوارٹر ہے — سائنس دانوں کو ہدایات یہیں سے نشر ہوتی ہے — یا سائنس دان کوئی بات معلوم کرتے ہیں تو یہیں رپورٹ کرتے ہیں — یہاں مسٹر شاش ہیں — ان سے بات چیت کرتے وقت احترام کا خیال رکھنا۔ — اور ہاں — جھیل کے کنارے رہتے تھے۔"

"جناب کی عبادت؟"

"عمارت کے اندر انچارج کی موجودگی میں ایسا کوئی کام نہ کرنا جو ان باتوں سے بہت چڑتے ہیں — جب تمہاری گاڑی والے دروازے میں داخل ہوئی تھی — انھوں نے تم لوگوں کو دیکھ لیا تھا — اگر وہ چاہتے تو تمہیں گرفتار کر لیتے — تمہاری لانچ کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بدل دیتے — لہٰذا انھوں نے ملنا ہی پسند کیا — ورنہ تم یہاں نہ آ سکتے۔"

"تو ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے؟"

"ضرور — ان کا شکریہ ادا کرنا —" وہ مسکرایا۔

www.pdfbooksfree.pk



اور پھر ایک کمرے کے سامنے انھیں پہنچا کر وہ واپس مڑ گئے

"آپ جا رہے ہیں؟"

"ہاں! میری حد یہیں تک تھی — میں آگے نہیں جا

"تو ہمارے یہاں پہنچنے کی اطلاع مسٹر ٹمباش کو اطلاع تو

"انھیں اطلاع ہے — جب مناسب سمجھیں گے — ا
لیے دروازہ کھول دیں گے" — اس نے کہا۔

وہ لوگ اسی راستے سے واپس چلے گئے — انھوں نے
دوسرے کی طرف دیکھا۔

"مجرموں کی طرح یہاں لا کھڑا کیا — اب مسٹر ٹمباش نہ
کب حاضری کی اجازت دیں گے"

"بہت جلد — فکر نہ کرو" — دیواروں میں سے آواز آئی

"ارے باپ رے — اس عمارت کی تو دیواریں بھی
ہیں —" آفتاب نے لرز کر کہا۔

"جو نہیں — میں نے تم لوگوں کو پہچان لیا ہے — تم
کے چالاک ترین لوگ ہو — ہمارے ان گنت منصوبوں
خاک میں ملا دینے والے — لیکن اس بار تم بہت بُ
پھنسے ہو —" ٹمباش کہتا چلا گیا۔

"وہ کیسے مسٹر ٹمباش —" محمود کے منہ سے نکلا۔

"وہ اس طرح کہ یہاں سے واپسی تم لوگوں کے لیے

— اونچا اوپر آسکتی تھی — اس راستے سے نیچے
آسکے گی — جب تک کہ میں نہ چاہوں"

"پھر ہم ضرور جائیں گے — کیوں کہ آپ کو یہ چاہنا
ہے"

"نہیں، بچے ہاتھوں تم لوگوں کا صفایا ہو جائے گا۔
آنے والے دن تم ہماری حکومت اور کئی بڑی حکومتوں کے لیے
بنے رہتے ہو"

"اچھا — یہ بات تو ہمیں معلوم ہی نہیں تھی — کمال
— ہم تو سربمہر بن جاتے ہیں —" فاروق نے خوش

"ویسے ویسے — دراصل میں نے ابھی ابھی کمپیوٹر کے
ذریعے تم لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں — اور
اس کے اندر میرے دماغ کے اندر آلات کے ذریعے
بھر دی گئی ہیں"

"اچھا — کمال ہے — ایسا بھی ہونے لگا ہے"
"اگر میں وہ معلومات پڑھنے بیٹھتا — تو مجھے دو تین
لگ جاتے — لیکن اس طرح ایک منٹ سے بھی
میں تمام معلومات میرے دماغ میں منتقل ہو

www.pdfbooksfree.pk



"حیرت ہے۔"

"تم چاہو تو اپنے بارے میں مجھ سے سوالات کر سکتے ہو۔"

"اچھا بتایئے — محمود کا تکیہ کلام کیا ہے۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"وحشت تیرے کی —" آواز سنائی دی۔

"منور علی خان کون ہیں؟"

"ایک عالمی شکاری —" آواز سنائی دی۔

"بس کافی ہے — ہمیں یقین آ گیا۔"

"تو پھر اس بات کا بھی یقین کر لو — کہ میں تم لوگوں سے نبٹ سکتا ہوں اور تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔" اس نے کہا۔

"ہمیں ایسا کرنے کی فی الحال ضرورت بھی نہیں — آخر ہمارا آپ کا جھگڑا کیا ہے — ابھی تو یہ بھی طے نہیں ہوا۔"

"خیر — اب میں تم لوگوں کو ملاقات کا موقعہ دیتا ہوں۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی دروازہ کھلا — وہ اندر داخل ہوئے — انھوں نے دیکھا — اندر بالکل غار جیسا ایک بڑا کمرہ تھا۔ ایک آدمی ایک آرام کرسی میں دھنسا ہوا تھا — اس کے آس پاس دائیں بائیں — اور سامنے — آلات ہی آلات نصب تھے — اس کے سامنے کرسیاں پڑی تھیں — ان کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے اس نے کہا۔

"تشریف رکھیں — آپ لوگوں کا خیال بالکل غلط ہے۔"

"مطلب — کون سا خیال؟"

"انسانوں اور انسانوں کو غائب کرتے ہیں ہمارا ہاتھ نہیں بلکہ خود ہمارے ملک کے جہاز اور مسافر سب سے زیادہ غائب ہوئے ہیں۔"

"پہیلی نہ بجھوائیں — اس جزیرے کو بند کیوں کیا گیا ہے۔"

"یہاں کے غائب ہونے کا راز جاننے کے لیے۔"

"مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"تقریباً سو سال سے اس جگہ میں ہیں — کہ آخر جہاز کیوں غائب ہو جاتے ہیں — مسافر کہاں چلے جاتے ہیں بلکہ پرسوں ہی پانی پر کھڑے ہوئے کچھ لوگ بھی غائب ہوئے ہیں — ہم یہ راز جاننے کی ہم سر توڑ کوشش کرتے رہے ہیں۔ کامیاب نہیں ہو سکے — ہم نے سمندر کی تہ کو چھان مارا کسی جہاز کا کوئی حصہ بھی ہمیں نظر نہیں آیا — نہ کوئی لاش مل سکی۔ انسانی لاشوں کے بارے میں تو خیر سوچا جا سکتا ہے کہ انھیں مچھلیاں ہڑپ کر گئی ہوں گی لیکن جہازوں کا تو مچھلیاں ہڑپ نہیں کر سکتیں — آخر وہ کہاں چلے جاتے ہیں اگر ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں تب بھی ان کے

www.pdfbooksfree.pk



ٹکڑے تو ہمیں ملنے چاہئیں۔ لیکن نہیں ملتے ۔۔۔ آج تک
ایک ٹکڑا نہیں مل سکا۔ ان حالات میں ہم نے اس جزیرے
پر ایک عالمی تجربہ گاہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس تجربہ گاہ
میں ہمارا ملک یعنی انشاریہ روناس اور چند اور بڑے ملک
شامل ہیں ۔۔۔ اور ہم سب مل کر غائب ہونیوالے جہازوں
کا راز جاننے کی کوشش کر رہے ہیں ۔۔۔ آج نہیں تو
کل ۔۔۔ کل نہیں تو پرسوں ۔۔۔ سال میں ۔۔۔ دو سال میں
دس سال میں ۔۔۔ یا جتنا وقت بھی لگ جائے ۔۔۔ ہم یہ
راز معلوم کر کے رہیں گے۔"

"اور بس ۔۔۔" انسپکٹر جمشید نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"اور بس کیا ۔۔۔ راز جاننے کے بعد ہم جہازوں کی گمشدگی
کا سلسلہ بند کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔۔۔ کیوں کہ
اس صورت میں بچاؤ کیا جا سکتا ہے۔"

"اور بس!" انسپکٹر جمشید پراسرار انداز میں بولے۔

"پھر وہی اور بس ۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ۔۔۔"
ٹباش نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کہ ۔۔۔ آپ کسی اور چکر میں ہیں ۔۔۔ اصل چکر یہ
نہیں ہے ۔۔۔" وہ بولے۔

"نہیں۔ یہ غلط ہے ۔۔۔ اصل چکر یہی ہے۔"

یقین نہیں کر سکتا ۔۔۔" انسپکٹر جمشید نے پُرزور لہجے

کیوں ۔۔۔ وجہ؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

ذہن میں ایک بات بہت دیر سے کلبلا رہی ہے
اس بات نے مجھے کچھ اور ہی سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔"

وہ بات کیا ہے ۔۔۔" ٹباش کے لہجے میں پہلی مرتبہ
تشویش آئی۔

لوگ دراصل اس طاقت کو قابو میں کرنے کے چکر میں
جہازوں کو غائب کر دیتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ لوگ ایسا
کامیاب ہو جاتے ہیں ۔۔۔ تو پھر پوری دنیا آپ
ہو گی۔"

! ٹباش اتنی زور سے چلایا کہ وہ سب حیران رہ

انسپکٹر جمشید بھی کم حیران نہیں تھے۔

www.pdfbooksfree.pk



# روبوٹ کی چیخ

"مسٹر ــــ انسپکٹر جمشید ــــ یہ تم نے کیا کہا" ٹیلش سرسراتی آواز میں کہا۔

"کیا ــــ آپ ناراض ہو گئے"

"نہیں ــــ میں حیران ہو گیا ــــ یہ خیال تمہیں آ کیسے گیا"

"گویا میرا خیال بالکل درست ہے ــــ" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ہاں ــــ ہم اس طاقت پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں ــــ ہمارے مصنوعی سیارے کو اس طرح غائب کر دیتی ہے ــــ ہمارے ... بھی جب اس ٹکڑے پر سے گزرتے ہیں ــــ تو ان پر بھی ... آخر ضرور ہوتا ہے ــــ کوئی سیارہ البتہ آج تک گم نہیں ... ہو سکتا ہے ــــ کبھی ایسا بھی ہو جائے ــــ لیکن اگر ہم نے ... طاقت کا راز جان لیا اور اس پر قبضہ جما لیا ــــ تو پھر ... صرف اپنے جہاز محفوظ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ... دشمن کے جہازوں کو اس طرح غائب بھی کر دیا کریں گے۔ ... ہی پر جنگی جہازوں کو ــــ اب ذرا غور کریں ــــ دشمن ملک ... جنگی جہازوں کا ایک دستہ ہمارے ملک کی طرف بڑھ رہا ہے ... اور ہم اس دستے کو فضا سے ہی غائب کر دیں ــــ تو ... کر رہے گی ــــ مزا آ جائے گا یا نہیں"

"ہوں! تو یہ سوچ ہے ــــ آپ لوگوں کی" انسپکٹر کامران نے فکر مند ہو کر کہا۔

"ہاں! یہی سوچ ہے ــــ اور بہت ہی اچھی سوچ ہے ــــ ... ہے ... بہت جلد آنے والا ہے"

"کیا مطلب ــــ کیا آپ لوگ کسی حد تک کچھ معلوم کر چکے ــــ"

"ہم سمندر میں اس جگہ پر نشان لگا چکے ہیں ــــ جہاں وہ ... طاقت کام کرتی ہے ــــ اور آن کی آن میں جہاز ... ہو جاتا ہے ــــ اب ہمارے تجربہ کا دوسرا مرحلہ شروع ... والا ہے ــــ یہاں تک پہنچنے میں بھی ہمیں تقریباً پچیس ... گئے ہیں"

"اوہ ــــ" وہ ایک ساتھ بولے۔

"اب کیا کر رہے ہیں ــــ" پروفیسر داؤد بولے۔

"ہم نے چند خاص جہاز اس جگہ لنگر انداز کر دیئے ہیں...

www.pdfbooksfree.pk



جدید ترین کیمرے اور دوسرے آلات اس جگہ کے چاروں طرف سمندر میں نصب کر دیئے گئے ہیں — جو ہر وقت کی خبر دیتے رہتے ہیں — اور باقی چیزیں بھی ریکارڈ کرتے رہتے ہیں اس طرح ہم جان سکیں گے — کہ وہ طاقت کس طرح کام کرتی ہے۔ یہ جان لینے کے بعد اس طاقت پر قابو پانا مشکل نہیں ہو گا "

"ہوں — میرے خیال میں یہ بہت خطرناک ہو گا" پروفیسر داؤد بولے۔

"اس میں کوئی شک نہیں — لیکن ہم ہر خطرہ مول لینے کے لیے تیار ہیں "

"ویسے آپ لوگوں کا اس پراسرار طاقت کے بارے میں زیادہ تر کیا خیال ہے " انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"ایک خیال یہ ہے کہ کسی سیارے کی ترقی یافتہ ترین مخلوق آہستہ زمین پر اتر آئی ہے — اور اس نے سمندر کے اس حصے پر قبضہ کر لیا ہے — بس یہ کام وہی مخلوق کر رہی ہے — اب اگر ہم اس مخلوق کو دیکھنے کے قابل ہو جائیں تو ہماری کامیابی یقینی ہے " ٹیبا ش نے فخر کے لہجے میں کہا۔

"کوئی اور خیال بھی ہے "

"ہاں! یہ کہ سمندر کا یہ حصہ 'بلیک ہول' بن گیا ہے — یعنی

بلیک ہول کی وضاحت کے لیے چاند ستارے کا پہلا شمارہ پڑھیے۔



ہے یہ بلیک ہول جیسی کشش پیدا ہو گئی ہے، یہ کشش وقت پر ہے — جو جہاز گم ہوتے ہیں، وہ دراصل وقت سے یا تو جاتے ہیں یا پیچھے رہ جاتے ہیں، اس لیے دکھائی نہیں — ایک ماہر نے یہ بات بھی معلوم کی ہے کہ سال میں قریباً جہازوں کے ..... غائب ہونے کے واقعات ہوتے ایک خیال یہ بھی ہے کہ وہ پراسرار قوت ..... زوں کو لے جاتی ہے، اس لیے وہ ہمیں نظر نہیں آتے — ایک ہے کہ جہاز سمندر کے اس حصے میں ہی موجود ہیں — وقت کے آگے پیچھے ہو جانے کی وجہ سے وہ نظر نہیں

بہرحال — مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ اس قوت کو قابو میں لانا چاہتے ہیں " پروفیسر داؤد نے ایک طویل سانس لیا۔

— اور آپ لوگ پہلے لوگ ہیں — جو اس جزیرے کو چھوڑنے کے بعد یہاں آنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ آپ ہمارے لیے خطرناک ہیں اور ہم خطرناک لوگوں کو نہیں چھوڑ سکتے — ویسے بھی — ملک کے مشہور ترین آپ کے ساتھ ہیں — اور ان سے بھی کسی حد تک سکتا ہے — مطلب یہ کہ تم لوگ کس قسم کی موت گے "

www.pdfbooksfree.pk



"موت کا کیا ہے — جیسی بھی مل جائے — ویسے ہم مسلمان
اور مسلمان شہادت کی موت کی تمنا کرتا ہے۔"

"شہادت کی موت — ہاں ضرور — شہادت کی موت تو تم
لوگوں کو ضرور حاصل ہوگی — یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ
اس موت سے تم لوگوں کو مرنے کے بعد کوئی فائدہ حاصل
ہو سکتا ہے یا نہیں۔"

"ہمارا ایمان تو یہی ہے کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے۔
اور اس زندگی میں اس زندگی کا حساب کتاب ضرور ہوگا —
اللہ اپنا رحم فرمائے — جس پہ وہ اپنا رحم فرمانے کا ارادہ
فرمائے — اسے بغیر حساب کتاب کے بھی معاف فرما سکتا
ہے — ہاں مشرک کو معافی نہیں ملے گی۔"

"میں اس خشک بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔" اس نے
برا سا منہ بنایا۔

"لیکن یہ خشک بحث شروع تو آپ نے ہی کی تھی۔"

"ہوں — میرا خیال ہے — تم لوگوں کو سمندر میں ہی
غرق کر دیا جائے — سمندر کے راستے سے آئے ہو —
اسی راستے سے سمندر کی تہ میں چلے جاؤ۔"

"کیا جزیرہ خالی کرائے جانے کے بعد آپ کی پارٹی کا بھی کوئی
آدمی یہاں نہیں آیا؟"



...نے جاتے رہتے ہیں — میں تو مخالفین کی بات کر رہا
...مخالفین میں سے آپ لوگ ہی آئے ہیں۔" اتنا کہتے
...اس نے ایک بٹن دبایا — فوراً دروازہ کھلا اور
...دبوٹ اندر داخل ہوئے۔

"...ہیں سمندر میں غرق کرنا ہے۔"

"...ت بہتر۔" چاروں ایک ساتھ بولے۔

"...لے جاؤ انہیں — اور ہاں، غرق کرنے سے پہلے
...پیروں کے ساتھ وزن ضرور باندھا جائے۔"

"...ر کریں باس۔" ایک روبوٹ نے کہا۔

...چاروں روبوٹ ان کی طرف بڑھے — وہ گھبرا گئے
...انسپکٹر جمشید نے تیزی سے جھکائی دی اور یک دم
...کے سر پہ پہنچ گیا — یہ دیکھ کر ٹمباش مسکرایا —
...چہرے پہ ذرا بھی گھبراہٹ کے آثار نہیں تھے۔

"...ر مسٹر ٹمباش! روبوٹوں کو روک لو — ورنہ میں
...گھونٹ دوں گا۔"

"...گھونٹ دو — روبوٹ اپنا کام ضرور کریں گے۔"
...جمشید حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے — لیکن انھوں
...ہونے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا، فوراً
...دونوں ہاتھ ٹمباش کی گردن کی طرف بڑھا دیئے۔

www.pdfbooksfree.pk



لیکن دوسرے ہی لمحے وہ اچھل کر اپنے ساتھیوں پر گرے اور
اپنے ساتھ شوکی اور فاروق کو بھی گرا گئے۔

"نہیں انسپکٹر جمشید — تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے — ہی
اچانک ایک روبوٹ کے منہ سے چیخ نکلی — ٹیباش
کے الفاظ درمیان میں رہ گئے — اس نے حیرت زدہ انداز
میں روبوٹ کی طرف دیکھا — اس میں سے دھواں نکل
رہا تھا۔

"یہ — یہ کیا ہوا —" ٹیباش چلایا۔

"جلتے ہوئے روبوٹ نے کوئی جواب نہ دیا — دھڑام سے
گرا اور ساکت ہو گیا — اسی وقت دوسرے روبوٹ میں
سے آواز نکلی — انھیں یہی محسوس ہوا جیسے وہ روبوٹ کی
چیخ رہی ہو — لیکن دراصل وہ اس کے چٹخنے یا ٹوٹنے پھوٹنے
کی آواز تھی — اسی وقت وہ بھی گرا۔

"یہ — یہ کیا ہو رہا ہے"

"ایک اور پُراسرار قوت تمھارے سر پہ مسلط ہو گئی مسٹر ٹیا
— اور بس —" انسپکٹر کامران مرزا نے مسکرا کر کہا۔

تیسرا روبوٹ گرنے کے بعد چوتھا بھی گرا — اب ٹیباش کے
چہرے پہ ایک رنگ آ رہا تھا — تو دوسرا جا رہا تھا۔ خوف
کی بات یہ تھی کہ ان کا کوئی ساتھی بھی روبوٹوں کے خلاف



ا کرتا نظر نہیں آیا تھا — یہاں تک کہ پروفیسر داؤد
ات کھڑے رہے تھے۔

ی — یہ کیسے ہوا — کیسے ہو سکتا ہے —" ٹیباش
ا۔

ے چاروں سے پوچھ لیں —" شوکی نے جلے
روبوٹوں کی طرف اشارہ کیا۔

یں! ٹیباش بولا اور پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا۔
ن بعد ایک اور دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور
ان والا ایک آدمی اندر داخل ہوا — اس کا چہرہ بھی
سفید تھا — برف جیسا سفید۔

روبوٹوں کو پروفیسر داؤد نے ختم کیا ہے سر —" اس
ا۔

ا مطلب — کیسے — یہ تو بالکل ساکت کھڑے تھے
ے پاس لیزر شعاع والی کوئی خفیہ پستول ضرور ہے
نے اس سے کام لے کر یہ کام کیا ہے۔ اور اب آپ کی
ت۔ کیونکہ اب اس خفیہ پستول کا رخ آپ کی طرف
سفید آدمی نے کہا۔

گیا — ان کے پستول کی شعاع مجھ پر اثر انداز ہو سکتی ہے"
ہ کر نہیں سکتا — ہم نے آپ کے گرد جو حفاظتی حصار

www.pdfbooksfree.pk



قائم کر رکھا ہے ۔۔۔ وہ بھی چند شعاعوں کا مجموعہ ہے، ا
شعاعیں ہماری جدید ترین ایجاد ہیں ۔۔۔ لیکن اگر کوئی سائنس
سائنس میں ہم سے زیادہ آگے ہو تو وہ ان شعاعوں کو
بے کار کر سکتا ہے ۔۔۔ اور چونکہ ہم روبوٹوں کو ختم ہوتے
دیکھ چکے ہیں ۔۔۔ اس لیے ۔۔۔ اس بات کا امکان ہے ۔
"تت .... تم تو ۔۔۔ ساری بازی ہی پلٹے دے رہے ہو
"اور میں اپنی جیتک کے شیشوں میں سے اس حصہ کو ٹوٹتے
دیکھ رہا ہوں ۔۔۔" سفید آدمی نے کہا۔
"کیا کہا ۔۔۔" ٹباش اچھل کر کھڑا ہو گیا ۔۔۔ لیکن اس
کی گردن انسپکٹر جمشید کے ہاتھ میں آ گئی۔
"پروفیسر غپاڑہ ۔۔۔ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ۔۔۔" وہ چلایا۔
"نہیں سر ۔۔۔ ہم کھڑے دیکھتے نہیں رہیں گے ۔۔۔"
ان الفاظ کے ساتھ ہی کمرے کے چھ دروازے کھلے اور
ان میں سے پچاس کے قریب آدمی اندر آ گئے، اور اندر آتے
ہی ان پر ٹوٹ پڑے ۔۔۔ دس کے قریب آدمی انسپکٹر جمشید
کی طرف بڑھے ۔۔۔ انھیں اور تو کچھ نہ سوجھا ۔۔۔ ٹباش کو
اٹھا کر ان پر دے مارا۔
اور پھر کمرے میں ایک ہولناک جنگ شروع ہو گئی ۔۔۔ وہ
حیران تھے کہ ان پچاس حملہ آوروں نے ہاتھوں اور پیروں کی



شروع کر دی ۔۔۔ لیکن یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی،
میں اچھ کر واپس آ جاتی تھی ۔۔۔ اس لیے ۔۔۔
نہ نارنگ نہیں کی تھی ۔۔۔ اور یہ بات ان کے حق
۔۔۔ ان کے ہاتھ پیر بجلی کی طرح چلنے لگے ۔۔۔ اس لڑائی
دو آدمی ایسے تھے ۔۔۔ جو الگ تھلگ کھڑے تھے ۔۔۔
ر اور ٹباش ۔۔۔ باقی سب ایک دوسرے پر جھپٹ
۔
ائی ۔۔۔ آخر ہم کیوں لڑ رہے ہیں ۔۔۔ اس پراسرار طاقت
نے کی کوشش صرف آپ لوگوں کی ہے ۔۔۔ ہم ایسا کوئی
۔ کوئی ارادہ نہیں رکھتے ۔"
کے باوجود تم لوگوں کا خاتمہ ضروری ہے ۔" وہ غرایا۔
یا ہوں ۔۔۔ تو اس وقت تمھیں بھی روبوٹوں والی موت کا
تا ہوں ۔۔۔ کیا خیال ہے جمشید ۔۔۔ مسٹر ٹباش کی ہمیں
نہیں ۔"
ہے ۔۔۔ ضرورت پڑ سکتی ہے ۔۔۔ لہٰذا انھیں کچھ
۔۔۔ ہاں اگر یہ کوئی شرارت کرنے کی کوشش کریں
انھیں ہلکا سا سبق ضرور دیا جائے ۔۔۔" وہ
ات ایک دشمن کا مکا ان کی کھوپڑی پر لگا ۔۔۔ وہ

www.pdfbooksfree.pk



انھیں جواب دیتے وقت قدرے بے دھیان ہو گئے تھے۔
لڑکھڑائے ضرور۔ لیکن پھر سنبھلتے ہی ایک جوابی مکا رسید کر
یہ مکا ایسا تھا کہ وہ پھر نہ اٹھ سکا۔ ادھر انسپکٹر سبحان
نے تیزی سے جھک کر ایک دشمن کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا
اور اس کے ساتھیوں پر دے مارا۔ خان رحمان
منور علی خان تابڑ توڑ وار کر رہے تھے۔ چھوٹی پارٹی
کچھ کم نہیں تھی۔ ادھر دشمن بھی کمزور نہیں تھے
گر گر کر پھر اٹھ رہے تھے۔

ایسے میں شوکی کی گردن ایک دشمن کے ہاتھوں
گئی۔ اس نے چلا کر کہا۔

"سب لوگ رک جائیں۔ ورنہ میں اس کا گلا
دوں گا۔"

"نہیں۔ کوئی نہ رکے۔ لڑائی جاری رہے گی۔
میری پروا نہ کی جائے۔" شوکی نے بلند آواز میں کہا
انھوں نے ایک لمحے کے لیے اس منظر کو دیکھنے کے
نظریں ہٹائیں اور دشمنوں کو کئے وصول کر ڈالے۔
وقت محمود کا ایک مکا اس دشمن کے سر پر لگا۔ جو
شوکی کو پکڑ رکھا تھا۔ شوکی کی گردن اس کے ہاتھوں سے
گئی اور ہاتھ سر پر جم گئے۔



اسی وقت انھیں ایک آواز سنائی دی۔
"مسٹر شباش — مسٹر شباش — یہ کیا ہو رہا ہے؟"
اس آواز نے انھیں بری طرح بوکھلا دیا — نظریں اٹھیں
سے رہ گئے۔

www.pdfbooksfree.pk



# کمرے کو کیا ہو گیا

ان کے سامنے جی موف اور سی مون کھڑے تھے۔

"بہت خوب — آپ دونوں بہت اچھے موقعے پر آئے۔ شاباش زور سے چیکا۔

"اوہو — یہ — یہ حضرات اور یہاں —" سی مون حیرت زدہ انداز میں کہا — اب دونوں کی نظریں مسٹر جی تھیں۔

"جی ہاں انکل سی مون — اور جی موف — ہم آپ کے استقبال کے لیے یہاں پہلے ہی آ چکے ہیں۔" فاروق لہجے میں بلا کی شوخی تھی۔

"لیکن بھتیجی! ہم تو ادھر اتفاق سے نکل آئے ہیں۔" ان دونوں فارغ ہیں — سوچا — یہاں کی رپورٹ لے لیں کس حد تک آگے بڑھے ہیں۔"

اس وقت یہ جزیرہ آپ کے لوگوں کے ملک کے ہے۔"

ہاں! اس میں کیا شک ہے۔" دونوں مسکرائے۔

یہ لوگ تو میرے آدمیوں کے چھکے چھڑائے دے رہے

اچھا ہوا، ان کی مرمت کے لیے آپ دونوں آ

سنا ہے، انھوں نے آپ دونوں سے شکست پر

کھائی ہے۔"

بہت بُری طرح پٹتے رہے ہیں یہ لوگ اور اب پھر

گے — لیکن ان کا یہ پٹنا آخری پٹنا ہو گا — اس بار

سمندر میں غرق کر کے چھوڑیں گے — اور یہ

کریں گے کہ سمندر کی تہ میں یہ مردہ ہو چکے

نہیں — تاکہ روز روز کا جھگڑا ختم ہو — ان کی

سمندر میں بنیں گی۔" جی موف نے سفاک لہجے میں

آپ کا فیصلہ پسند آیا مسٹر جی موف، ویسے خود میں بھی

ہوں۔"

یہاں کی رپورٹ کیا ہے۔"

طے ہو چکی ہے کہ آئندہ دس سال تک ہم اس پُراسرار

پر قبضہ جما چکے ہوں گے اور پھر پوری دنیا ہماری

www.pdfbooksfree.pk



مٹھی میں ہو گی — انشارجہ جیسا ملک بھی ہمارے سامنے
جوڑے کھڑا ہو گا۔"

"نہیں مسٹر ٹمباش — یہاں آپ غلط ہیں۔" سی مون
"کیا مطلب؟" ٹمباش چونکا۔

"انشارجہ سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں — جتنے بھی جھگڑ
ہیں — وہ سب فرضی ہیں — دنیا کو الجھائے رکھنے کے
لیے اور اپنا اپنا اسلحہ فروخت کرنے کے لیے — ورنہ اصل
طور پہ ہم ایک ہیں — ہماری اصل جنگ تو اسلامی ممالک
سے ہے — دراصل اسلام کی کمر توڑنا ہی ہمارا اصل مقصد
ہے — اگر اسلامی ملک ایک ہو گئے تو پوری دنیا پہ چھا
جائیں گے — پھر ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے — ایسے
لمحات اگر آ گئے تو اس پراسرار طاقت کو کام میں لایا جائے
گا — اصل منصوبہ یہ ہے۔" سی مون کہتا چلا گیا۔

"لیکن جناب — ان مسلمان ملکوں میں ہمارے مقابلے کی
ہمت کہاں ہے — یہ تو ہمارے نام سے ہی لرزتے ہیں
اور ہماری امداد پر چل رہے ہیں — ہمارے ٹکڑوں پر پل رہے
ہیں — یہ تو ایک طرح سے ہمارے غلام بن چکے ہیں
بے چارے سامنے آنے کی ہمت کہاں کریں گے۔"

"یہ بات بھی ٹھیک ہے مسٹر ٹمباش — لیکن ان مسلمانوں
میں — جو ان میں آزادی کی روح پھونکنے کے لیے
کام کر رہے ہیں — ان سب کو ایک پلیٹ فارم پہ
لانے کے لیے بُری طرح بے چین ہیں — اور ان میں
سے آگے ان لوگوں کا ملک ہے — جن سے اس
وقت لڑ رہے ہیں — بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ جس
کام کے لیے یہ لوگ کوشش کر رہے ہیں — پورا
کا پورا اس قدر کوشش میں مصروف نہیں ہے — اس لحاظ
سے بدترین دشمن ہیں اور ان کا ملک بھی بدترین
دشمن ہے۔" سی مون نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

"تب تو پھر آج آپ کے ہاتھ سنہری موقع آ چکا ہے،
اس کا دروازہ بند کیے دیتا ہوں — اب یہ اس
کے قرار نہیں ہو سکیں گے — اور ان کی چٹنی
بنا ہی لیں گے۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔" دونوں ایک ساتھ بولے۔

ٹمباش نے دائیں طرف لگی ایک چابی گھما دی —
اسے نکال کر جیب میں رکھ لیا — یہ دیکھ کر جی مون
بولا۔

"بات تو ٹھیک نہیں۔"

"کون سی بات۔" ٹمباش چونکا۔

www.pdfbooksfree.pk



"چابی جیب میں رکھنے والی بات۔"

"تو پھر؟" اس نے حیرت زدہ انداز میں پوچھا۔

"اسے ایسی جگہ رکھ آئیں — جس کے بارے میں ان فرشتوں کو بھی معلوم نہ ہو۔"

"بہت بہتر —" اس نے کہا اور اٹھ کر ایک دروازے باہر نکل گیا۔

"گویا ہمارا خوف آپ کے ذہنوں پر سوار ہے" کامران مرزا مسکرائے۔

"نہیں — ایسی کوئی بات نہیں۔" جی موف نے منہ بنا "ایسی بات نہ ہوتی تو ٹمباش کو چابی چھپانے کے نہ کہا جاتا۔"

"انسپکٹر کامران مرزا ٹھیک کہہ رہے ہیں پہلے بھی اصولی طور پر چابی یہیں سب کے سامنے موجود ایسے میں سی مون نے کہا۔

"کیا مطلب؟" جی موف چونکا۔

"مطلب یہ کہ — اگر اس مقابلے میں ان لوگوں کی ہو جاتی ہے — تو پھر یہ ان کا حق ہو گا کہ اس سے سمندر کا دروازہ کھول لیں اور یہاں سے نکل "اس حد تک اصول پسندی میری سمجھ میں

نے منہ بنایا۔

پ کی مرضی — تاہم میں شکست کی صورت میں چابی کے حوالے ضرور کروں گا۔" سی مون بولا۔

میں آپس میں لڑنا نہیں چاہیے — آپس میں لڑنا تو انسانوں نے اپنا طریقہ بنا لیا ہے — ان کی اسی کمزوری سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔"

ماقی — میں بھول گیا تھا — خیر — چابی کا مسئلہ بعد میں دیکھ لیں گے — پہلے تو ان سے دو دو ہاتھ ہو جائیں — تم لوگ ایک طرف ہٹ جاؤ بھئی — اب ان سب سے ہم دونوں مقابلہ کریں گے —" سی مون نے مسکرا کر کہا۔

ٹمباش کے ساتھی کائی کی طرح چھٹ گئے — اسی ٹمباش اندر داخل ہوا —

"مسٹر ٹمباش — لڑائی شروع ہو گئی ہے۔" جی موف بولا۔

"بہت خوب —"

"تم لوگ بھی ایک طرف ہو جاؤ — آج ہم صرف دو دو کا مقابلہ کریں گے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اس کی کیا ضرورت ہے ابا جان — موقع ملنے پر ہم ان کی ٹانگ کیوں نہ لیں۔" محمود پرجوش انداز میں بولا۔

www.pdfbooksfree.pk



"بھئی تھوڑا بہت اصول تو ہمیں بھی دکھانا چاہیے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"جیسے آپ کی مرضی۔" اکھف نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"فکر نہ کرو بھئی — ہم تم سب کو بے کار کھڑے نہیں رہنے دیں گے۔" سی مون نے شوخ آواز میں کہا۔

"آپ دونوں سے تو ہمیں ابھی پرانا حساب بھی چکانا ہے۔ چکاؤ گے کیا — اور ادھار چڑھا لو گے — آؤ۔" سی مون نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔

وہ آمنے سامنے آ گئے — انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا پرسکون انداز میں ان کی طرف بڑھے — انسپکٹر جمشید نے اپنے دونوں ہاتھ جی موف کے سامنے کر دیے — اور انسپکٹر کامران مرزا نے سی مون کے سامنے — اب چاروں نے ایک دوسرے کی انگلیوں میں انگلیاں پھنسا لیں — اور لگے زور لگانے — اچانک انسپکٹر جمشید نیچے جھکے — اور دونوں ہاتھوں پر جی موف کو اوپر اٹھا لیا —

سب لوگ حیرت زدہ رہ گئے — خود جی موف کا رنگ اڑ گیا —

"یہ — یہ کیا مسٹر جی موف —" سی مون نے گھبراہٹ کے



کہا — اور اسی وقت خود سی مون بھی اوپر اٹھ گیا — کامران مرزا نے بھی وہی داؤ کھیلا تھا۔

پھنسی ہوئی انگلیوں کی وجہ سے اب دونوں بالکل بے بس نظر آ رہے تھے —

"افسوس! ہم مار کھا گئے۔" جی موف کے منہ سے نکلا۔

"یہ لوگ پوری تیاری کر کے آئے تھے — اور ہم اپنی طاقت پر اکڑ رہے تھے۔" سی مون مرجھائے ہوئے انداز میں بولا۔

"مگر — آپ دونوں ہمیں ایک اور موقع نہیں دیں گے۔" جی موف بولا۔

"مسٹر جی موف — یہ بری بات ہے — بھیک نہ مانگو — اس ہار کو خوشی سے قبول کرو۔" سی مون نے غراہٹ زدہ آواز میں کہا۔

"اوہ — موف۔" جی موف ہکلایا۔

"ہاں موف — ہم اپنی انگلیوں کو نکال نہیں پا رہے — اب ہمارے پاس ہمیں جس طرح چاہیں گھما کر دیوار پر مار سکتے ہیں — اس صورت میں ہمارے جسم پاش پاش ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے — ہی ہی ہی واہ کتنا مزا آئے گا۔" سی مون نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو مسٹر سی مون — مزا آئے گا؟"

www.pdfbooksfree.pk



"ہاں، موت کا استقبال خوش دلی سے کرو بھئی۔" وہ دیوا
عین اسی وقت ان کے ہاتھ حرکت میں
گئے۔ دونوں کے دونوں پورے زور میں دیوار سے ٹکرا
ان کی لرزہ خیز چیخیں گونج اٹھیں۔ عین اسی وقت کمرہ گو
کرنے لگا۔

"ارے۔ ارے۔ بھئی یہ اس کمرے کو کیا ہو گیا
ٹمباش چلایا۔

"ہماری فتح پر خوش ہو رہا ہے۔" فاروق نے تیز آواز
میں کہا۔

"ارے باپ رے۔ کہیں پورا جزیرہ تو نہیں گھوم رہا
ٹمباش کی آواز بھی لرز اٹھی۔

پھر وہ سب باہر کی طرف دوڑے۔ سی مون اور
جی مون نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر گر گئے۔ گویا
دونوں ابھی زندہ تھے۔

وہ سب بھی باہر کی طرف بھاگے۔ اور پھر انھوں
نے یہ ہولناک منظر دیکھا۔ کہ پورا جزیرہ بھنور کی طرح گھوم
رہا تھا۔

"اُف! یہ کیا ہو رہا ہے۔"

"گھگ۔ گھومتا۔ جزیرہ۔" فاروق ہکلایا۔



"ہاں۔ اب تو جزیرہ اس قدر تیزی سے گھوم رہا ہے کہ
کچھ بھی نہیں آ رہا۔" آفتاب نے چلا کر کہا۔

"ضرور ہم کوئی خواب دیکھ رہے ہیں۔ ورنہ۔" شوکی

وہ سب نے کسی نہ کسی چیز کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا
مضبوطی سے تھامنا ان کے کچھ بھی کام نہ آیا۔
وہ ہوا میں اڑنے لگے۔ انھیں یوں محسوس ہوا۔
کوئی پُراسرار طاقت انھیں سمندر کی طرف کھینچے لیے جا
ہے۔ انھیں جزیرے کے چاروں طرف کھڑی چٹانیں
بھی دکھائی نہ دیں۔

"وہ۔ وہ چٹانیں۔" کسی کے منہ سے نکلا۔

اور پھر انھیں یوں محسوس ہوا۔ جیسے ان کے
ین ہو گئے ہوں۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو گئی
احساس بھی ختم ہو گیا کہ وہ کس حالت میں ہیں۔
ے ہیں یا پانی میں تیر رہے ہیں۔ یا گھوم رہے
یہ احساس بالکل ختم ہو چکا تھا۔ بالکل ختم ہو
تھا۔

○

www.pdfbooksfree.pk



اچانک ان کے حواس بیدار ہو گئے۔ انھیں محسوس ہوا
وہ پانی پر پھسل رہے ہیں۔ اس قدر تیزی سے کہ ان
کی رفتار کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ بس یہ احساس
ہو رہا تھا۔ جیسے پورا سمندر برف میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اور
وہ برف پر پھسل رہے ہیں۔ کیوں پھسل رہے ہیں۔ کون
سی طاقت انھیں اس قدر تیزی سے آگے دھکیل رہی ہے۔
اس کا انھیں کچھ پتا نہ تھا۔ اچانک انھوں نے خود کو
اس ساحل پر پایا۔ جہاں سے انھوں نے لانچ کرائے پر
لی تھی اور جہاں ان کی ملاقات کپتان ڈک سے ہوئی تھی۔
اچانک انھوں نے کپتان ڈک کا قہقہہ سنا۔ انھیں یوں محسوس
ہوا، جیسے ان کے حواس بہت تیزی سے واپس آ رہے
ہوں۔ جیسے وہ سب کچھ سوچنے اور سمجھنے لگ گئے ہوں۔
انھوں نے حیران ہو کر اپنے جسموں کو ٹٹولا۔ ان کے جسم
ہر قسم کی ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ تھے۔ ان کے کپڑے
بھی گیلے نہیں تھے۔ جوتے تک گیلے نہیں تھے۔

ان میں مُباش اور ان کے ساتھی موجود نہیں تھے۔
جی صوف اور سی مون بھی کہیں نظر نہ آئے۔ البتہ جیکی اور
کاگ ضرور موجود تھے۔ اور ایک اور شخص۔ لیکن وہ ان
کے لیے اجنبی تھا۔ انھوں نے اس شخص کو پہلے کبھی نہیں



تھا۔ وہ حیرت زدہ انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگے۔
انسپکٹر جمشید نے اس سے پوچھا:

"آپ کون ہیں مسٹر؟"

"لگ۔ کیا مطلب؟" وہ زور سے چونکا۔ ادھر وہ سب
چونکے۔ کیوں کہ اس کی آواز جانی پہچانی تھی۔ یہ
مسٹر ڈی کوزا کی تھی۔ انسپکٹر ڈی کوزا کی۔

"م۔ میں ڈی کوزا ہوں۔ آپ لوگ مجھے پہچان کیوں
نہیں رہے؟"

"ہاہاہا۔ ہاہاہا۔" کپتان ڈک قہقہے لگانے لگا۔

"کیا ہوا کپتان ڈک۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"بالکل اسی طرح۔ لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا تھا۔ کیا
کسی سمندر پر پھسل کر آئے ہو۔"

"اوہ۔ یہی بات ہے؟"

"تب پھر میری طرح۔ بالکل میری طرح مسٹر ڈی کوزا کی
بھی بدل گئی ہے۔ اور اب ان کے گھر والے بھی
انھیں نہیں پہچانیں گے اور یہ بھی اب میری طرح پاگل ہو
جائیں گے اور اس ساحل کے چکر لگایا کریں گے۔"

"نہیں۔ نہیں۔ کیا واقعی میری شکل تبدیل ہو گئی
ہے۔" وہ مارے خوف کے چلّایا۔

www.pdfbooksfree.pk



"ہاں مسٹر ڈی کوزا — آپ فکر نہ کریں — ہم آپ کے گھر
والوں کو یقین دلائیں گے۔"

"مسٹر ڈک — آپ کی گھڑی پر کیا وقت ہوا ہے۔" ایسے
میں پروفیسر داؤد بول اٹھے۔

"گیارہ بجے ہیں۔"

"کیا کہا — گیارہ۔"

"ہاں کیوں — کیا بات ہے۔" ڈک کے لہجے میں بلا
کی حیرت تھی۔

"ہماری گھڑیاں پانچ بجا رہی ہیں — صرف ایک منٹ پہلے
ہم اس جزیرے برموڈا پر موجود تھے۔"

"یہ — یہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں — آپ کی گھڑیوں
پر کیا دن ہے۔"

"بدھ —" وہ بولے۔

"کیا کہا — بدھ — آج تو جمعہ ہے۔" ڈک چلایا۔

"اور — اور — آج — آج تاریخ کون سی ہے۔" انسپکٹر جمشید
نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"آج ۲۰ مارچ ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہیں مسٹر ڈک — ہم صرف چند دن پہلے ہی
تو لانچ لے کر یہاں سے روانہ ہوئے ہیں — یعنی ۱۹ دسمبر

یہاں سے گئے تھے — چوبیس دسمبر کو ہم برموڈا پہنچے
اور آپ ۲۰ مارچ بتا رہے ہیں — گگ — گویا —
تین ماہ تک غائب رہے ہیں۔"

"اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"لانچ مالک — ہمارے ساتھ بھی — وہی واقعہ ہو
گیا ہے۔" پروفیسر داؤد کانپ کر بولے۔

"اوہ — اوہ۔"

ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

www.pdfbooksfree.pk



# قرآن میں غور کریں

لمحات حد درجے سنسنی خیز تھے۔ بہت دیر تک سب
عالم میں کھڑے رہے۔ آخرکار لانچ آفس پہنچے۔
ایک اور حیران کن منظر ان کا منتظر تھا۔ لانچ ساحل پر
ٹھیک ٹھاک حالت میں کھڑی تھی۔ اور لانچ کا مالک
جیکی اور کاگ کی طرف حیرت زدہ انداز میں دیکھ رہا
"مسٹر کاگ۔ پولیس کو فون کر دیں۔" انسپکٹر جمشید بولے
"بہت بہتر۔" کاگ نے کہا اور فون کی طرف بڑھ
"کیا مطلب۔" لانچ کے مالک نے کہا۔
"خان رحمان۔ ذرا اسے مطلب بتا دو۔"
"اچھی بات ہے۔" خان رحمان نے مسکرا کر کہا
اٹھ کر اس کے سر پر ایک مکا مارا۔ اس کے بائی
اس کی مدد کو آگے بڑھے تو منور علی خان ان کے

وہ ٹھٹک کر رک گئے۔
جلد ہی پولیس آ گئی۔ پولیس کو جب سارے واقعے
بتایا تو اس نے لانچ کے مالک کو گرفتار کر لیا۔ لیکن
حیرت کے ان کا بڑا حال تھا۔ اور پھر یہ خبر جنگل
کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی۔ اخباری رپورٹر
ٹوٹ پڑے۔ وہ اس وقت ڈی کوزا کے گھر
تھے۔ نہ جانے اخبار والوں نے کس طرح یہ بات معلوم کر
ڈی کوزا کے گھر والے کسی طرح بھی اسے ڈی کوزا
تیار نہیں تھے۔ اور پھر وہ اخبار والوں کے گھیرے
گئے۔ کئی گھنٹے تک وہ بے تحاشا لوگوں کی بھیڑ میں
رہے۔ ہزاروں سوالات کے انھیں جوابات دینا پڑے۔
یہ فائدہ ہوا کہ ڈی کوزا کے گھر والے اسے ڈی
جانے پر آمادہ ہو گئے۔
دوسرے دن سرکاری طور پر انھیں ایک بہت بڑے
بلایا گیا۔ اور اعلان کیا گیا کہ یہ کارروائی ٹیلی ویژن
دکھائی جائے گی۔ دوسرے ممالک کے لوگوں کو
بلایا گیا۔ خود ان کے ملک کے بھی چند ماہر وہاں
تھے۔ اب سرکاری طور پر انھیں سوالات کے
بتانا تھے۔ تاکہ ریکارڈ محفوظ کیا جا سکے۔ آخر میں

www.pdfbooksfree.pk



ان سے جو سوال کیا گیا، وہ تھا:

"آخر آپ اس واقعے کی کیا وضاحت کر سکتے ہیں۔ ایسا ہونا کیوں کر ممکن ہے؟"

جواب میں انسپکٹر جمشید مسکرائے اور بولے:

"میں بہت دیر سے اس سوال کا انتظار کر رہا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے بہت خوشی اور فخر محسوس ہو رہا ہے۔ کہ آج میں اس سوال کا جواب دے رہا ہوں۔ اس کا جواب۔ دنیا کے بڑے سے بڑے ملک کے بڑے سے بڑے سائنس دان بھی نہ دے سکے۔ میں اگرچہ سائنس دان نہیں۔ لیکن میرے ساتھی پروفیسر داؤد سائنس دان ہیں۔ لیکن اس کے باوجود میں اس سوال کا جواب سائنس کی رو سے نہیں دوں گا۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"تو پھر؟" بہت سی آوازیں ابھریں۔

"جب سے یہ دنیا بنی ہے۔ تین واقعات ایسے ہو چکے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ ہر موڈا والے واقعات بھی پہلے تین واقعات اس قسم کے ہو چکے ہیں اور ہم ان واقعات کے آئینے میں ہی ان واقعات کو لے سکتے ہیں۔"

"اوہ۔ وہ واقعات کیا ہیں۔" بے شمار آوازیں

ان واقعات کا ذکر ہمارے قرآن کریم اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں ملتا ہے۔ قرآن کریم کلام ہے۔ اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا۔ احادیث وہ باتیں ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے لیے فرمائیں۔ اب میں وہ بیان کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ ایک بار پھر رکے چند سیکنڈ بعد کہنے لگے:

"قرآن کریم کی سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۵۹ میں اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ الفاظ مختصر ہوں:

یا مانند اس شخص کے جس کا گزر اس بستی پر ہوا جو منہ کے بل اوندھی پڑی ہوئی تھی، کہنے لگا، اسے اس کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ کس طرح زندہ کرے گا، اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال کے بعد اسے اٹھایا، پوچھا کتنی تجھ پر گزری، کہنے لگا، ایک دن یا دن کا کچھ۔ فرمایا۔ بلکہ تو سو سال تک رہا (یعنی پڑا ہوا) اب تو اپنے کھانے پینے کو دیکھ، بالکل خراب نہیں ہوا۔ اور اپنے گدھے کو بھی

www.pdfbooksfree.pk



دیکھ، ہم تجھے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناتے ہیں
تو دیکھ کہ ہڈیوں کو ہم کس طرح اٹھا دکھاتے
ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں، جب یہ
سب اس پر ظاہر ہو چکا تو کہنے لگا، میں جانتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

تفاسیر میں اس واقعے کی وضاحت کرتے
ہوئے لکھا ہے کہ یہ گزرنے والے حضرت عزیر
علیہ السلام تھے اور وہ بستی بیت المقدس تھی
اسے بخت نصر نامی حملہ آور نے اجاڑ دیا تھا اور
بستی کے باشندوں کو قتل کر دیا تھا، مکانات گرا
دیے تھے اور آباد بستی کو بالکل ویرانہ بنا دیا تھا،
اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام وہاں سے
گزرے، انھوں نے دیکھا کہ ساری بستی تباہ و
برباد ہو گئی ہے، نہ مکان ہیں نہ مکانات میں
رہنے والے، تو وہاں رک کر سوچنے لگے کہ
بھلا اب اتنا بڑا اور پر رونق شہر جو اس طرح اجڑ
ہے، پھر کیسے آباد ہو گا، اللہ تعالیٰ نے خود
ان پر موت نازل فرمائی، یہ تو اسی حالت میں
رہے اور دوسری طرف ستر سال بعد بیت المقدس

آباد ہو گیا، بھاگے ہوئے بنی اسرائیل بھی پھر
پہنچے اور شہر کھچا کھچ بھر گیا، وہی پہلے جیسی
اور چہل پہل ہو گئی، اب پورے سو سال
اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ کیا، اور سب
پہلے روح آنکھوں میں پھونکی تاکہ اپنا جی اٹھنا
دیکھ سکیں، جب سارے بدن میں روح پھونک
گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے پچھوایا کہ
مدت تک تم مردہ رہے، انھوں نے جواب
دیا کہ ابھی تو ایک دن بھی پورا نہیں ہوا،
یہ ہوئی کہ صبح کے وقت ان کی روح
نکلی تھی اور سو سال کے بعد جب جیے ہیں
شام کا وقت تھا، چنانچہ خیال کیا کہ یہ
دن ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم پورے
سو سال تک مردے رہے ہو، اب ہماری
قدرت دیکھو کہ تمھارا کھانا جو تمھارے ساتھ تھا،
سال گزر جانے کے باوجود ویسا ہی پڑا
نہ خراب ہوا، نہ سڑا، یہ کھانے انگور،
اور شیرا تھا، ان میں سے کوئی چیز بھی
نہیں ہوئی تھی بلکہ ٹھیک اپنی حالت پر

www.pdfbooksfree.pk



رہی تھیں، اب فرمایا، اب اپنے گدھے کی طرف دیکھو،
اس کی ہڈیاں تمہارے سامنے بکھری پڑی ہیں —
تمہارے دیکھتے دیکھتے ہی ہم اسے زندہ کیے
دیتے ہیں، ہم خود تمہاری ذات کو لوگوں کے
لیے دلیل بنانے والے ہیں کہ انھیں قیامت کے دن
دوبارہ جی اٹھنے کا کامل یقین ہو جائے، چنانچہ ان
کے دیکھتے ہی دیکھتے ہڈیاں اٹھیں اور ایک ایک کے
ساتھ جڑنے لگیں — یہ ہڈیاں ان کے دائیں بائیں
بکھری پڑی تھیں اور بوسیدہ ہو جانے کی
وجہ سے ان کی سفیدی چمک رہی تھی، جوں
سے یہ سب یکجا ہوئیں اور پھر ایک ایک ہڈی
اپنی جگہ جڑ گئی اور ہڈیوں کا پورا ڈھانچہ قائم ہو
گیا جس پر گوشت بالکل نہیں تھا، پھر اللہ
تعالیٰ نے اسے گوشت، رگیں، پٹھے اور کھال
پہنا دی — پھر فرشتے کو بھیجا جس نے اس
کے نتھنے میں پھونک ماری، بس اللہ کے حکم
سے اسی وقت زندہ ہو گیا اور آواز نکالنے لگا
ان تمام باتوں کو حضرت عزیر علیہ السلام دیکھتے
رہے اور قدرت کی یہ کاری گری ان کی آنکھوں



کے سامنے ہی ہوئی، جب یہ سب دیکھ چکے تو
کہنے لگے، اس بات کا علم تو مجھے تھا بس کہ
اللہ ہر چیز پر قادر ہے لیکن اب میں نے اپنی
آنکھوں سے دیکھ لیا تو میں اپنے زمانہ کے
تمام لوگوں سے زیادہ علم اور یقین والا ہوں —
اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا، جان لے کہ
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر)

یہ تھا ایک واقعہ جسے قرآن کریم نے بیان کیا اور
بات بھی ملاحظہ فرمائی — حضرت عزیر علیہ السلام پر نیند
بیت المقدس کی بستی میں ہی کہیں طاری کی گئی، ستر سال
بعد پر بستی دوبارہ آباد ہو گئی، لیکن ان لوگوں کو
حضرت عزیر علیہ السلام تو کہیں نظر نہیں آئے — ہاں انھوں
نے سو سال بعد ہوش میں آنے کے بعد آباد ہو جانے
والی بستی کو دیکھ لیا — سوال یہ ہے کہ وہ جگہ کہاں تھی —
جہاں پر حضرت عزیر سو سال تک پڑے رہے — صاف ظاہر
ہے — وہ برہوڈا ٹکون کی قسم کی ہی کوئی جگہ تھی — جو
لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہی — دوسری یہ کہ ہوش
میں آنے کے بعد انھوں نے یہی محسوس کیا کہ وہ چند گھنٹے

www.pdfbooksfree.pk



سوئے رہے ہیں — بالکل یہی کیفیت ہماری ہے — یا اس جہاز کے مسافروں اور عملے کی ہے — ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ وہ نہیں جانتے — چھ گھنٹے تک کہاں رہے — بلکہ جہاز کا تیل اور ان کے معدوں میں بچا ہوا کھانا یہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے وقت کے مطابق پہنچے ہیں — بالکل اسی طرح — جس طرح حضرت عزیر علیہ السلام کا کھانا خراب نہیں ہوا تھا۔

اب ہم قرآنِ کریم کے دوسرے واقعے کو لیتے ہیں — یہ واقعہ قرآن کریم کے پندرھویں اور سولھویں پارے میں ہے، سورۃ کا نام ہے سورۃ کہف — اس واقعے کو اصحاب کہف کا واقعہ بھی کہتے ہیں، اب اس کی تفصیل سن لیں — پہلے سورہ کہف کی آیات ۹ تا ۱۸ کا ترجمہ:

"کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے ہمارے عجائبات میں سے کچھ تعجب کی چیز تھے — وہ وقت قابلِ ذکر ہے جب کہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جا کر پناہ لی پھر کہا کہ ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس سے رحمت کا سامان عطا فرمایئے اور ہمارے لیے اس کام میں درستی کا سامان کر دیجیے، سو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر سالہا سال



تک نیند کا پردہ ڈال دیا، پھر ہم نے انھیں اٹھایا تاکہ ہم معلوم کر لیں کہ دونوں گروہ میں سے کون سا گروہ ان کے (غار میں) رہنے کی مدت سے واقف تھا، ہم ان کا واقعہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں، وہ لوگ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں اور ترقی کر دی تھی، اور ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیے تھے جب کہ وہ (دین میں) پختہ ہو کر کہنے لگے کہ ہمارا رب تو وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے — ہم تو اس کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہیں کریں گے، کیونکہ اس صورت میں ہم نے یقیناً بڑی ہی بے جا بات کہی — یہ جو ہماری قوم ہے، انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے رکھے ہیں، یہ لوگ ان معبودوں پر کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے، تو اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگا دے، اور جب تم ان لوگوں سے الگ ہو گئے ہو اور ان کے معبودوں سے بھی مگر اللہ سے تو تم (فلاں) غار میں چل

www.pdfbooksfree.pk



کر پناہ لو، تم پر تمھارا رب اپنی رحمت پھیلا دے
گا اور تمھارے لیے اس کام میں کامیابی کا سامان
درست کر دے گا، اور اے مخاطب جب دھوپ
نکلتی ہے تو تُو اس کو دیکھے گا کہ وہ دائیں جانب کو
بچتی رہتی ہے اور جب چھپتی ہے تو بائیں طرف کو
ہٹتی رہتی ہے، اور وہ لوگ غار کی ایک فراخ جگہ
پر تھے — یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جس
کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس
کو بے راہ کر دیں تو آپ اس کے لیے کوئی مددگار
راہ بتانے والا نہ پاویں گے اور اے مخاطب تو ان
کو جاگتا ہوا خیال کرے گا، ..... .....
حال آنکہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور ہم انھیں
کبھی داہنی اور کبھی بائیں طرف کروٹ بدل دیتے تھے
اور ان کا کتا دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے
ہوئے تھا — اگر اے مخاطب، تو ان کو جھانک
کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور
تیرے اندر ان کی دہشت سما جاتی اور اسی طرح
ہم نے ان کو جگایا تاکہ وہ آپس میں پوچھ گچھ
کریں — ان میں سے ایک کہنے لگا، تم کس قدر



سوئے) رہے ہو گے، بعضوں نے کہا، ایک دن یا
ایک دن سے بھی کچھ کم (سوئے) رہے ہوں گے،
دوسرے چند نے کہا کہ یہ تو تمھارے رب کو
ہی خبر ہے کہ تم کس قدر (سوئے) رہے، اب
اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی
طرف بھیجو، پھر وہ شخص تحقیق کرے کہ کون سا
کھانا حلال ہے، سو اس میں سے تمھارے پاس
کچھ کھانا لے آویں گے اور سب کام اچھی تدبیر سے
کرنا، کسی کو تمھاری خبر نہ ہو، کیوں کہ اگر وہ لوگ
کہیں تمھاری خبر پا جاویں گے تو تم کو یا تو پتھروں
سے مار ڈالیں گے، یا تم کو جبراً اپنے طریقے میں
پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تم کو کبھی فلاح نہیں
ہو گی اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر
دیا تاکہ وہ لوگ اس بات کا یقین کر لیں کہ اللہ
تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی
شک نہیں، وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ
اس زمانے کے لوگ ان کے معاملے میں آپس میں
جھگڑ رہے تھے، سو ان لوگوں نے یہ کہا کہ ان
کے پاس کوئی عمارت بنوا دو، ان کا رب ان کو

www.pdfbooksfree.pk



خوب جانتا ہے، جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انھوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنا دیں گے، بعض لوگ تو کہیں گے، وہ تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے، اور بعض لوگ کہیں گے کہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے، اور یہ لوگ بے تحقیق بات کو ہانک رہے ہیں، اور بعض کہیں گے کہ وہ سات ہیں، آٹھواں ان کا کتا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجیے کہ میرا رب ان کا شمار خوب صحیح صحیح جانتا ہے، ان کو بہت قلیل لوگ جانتے ہیں، سو آپ ان کے بارے میں سوائے سرسری بحث کے زیادہ بحث نہ کیجیے۔ اور آپ ان کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی نہ پوچھیے، اور آپ کسی کام کے بارے میں یوں نہ کہا کیجیے کہ میں اس کام کو کل کردوں گا، مگر اللہ کے چاہنے کو ملا دیا کیجیے (یعنی ان شاء اللہ ساتھ کہا کریں) اور جب آپ بھول جاویں تو اپنے رب کا ذکر کیجیے اور کہہ دیجیے کہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے (نبوت کی) دلیل بننے کے اعتبار سے اس سے بھی نزدیک تر بات بتلا



دے، اور وہ لوگ اپنے غار میں تین سو برس تک رہے اور نو برس اوپر اور رہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے (غار میں) رہنے کی مدت کو خوب جانتا ہے، آسمانوں اور زمینوں کا علم غیب اسی کو ہے، وہ کیا کچھ دیکھنے والا اور کیا کچھ سننے والا ہے، ان کا اللہ کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے۔

یہ تھیں آیات، اب ان آیات کی تفسیر ملاحظہ ہو:

مکّے کے کافروں نے اپنا ایک وفد مدینے کے یہودی عالموں کے پاس بھیجا، اور ان عالموں سے کہا کہ کچھ ایسی باتیں بتاؤ جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر ان کی آزمائش کر سکیں۔ یہودی عالموں نے کہا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا واقعہ معلوم کریں اور روح کے متعلق بھی پوچھیں کہ روح کیا چیز ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان تینوں کے بارے میں یہودیوں کی کتابوں میں کچھ ذکر تھا اور انھیں اس واقعے کا علم تھا۔

www.pdfbooksfree.pk



اب مشرکین کا وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ تین سوال کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ کل جواب دوں گا، لیکن ساتھ میں ان شاء اللہ نہ فرمایا، اس پر آیت نازل ہوئی کہ جب کسی بات کا وعدہ کریں تو ان شاء اللہ کہ دیا کریں، یہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کی حقیقت بیان فرمائی — یہاں اصحاب کہف کی وضاحت کی جاتی ہے:

یہ چند نوجوان تھے جو اللہ کے دین پر ڈٹ گئے تھے — قوم نے ان کی مخالفت کی لیکن انھوں نے صبر کیا اور قوم کی مخالفت کی پروا نہ کی، اس زمانے کا بادشاہ بہت سرکش اور ظالم تھا، رعایا کو شرک کی تعلیم دیتا تھا اور سب سے بت پرستی کراتا تھا — قوم ان نوجوانوں کو پکڑ کر اس ظالم بادشاہ کے پاس لے گئی اور ان کے بارے میں بتایا، بادشاہ نے ان سے پوچھا تو انھوں نے نہایت جرأت سے بتایا کہ اللہ ہی ہر چیز کا مالک ہے، وہی ہر چیز پر قادر ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ بت معبود نہیں ہیں



تم سب کو بھی چاہیے، اسی ایک کی عبادت کرو، ی کہ جو ہمارا رب ہے، اور جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے — یہ ناممکن ہے کہ ہم اس کے سوا کسی کو معبود بنائیں — ہم سے یہ کبھی نہیں ہو سکے گا کہ اس کے سوا کسی کو پکاریں — اس سے کہ شرک سے بڑا جرم کوئی نہیں — تم سب شرک ہو، اللہ کے سوا اوروں کو پکارتے ہو، ان سے مدد مانگتے ہو، جب کہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں پکارا جا سکتا — ان نوجوانوں کی بات سے بادشاہ بہت بگڑا، انھیں ڈرایا، دھمکایا، حکم دیا کہ ان کے لباس اتار لو اور اگر یہ باز نہ آئے تو میں انھیں سخت سزا دوں گا، ان نوجوانوں کا دل اور مضبوط ہو گئے، لیکن انھیں معلوم ہو گیا کہ یہاں رہ کر وہ دین داری پر قائم نہیں رہ سکیں گے، اس لیے انھوں نے قوم، دیس اور رشتے داروں کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور یہ حکم بھی ہے کہ انسان دین کے خوف کے وقت ہجرت کر جائے — جب یہ لوگ دین کے لیے ہجرت کر گئے تو ان پر رب کی رحمت نازل ہوئی،

www.pdfbooksfree.pk



یہ بھاگ نکلے اور ایک پہاڑ کے غار میں چھپ گئے۔ بادشاہ کے سپاہیوں نے اور قوم کے لوگوں نے ان کا تعاقب کیا، لیکن اس غار کو نہ پا سکے۔

اس غار کا منہ شمال کے رخ ہے، سورج کے طلوع کے وقت ان کے دائیں جانب دھوپ آجاتی ہے اور اوپر کے وقت بالکل دھوپ نہیں رہتی اور سورج ڈوبنے کے وقت دھوپ ان کے بائیں طرف پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر نہیں دی کہ وہ غار کس شہر میں اور کہاں واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غار میں ان پر نیند طاری کر دی اور وہ سوئے رہے، ان کے ساتھ ان کا کتا بھی تھا۔ سوئے بھی اس طرح رہے کہ ان کی آنکھیں کھلی رہیں، اللہ تعالیٰ انھیں کروٹیں بھی خود بدلواتے رہے۔ اللہ نے اپنی قدرت سے انھیں پورے تین سو نو سال بعد جگایا، یعنی اتنا عرصہ وہ سوتے رہے، لیکن جب وہ جاگے تو بالکل ویسے ہی تھے جیسے سوتے وقت تھے، بدن، کھال، سب کچھ درست حالت میں تھا، کتابیں بالکل ٹھیک حالت میں تھا۔



جاگنے پر وہ آپس میں کہنے لگے۔ کیوں جی ہم کتنی دیر تک سوئے رہے، کسی نے کہا، ایک دن بلکہ اس سے بھی کم، کیوں کہ صبح کے وقت سوئے تھے اور جب بیدار ہوئے تو شام کا وقت تھا۔ اس لیے انھیں یہی معلوم ہوا، پھر کہا کہ اللہ کو ہی پتا ہے کہ ہم کتنی دیر سوئے رہے،

اب چوں کہ انھیں بھوک پیاس محسوس ہو رہی تھی اس لیے انھوں نے بازار سے کھانے پینے کی چیز منگانے کی تجویز کی۔ پیسے ان کے پاس تھے۔ جس کو پیسے دے کر شہر کی طرف روانہ کیا گیا، اسے ہدایت کی گئی کہ بہت احتیاط سے جائے۔ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے آدمی دیکھ لیں۔ اگر انھوں نے دیکھ لیا تو پکڑے جائیں گے۔

جب وہ صاحب باہر نکلے تو اپنی دیکھی کوئی ایک بھی چیز نظر نہ آئی، سارا نقشہ بدلا ہوا تھا، نہ تو شہر کی کوئی چیز اپنے حال پر تھی، نہ کوئی جان پہچان کا نظر آیا۔

www.pdfbooksfree.pk



یہ صاحب اپنے دل میں حیران تھے، دماغ چکرا رہا تھا۔ کہ کل شام تو ہم اس شہر کو چھوڑ کر گئے تھے۔ ایک ہی دن میں کیا ہو گیا۔ کہیں میں پاگل تو نہیں ہو گیا، یا میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ کوئی بات سمجھ میں نہ آئی، چنانچہ ارادہ کیا کہ سودا خرید کر فوراً شہر سے نکل جانا چاہیے۔ ایک دکان پر جا کر اسے پیسے دیے اور کھانے پینے کا سودا طلب کیا۔ دکان دار نے اس سکے کو دیکھ کر بہت حیرت ظاہر کی اور سکہ اپنے پڑوسی کو دیا کہ دیکھنا یہ سکہ کیسا ہے، کس زمانے کا ہے، اس نے دوسرے کو دیا، اس نے دیکھنے کو کہا، اس نے کسی اور کو دیا۔ غرض سکہ ایک تماشا بن گیا۔ اب تو لوگوں نے ان صاحب کو گھیر لیا اور سوالات شروع کر دیے، اس نے بتایا کہ میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں، کل شام میں یہاں سے گیا تھا۔ یہاں کا بادشاہ دقیانوس ہے۔ اب تو سب نے قہقہہ لگا کر کہا۔ یہ تو پاگل معلوم ہوتا ہے، آخر انھیں بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے



حال کر سنایا۔ اب سب حیران تھے۔ ادھر یہ بھی
یت زدہ۔ آخر لوگوں نے کہا، اچھا چلو ہمیں اپنے
اتھی دکھاؤ۔ کیوں کہ جس بادشاہ کا تم نام لے رہے
ہو، وہ تو تین سو سال پہلے ہو گزرا ہے۔ وہ
ار ہمیں دکھاؤ۔ یہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر
ار کی طرف چلے۔ غار کے پاس پہنچ کر انھوں
نے کہا۔ تم ذرا ٹھہرو، میں پہلے انھیں جا کر خبر
کر دوں۔ یہ کہہ کر وہ غار میں داخل ہو گیا اور
اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی باہر کھڑے لوگوں پر پردے
ال دیے، انھیں یہ معلوم بھی نہ ہو سکا کہ وہ
کہاں گئے۔ اور اندر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں
کو پھر سلا دیا۔

اس واقعے پر اگر غور کریں تو وہ غار بھی
یا برمودا تکون کی قسم کی ایک چیز تھا۔ جو
لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تھا اور
کوشش کے باوجود غار کو تلاش نہ کیا جا سکا۔
بیدار ہونے کے بعد انھوں نے بھی کہا کہ وہ
یک دن سوئے رہے ہوں گے۔ حالاں کہ تین
سو تو سال کی مدت گزر چکی تھی۔ اب اس

www.pdfbooksfree.pk



غار کو بھی بلیک ہول کہہ لیجیے۔

اس کے بعد میں تیسرا اہم ترین واقعہ بیان کرتا ہوں۔ اس واقعے کے بعد تو معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ لیجیے ملاحظہ فرمائیے۔

قرآنِ کریم کے پندرھویں پارے کے شروع میں یہ آیت ملاحظہ ہو۔

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے (یعنی خانہ کعبہ سے) مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے اس لیے کہ ہم انھیں اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔"

قرآنِ کریم کا یہ واقعہ اب احادیثِ کی زبانی سنیے:



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# سُبْحٰنَ الَّذِیْ

## سورۂ بنی اسرائیل مکیۃ

الٰی المسجد الاقصا الذی بٰرکنا حولہ لنریہ من اٰیٰتنا انہ ھو السمیع البصیر (۱)

جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں۔ بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات پاک کی عزت و عظمت اور اپنی اکمل و اقدرت بیان فرما رہا ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کی مثل قدرت کسی میں نہیں۔ وہ بے عیب باتوں کے لائق اور عیوب سے ساری مخلوق کی پرورش کرنے والا ہے وہ اپنے بندے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی رات کے ایک حصے میں مکے شریف کی مسجد سے بیت المقدس کی مسجد تک لے گیا جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے زمانے سے انبیاء کرام علیہم السلام کا مرکز رہا۔ یہی سے تمام انبیاء علیہم السلام وہیں آپ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے ان سب کی جگہ ان سب کی امامت کی۔ جو وجہ ہے اس امر کی کہ آپ امام اعظم اور رہبر مقدم آپ ہی ہیں صلوات اللہ وسلامہ علیہ و علیہم اجمعین۔

اس مسجد کے ارد گرد ہم نے برکت دے رکھی ہے پھل پھول کھیت اور باغات وغیرہ سے۔ یہ اس لئے کہ ہم انہیں دکھائیں کہ اس محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زبردست طاقت سے کیا کچھ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ

www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk





آسمان والوں پر ... فرشتوں نے دریافت کیا جواب ملا جبرئیل ... پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ... مرحبا کہا اور دعائے خیر کی۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ... دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے ان دونوں نے بھی آپ کو مرحبا کہا اور دعائے خیر کی۔ پھر تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ... پھر چوتھے آسمان پر حضرت ادریس سے ملاقات ہوئی ... پانچویں آسمان پر حضرت ہارون سے ملاقات ہوئی ... چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی ... ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام ...

[illegible]





[illegible]

www.pdfbooksfree.pk



ہے حضرت جبرئیل نے اپنی انگلی لگائی تو اس میں شگاف ہو گیا
وہیں آپ نے بیان کیا تو زمانہ اور مجھ پر بڑھ گئے۔ یہاں تک جانے کے
بعد حضرت جبرئیل نے کہا آپ نے اللہ تعالیٰ سے بات کی ہے کہ وہ
آپ کو کیا دکھائے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کہا اے وہ ہیں اسلام
کیجئے ان صورہ کے انبیاء آپ سے پہلے گئے تھے۔ میں نے دل سے کہا
تمہیں سلام کیا ہے تیرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا
تمہارے کون ہو؟ انھوں نے کہا ہم تک سیرت تو بصورت حوریں
ہم جوان ہیں خدا کے لئے ہم پر ہیز گار۔ بندوں کی دوستی کا دعویٰ
کرتے ہیں خدا کے لئے کھیل سے دور ہیں جو شک کرے ہمارے پاس نہ آئے
جائیں گے ہمیشہ نعمتوں میں رہیں گے کبھی نہ مریں گے۔ میں ان کے پاس
سے چلا آیا وہیں لوگ جمع ہو گئے اور ذرا دیر میں
بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔ خدا نے اذان کہی تکبیر ہوئی اور ہم
سب کھڑے ہو گئے مسئلہ تھا کہ امامت کون کرے گا کہ میر صبح
نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کر دیا میں نے انھیں نماز پڑھائی جب
فارغ ہوا تو جبرئیل نے کہا جانتے بھی ہو کہ آپ نے نماز
کس کو پڑھائی؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا آپ کے پیچھے آپ کے سب
مقتدی نبیوں کے پیغمبر تھے جنھیں اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائے گا
پھر میرا ہاتھ تھام کر آسمان کی طرف لے چلے۔ پھر بیان کیا کہ دروازہ
آسمان کے کھلوائے۔ فرشتوں نے سوال کیا جواب پا کر دروازہ
کھولے وغیرہ۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات
ہوئی انھوں نے فرمایا میرے بیٹے اور نیک نبی کو مرحبا اور آپ
میں چوتھے آسمان پر حضرت ادریس سے ملاقات کرنے کا ذکر کیا
ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم سے ملے اور ان کے بھی وہی
فرمانے کا ذکر کیا جو حضرت آدم نے فرمایا تھا۔ پھر بھلے وہاں سے
بھی اوپر لے گئے۔ میں نے ایک نہر دیکھی جس میں موتی اور
زبرجد کے جام تھے۔ بہترین خوش رنگ سبز پرند تھے میں نے
کہا یہ تو نہایت ہی نفیس پرند ہیں۔ جبرئیل نے فرمایا ان
کے کھانے والے ان سے بھی اچھے ہیں۔ پھر فرمایا معلوم بھی ہے



کہ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا وہ نہر کوثر ہے جو
خدا نے آپ کو عطا کرنی ہے۔ اس میں سونے چاندی کے برتن
تھے جو یاقوت و زمرد سے جڑاؤ تھے اس کا پانی دودھ سے
زیادہ سفید تھا۔ میں نے ایک سونے کا پیالہ لے کر پانی بھرا
پیا تو وہ شہد سے بھی زیادہ میٹھا تھا اور مشک سے بھی زیادہ
خوشبودار تھا جب میں اس سے بھی اوپر پہنچا تو ایک بہت
خوش رنگ بادل نے مجھے آگھیرا میں نے کہا تم کون ہو؟ جبرئیل نے
مجھے چھوڑ دیا اور میں خدا کے سامنے سجدہ میں گر پڑا۔ پھر میں حاضر
کے فرض ہونے کا بیان ہے۔ پھر آپ واپس ہوئے حضرت ابراہیم
سے ملے تو فرمایا میں حضرت موسیٰ سے آپ کو بھی ملوں گا۔ واپسی
طے کرنے کے لئے جبرئیل نے اسی طرح آپ کا ہاتھ پکڑا اور اول
ڈھکا جانا کہ تخفیف ہو۔ حضرت ابراہیم سے ملتے ہوئے آسمان
حضرت موسیٰ سے بیان کرتا ہے یہاں تک کہ پانچ خانہ دار کا ذکر
ہے وغیرہ۔ آپ فرماتے ہیں پھر جبرئیل مجھے لے کر چلے تو میں نے
ان سے پوچھا کہ میں آسمان پر میں پیشوا ہوں کہ فرشتوں نے
خوشی ظاہر کی ہنس کر مسکراتے ہوئے مجھ سے ملے پھر کہنے لگے
کہ اس نے میرے سلام کا جواب تو دیا مجھے امید بھی ہے کہ
مسکرائے نہیں ہم کون ہیں اور اس کی کیا وجہ ہے۔ حضرت جبرئیل
نے فرمایا وہ مالک ہیں، جہنم کے داروغہ ہیں اپنے پیدا ہونے سے
کہ آج تک وہ ہنسے ہی نہیں اور قیامت تک ہنسیں گے بھی
نہیں کیونکہ ان کی خوشی کا یہی ایک دن سوندھا تھا۔ واپسی میں میں نے
ایک قافلہ کو دیکھا جو نظر سے جاتا رہا تھا۔ اس میں ایک
خاص پر ایک سفید اور ایک سیاہ بوجھ تھا۔ جب آپ اس
کے قریب سے گزرے تو وہ چمک گیا اور گر پڑا۔ اونٹ بھاگ
آپ اسی طرح اسی جگہ چھوڑ دیئے گئے۔ صبح آپ نے اپنے اس
سفر کا ذکر لوگوں سے کیا۔ مشرکوں نے جب یہ سنا تو وہ ہنسی
حضرت ابوبکر کے پاس پہنچے اور کہنے لگے تمہارے پیغمبر صاحب
کہتے ہیں کہ وہ آج کی ایک رات میں جیسے جہاں کے فاصلے کے
مقام تک ہو آئے۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر انھوں نے یہ کہا ہے



کہا تو سچ کہا ہے۔ میں تو اس سے بھی بڑی بات میں آپ کو سچا جانتا
ہوں یہ تو آسمان کی آنے جانے کی بات ہے۔ ابوبکر نے حضرت
سے صفت کے بارے میں پوچھا کہ آپ نے کیا دیکھا۔ آپ نے
فرمایا میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بالکل ابراہیم سے ملتا تھا
ان کی طرح ہیبت تھی۔ موسیٰ سے ملتا تھا ان کی طرح بال تھے
عیسیٰ سے ملتا تھا ان کی طرح سرخ و سفید رنگ تھا۔ میں نے
پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ مالک داروغہ جہنم ہیں
ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا۔ پھر
فرمایا کہ آپ نے دجال کو بھی دیکھا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔
فرمایا وہ کانا ہے اور تیرہ ہے۔ اس میں سے ہر تیرہ تیرہ
ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ دنیا پڑھا ہوا ہے میں نے دیکھا کہ ایک شخص
بیٹھے ہوئے ہیں جن کے دائیں بائیں بڑی بڑی جماعت ہے۔ وہ دائیں
جانب دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں جانب دیکھ کر روتے ہیں اور جب میں
جانے لگا، اٹھی ہے تو روتے ہیں۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا
کیا کہ کون ہیں؟ اور ان کے دائیں بائیں کون ہیں؟ فرمایا یہ
آدم علیہ السلام ہیں اور یہ ان کی اولاد ہے۔ دائیں جانب والے
جنتی ہیں اور بائیں طرف والے جہنمی ہیں انھیں دیکھ کر خوش ہوتے
ہیں اور انھیں دیکھ کر روتے ہیں۔ اس روایت میں ہے کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام سے ملے آسمان پر ملاقات ہوئی اس میں ہے کہ
آسمان میں ہیں اور اونچا پہنچا یا گیا مستوی میں اپنے کو جہاں قلموں کے
چلنے کی آواز سنتے ہیں۔ اس میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ کے
سے طلب تخفیف کے لئے گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نماز فرض
پھر گیا پھر آدھی معاف ہوئی، پھر گیا تو پانچ سفر ہوئیں اس میں
ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے ہو کر میں جنت میں پہنچا، یاقوت کے
گنبد تھے اور وہاں کی مٹی خالص مشک تھی۔ یہ پوری حدیث صحیح
بخاری کی شریف کی کتاب الصلوٰۃ میں ہے اور ذکر ہے اسراء میں بھی
ہے اور بیان بھی ہے اور احادیث انبیاء میں بھی ہے اور امام مسلم
نے صحیح میں روایت کیا۔ ابن جریر میں بھی ہے اور ابن ابی حاتم میں
بھی۔ ابن مردویہ نے حضرت ابوذر سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا
میں نے حضرت ابوذر سے کہا کہ اگر میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو کوئی ایک بات تو ضرور پوچھ لیتا
آپ نے فرمایا تم کیا پوچھتے؟ کہا یہی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ
کو دیکھا؟ آپ نے فرمایا وہ نور ہے کہاں سے میں اسے دیکھتا۔ میں نے آپ سے پوچھا
آپ نے جواب دیا کہ میں نے اسے نور دیکھا میں نے دیکھے

www.pdfbooksfree.pk



[illegible]



[illegible]

www.pdfbooksfree.pk



انھیں کھڑے ہوئے ہیں اللہ کہتے جاتے ہیں کہ میں طرف اپنے بھائی کا گمشدہ بھائی زندہ ہے گا ہیں کہا اب بھی کوئی ہیں نے پوچھا میرے کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا آپ کی امت کے جیب جو اللہ کے لوگ ہیں۔ پھر ہم وہ ستر آسمان پر چڑھے تو ہیں نے وہاں ایک نہایت ہی حسین شخص کو دیکھا، جو حسین لوگوں پر وہی افضلیت رکھتا ہے جو فضیلت چاند کو اور ستاروں پر ہے۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ انھوں نے فرمایا آپ کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ ہیں۔ میں نے انھیں سلام کیا میں کا جواب انھوں نے دیا۔ پھر ہم تیسرے آسمان کی طرف چڑھے وہاں انھوں نے دروازہ کھلوایا۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام دیکھا ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ ہیں۔ میں نے انھیں سلام کیا میں کا جواب انھوں نے دیا۔ پھر میں چوتھے آسمان کی طرف چڑھا وہاں حضرت ادریس کو پایا جنھیں خدائے تعالیٰ نے بلند مکان پر اٹھا لیا ہے۔ میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا۔ پھر پانچویں آسمان کی طرف چڑھا۔ وہاں حضرت ہارون علیہ السلام ملے جن کی آدھی داڑھی سفید تھی اور آدھی سیاہ اور بہت لمبی داڑھی تھی قریب قریب ناف تک۔ میں نے حضرت ہارون علیہ السلام سے سوال کیا انھوں نے بتلایا کہ یہ اپنی قوم کے ہر دلعزیز حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کی جماعت ہے، انھوں نے بھی میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں چھٹے آسمان کی طرف چڑھا۔ وہاں حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام ملے۔ وہاں حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہیں۔ آپ کے پاس بھی آپ کی قوم کے لوگ تھے، آپ نے بھی میرے سلام کا جواب دیا پھر میں ساتویں آسمان کی طرف چڑھا۔ اس میں نے اپنے والد حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو اپنی پیٹھ بیت المعمور سے ٹیکائے ہوئے بیٹھا دیکھا۔ آپ بہت ہی جنت آدمی ہیں۔ دریافت کرنے پر مجھے آپ کا نام بھی معلوم ہوا۔ میں نے سلام کیا آپ نے جواب دیا۔ میں نے اپنی آنکھ کو خدا خلقت دیکھا۔ خلقت کے تو سفید بھلا بھیے کپڑے تھے اور خلقت کے سخت سیاہ کپڑے تھے۔ میں بہت اندھیر میں گئی تیسرے ساتھ ہی سفید کپڑے والے سب کے سب گئے۔ وہ وہ سے ہیں کے حالی کپڑے تھے وہ سب روک دیئے گئے۔ میں بھی میں پہر ہم سب نے وہاں نماز ادا کی اور وہاں سے سب باہر آئے اس بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں کہ ایک جو ایک دن پڑھ لے ان کی باری پھر قیامت تک نہیں آتی پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی جانب بلند کیا گیا۔ جس کا ہر پتہ اتنا بڑا تھا کہ میری ساری امت کو ڈھانک لے۔ اس میں سے ایک نہر نکل رہی تھی جس کا نام سلسبیل ہے جس میں سے دو چشمے نکلتے ہیں ایک کا نام نہر کوثر ہے اور دوسرا نہر رحمت۔ میں نے اس میں غسل کیا میرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو گئے۔ پھر میں جنت کی طرف چڑھایا گیا۔ وہاں میں نے ایک حور دیکھی۔ اس سے پوچھا تو کس کی ہے؟ اس نے کہا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی وہاں میں نے دودھ کی اور صاف شفاف پانی کی اور عزت شفاف شہد کی نہریں دیکھیں۔ اس کے آنا شیشے بڑے بڑے دروں کے برابر تھے۔ اس کے پرند تمہارے اونٹ جیسے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، کسی کان نے سنیں نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ پھر میرے سامنے صبح ہوئی کہ کی جہاں غضب خدا عذاب خدا اور خلق خدا اتنی اس میں اگر تھبرا اور لوٹ جائے تو وہ اسے بھی کھا جائے پھر میرے سامنے سے وہ بند کر دی گئی۔ میں میرے تک پہنچا رہا گیا اور مجھے آجانے لیا۔ میں میرے اور اس کے



درمیان بلند روکاوٹوں کے فاصلہ وہ گیا بلکہ اور قریب آسمان کے ہر ایک پر فرشتہ آگیا اور مجھ پر کہ میں زمین کی طرف لے گئے۔ اور فرمایا کہ تیرے نے ہر نبی کے حوض میں نماز پڑھی ہے۔ اس کی نیکی کا ارادہ کرے گا تو یکی ہو جائے گی اور جب کہ بھی کرے تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور برائی کے محض ارادے پر برائی کے ہوتے کچھ بھی نہ ہو جائے گا۔ اور اگر کرے تو صرف ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ سے ملاقات ہو گئے اور کی ہوئے کا ذکر کیا۔ جیسے کہ بیان کیا آخر جب پانچ رکعتیں فرض کی گئیں اور ہر نماز فرض ہوا اپنے بندوں پر تخفیف کر دی اور انھیں ہر نیکی کا دس نیکیوں دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپس پر فرمایا کہ جب کسی کو بھیجے واپس جانے کا حکم ہوتا ہے تو کچھ نہ کچھ تکلیف ہوتی ہے۔ ہم نے تجربہ کیا ہے تم بھی واپس جاؤ۔ اپنے رب سے اور تخفیف کی درخواست کرو۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے رب سے بہت شرما چکا ہوں۔ اب میں نہیں جاؤں گا۔ جو شخص اللہ کی راہ میں اپنے گھر سے نکلے اس کی مثال اس مجاہد کی ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے تو اس کے گناہ لکھے جائیں گے نہ نیکیاں۔ اگر وہ واپس آئے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو کر آئے جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ یہ حدیث بہت غریب ہے۔ اس کے بعض الفاظ بہت منکر ہیں۔ ابن جریر نے اس حدیث کو اپنی تفسیر میں بیت المقدس میں پہنچنے کے بعد بیان کیا ہے۔ اس کی ہیئت اس طرح کی ہے وہ بہت ہی لمبا چوڑا ہے۔ اس کی ہیئت اس طرح کی ہے وہ اس قدر باریک ہے وغیرہ۔ اس نے کہا بے شک آپ نے فرمایا ہے۔ پھر اس نے کھانے کے لئے کی طرف دیکھا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) اچھا ہے جیسے کہ ہیں نے کچھ کہا ہے کا احاطہ کیا ہے۔ یہ روایت اور بھی بہت سی کتابوں میں ہے۔ ہم نے باوجود اس کی طوالت اور غرابت اور ضعف کے اسے اس لئے بیان کیا ہے کہ اس میں اور حدیثوں کے بہت سے شواہد ہیں اور اس لئے بھی کہ بیہقی میں ہے حضرت ابو ہریرہ یزید بن ابی حکیم کہتے ہیں میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ پوچھا کہ حضور آپ کی امت میں ایک شخص ہیں جنھیں معیطی ذکر کیا جاتا ہے اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ یہ بہت بھر اور راویوں کے نام بیان کرنے پوچھا کہ وہ آپ کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ کو ایک بات معراج ہوئی آپ نے آسمان میں دیکھا (الخ) آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے کہا حضور آپ کی امت کے لوگ آپ کی طرف سے معراج والے رات میں بیت کے عجیب وغریب باتیں بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ باتیں مجھے دکھائے والوں کی ہیں۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضور سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم اپنے معراج کی کیفیت بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے اصحاب کو تم میں عشاء کی نماز پڑھائی پھر میں بیت المقدس کو ایک جانور سفید رنگ کا ایک جانور گدھے سے بڑا اور خچر سے نیچا اور مجھے دیا فرمایا اس پر سوار ہو جائیے۔ میں نے کچھ حرکت کی تو آپ نے اس کا کان مروڑا اور مجھے اس پر سوار کرایا۔ اس میں حلقہ میں نماز پڑھنے کو پھر مدینہ میں اس درخت کے پاس نماز پڑھنے کا پھر جہاں آپ نے بیت المقدس کر دیا گیا۔ آپ فرمانے لگے اس کی بناوٹ جس طرح کی ہے۔ اس کی ہیئت اس طرح کی ہے وہ بہت ہی لمبا چوڑا ہے وغیرہ۔ اس نے کہا بے شک آپ نے فرمایا ہے۔ پھر اس نے کھانے کے لئے کی طرف دیکھا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) اچھا ہے جیسے کہ ہیں نے کچھ کہا ہے کا احاطہ کیا ہے۔ یہ روایت اور بھی بہت سی کتابوں میں ہے۔ ہم نے باوجود اس کی طوالت اور غرابت اور ضعف کے اسے اس لئے بیان کیا ہے کہ اس میں اور حدیثوں کے بہت سے شواہد ہیں اور اس لئے بھی کہ بیہقی میں ہے حضرت ابو ہریرہ یزید بن ابی حکیم کہتے ہیں میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ پوچھا کہ حضور آپ کی امت میں ایک شخص ہیں جنھیں معیطی ذکر کیا جاتا ہے اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ یہ بہت بھر اور راویوں کے نام بیان کرنے پوچھا کہ وہ آپ کی حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ کو ایک بات معراج ہوئی آپ نے آسمان میں دیکھا (الخ) آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے کہا حضور آپ کی امت کے لوگ آپ کی طرف سے معراج والے رات میں بیت کے عجیب وغریب باتیں بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ باتیں مجھے دکھائے والوں کی ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk





حضرت موسیٰ کو تعمیر سے تھے۔ پھر بیت المقدس میں انہوں نے نماز پڑھی جہاں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے۔ پھر بیت المقدس میں نماز پڑھتے گا۔ وہاں تخت پر اس لئے گئے گا اور وہ وہ ۱۱۔ شعبے کے بارے نے گا اور بیٹ بھر کر وہ بچے کھوکر ہے زندہ ہیں وہیں ایک تیج کیے لگا نے بچے تھے بھوں سے گیا۔ فطرت تک پہنچ گئے۔ اور دیانتہ ہوئے۔ پھر ہم ایک وادی پر آئے جہاں ہم کو میں نہ دیکھ ہوئے تھے اچانک سے کی طرح نظر پھرتے ہوئے جگہ قریشی کو قافلہ میں کسی گم شدہ اونٹ کی تلاش میں تھا۔ میں نے انھیں سلام کیا میں لوگوں نے میرے ساتھ بھی پہچان لی اور آپس میں کہنے لگے "آؤ یہ بالکل محمدؐ کی ہے (اصل اللہ علیہ وسلم) پھر صبح کے وقت میں نے وہاں سے کوچ کیا۔ میرے پاس اونٹ تھے فطرت نے اور دیکھ لئے یا رسول اللہ صلعم آپ رات میں کہاں تھے جہاں نہال ہوئے میں نے سب حال کہہ سنایا۔ آپ نے کہا میں تو یہ سمجھا تھا کہ آپ نے بیت المقدس میں رات گزاری ہے۔ میں نے کہا نہیں یا رسول اللہ صلعم آپ رات کے قافلہ میں ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ہیں ہے کہ ہر نبی سے آپ کو بلکہ ملاقات کر۔ میرے خاطر وقت آپ نے دیکھا کہ کوئی ضرور کھڑا ہے میں پوچھا کون ہے؟ جواب ملا جبرئیل ہیں کو گوشت کی بارگاہ کے ہیں جب گئے تھے۔ وہیں آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو حضرت سارح ہوا تھا آنکھیں لڑھی زرد تھیں۔ پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے فرمایا۔ یہی ہے جس نے حضرت سارح کو قتل کیا تھا۔ شمس احمد میں ہے کہ جب آپ وہیں اللہ عنہ ہوئے تھے پھر آگے وہاں سے واپس کا راستہ ایک ہی ہے کہ ہر نبی کو پہنچا گیا اور آپ نے ہر نبی کو کوئی نہ کوئی بہت اللہ عنہ ان کے قافلہ کی خبر دی تو بعض لوگ کہنے لگے کہ ہم اس باتوں میں آنکھیں سوا نہیں ان سکتے اسلام سے پھر گئے پھر جب ابوجہل کے ہمراہ قتل کئے گئے۔ ابوجہل کہنے لگا کہ ہیں تجھ سے ہر قوم سے اور ہے فاکھہ ہو۔ محمد کا دعویٰ کرو جس کا کرتا ہے۔ اور آپ نے اللہ عنہ و جبال اس کی اصلی صورت میں دیکھا اور آنکھوں کو دیکھا۔ فرق ہیں دیکھا۔ حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ صلعم اور ابراہیم





علیہ السلام۔ زرقان کی شرح آپ نے بیان فرمائی وہ بھی ٹھیک ہے۔ اس کی ایک آنکھ ایسی تھی جیسے ستارہ اور بال ہیں جیسے کسی درخت کی گھنی شاخیں۔ حضرت عیسیٰ کا حلیہ اس طرح بیان فرمایا کہ وہ سفید رنگ گھنگریالے بال والے درمیانہ قد کے ہیں۔ اور حضرت موسیٰ گندمی رنگ کے گھنگریالے بال والے قوی آدمی ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بالکل تم سے مجھ جیسے ہی تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مالک کو بھی جو جہنم کے داروغہ ہیں دیکھا ان نشانیوں میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھائیں۔ پھر حضرت بن عباس رضؓ آپ کے چچا زاد بھائی کی آیت قرآن هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ہے پڑھی یہی تفسیر حضرت قتادہ نے اس طرح کرتے ہیں کہ موسیٰ کی طرح آنے والے ہیں تو شک نہ کر ہم نے اسے یعنی موسیٰ کو کتاب ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ یہ روایت صحیح مسلم شریف میں بھی اور مسند سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شب معراج ایک مقام سے گزرا جہاں پر میرا اصلی اور دوست و شوکی ٹھہرائی گئی۔ میں نے پوچھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے۔ فرشتہ نے جواب دیا کہ یہ فرعون کی لڑکی کی مشاطہ اور اس کی اولاد کے حسن کی شہزادی کو کنگھی کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی تو اس کی زبان سے بے ساختہ بسم اللہ نکل گیا اس پر شہزادی نے اس سے کہا۔ اللہ تو میرے باپ کا بھی رب ہے یا نہیں بلکہ اللہ تو وہ ہے جو مجھ اور تجھ اور فرعون کا رب ہے۔ اس نے کہا اچھا کیا تو میرے رب کے سوا کسی اور کو اپنا رب مانتی ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں میرا اور تیرے باپ سب کا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے باپ سے کہلوایا۔ وہ سخت غضب ناک ہوا اور اسی وقت حکم دیا کہ تانبے کی ہوگے کی ہوئی ہے آگ خوب تیار کیا جائے اور جب وہ بالکل آگ جیسی ہو جائے تو اس میں کچوں کو ایک ایک کرکے اس میں ڈال دیا جائے۔ آخر میں خود اسے بھی اسی طرح ڈال دیا جائے۔ چنانچہ وہ گرم کی گئی جب آگ جیسی ہو گئی تو حکم دیا کہ اس کے بچوں کو ایک ایک کرکے اس میں ڈالا جائے۔ اس نے کہا کہ اس سے پہلے کہ تو میرے ان بچوں کی ہڈیاں ایک ہو جگہ ڈالی جائیں مجھ کو اچھا تیرے کچھ حقوق ہمارے ذمہ ہیں اس لئے یہ مناسب ہے جب سب بچے اس میں ڈال دیئے گئے اور سب جل کر راکھ ہو گئے تو سب سے چھوٹے کی باری آئی جو ماں کی چھاتی سے لگا ہوا دودھ پی رہا تھا فرعون کے سپاہیوں نے اسے جب گھسیٹا تو اس نے بچے کے آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا اللہ تعالیٰ نے اس بچے کو اسی وقت زبان دیدی اور اس نے بآواز بلند کہا "اماں جان! نہ افسوس نہ کر۔ اماں جان ذرا بھی پس و پیش نہ کر۔ حق پر ہو جا۔ حق پر ہونا ہی سب سے بڑی نیکی ہے چنانچہ انھیں صبر آیا اور جس میں ذرا بھی اور آخر میں ان بچوں کی ماں کو بھی رضی اللہ عنہم و عین یوں ہو گئیں۔ سب نے مل کر بتایا۔ آپ نے اس واقعہ کے ساتھ ہی بیان فرمایا کہ چار چھوٹے بچوں نے گہوارے میں بات چیت کی ایک تو یہی بچہ اور ایک وہ بچہ جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاک دامنی کی شہادت دی تھی۔ اور ایک وہ بچہ جس نے حضرت جریج کی پاک دامنی کی شہادت دی تھی اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام۔ اس روایت کی سند بھی صحیح اور روایت میں ہے کہ مسند ۵ والی روایت کی صحیح تھی تھیں تھا کہ جب میں یہ ذکر لوگوں سے کروں گا تو وہ بھی جنت کے چند ایک جوان فوج کی کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اسی وقت آپ کے پاس سے دحیہ ۱۲ جبریل گزرا اور پاس بیٹھ کر بطور مذاق کہنے لگا۔ کہئے کوئی نئی بات ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہے۔ میں نے کہا کیا؟ آپ نے فرمایا بات کہ مجھے سیر کرائی گئی۔ اس نے پوچھا کہاں تک پہنچے؟ فرمایا بیت المقدس

www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk



سبحان کہ آپ آسمان کی بلندیوں تک پہنچے۔ فرشتے آپ کے آگے آگے تھے۔ آسمانوں کے دروازے آپ کے لئے کھولے گئے۔ یہ روایت اسی سورت کی آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ کی تفسیر میں آئے گی۔ مسند میں ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ میں تھے آپ کے سامنے بیت المقدس کی فتح کا ذکر ہوا۔ آپ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے خیال میں مجھے وہاں کس جگہ نماز پڑھنی چاہئے۔ انہوں نے فرمایا مجھے معلوم ہے تو چاہے تو صخرہ کے پیچھے نماز پڑھے کہ تمام عبادت گاہیں تیرے سامنے رہیں۔ آپ نے فرمایا تو یہودیت کی ملاوٹ کی میں تو اس جگہ نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے۔ پس آپ وہاں آگے بڑھ کر قبلے کی طرف نماز ادا کی، بعد ازاں ادا کے نماز آپ نے صخرہ کے اس پاس سے تمام کوڑا سمیٹا اور اپنی چادر میں باندھ کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور لوگوں نے بھی آپ کا اتباع کیا۔ پس آپ نے صخرہ کی ایسی تعظیم کی جیسے یہود کرتے تھے کہ نماز بھی ان کے پیچھے پڑھتے تھے بلکہ اس کو قبلہ بنا رکھا تھا۔ چونکہ حضرت کعب وہبی تھے مسلمان ہو گئے تھے اسی لئے آپ نے ایسی رائے پیش کی تھی جسے خلیفۃ المسلمین نے قبول نہ فرمایا اور آپ نے خرابیوں کی طرح صخرہ کی اہانت کی کہ انہوں نے وہاں کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ بنا رکھا تھا۔ بلکہ آپ نے خود بھی اس سے کوڑا صاف کرایا۔ اسی کی مثل اس حدیث کے شواہد ہے جس میں ہے کہ لوگوں پر بیٹھو نہ ان کی طرف نماز ادا کرو یا یک طویل روایت معراج کی اثنا میں جو ہر براق سے خوبصورت والی بھی وہی ہے۔ اس میں ہے کہ حضرت جبرئیل نے اور میکائیل نے آپ کے پاس آئے۔ جبرئیل نے میکائیل سے کہا کہ میرے پاس زمزم کے پانی کا طشت لاؤ کہ میں ان کے دل کو پاک کروں اور ان کے سینے کو کھول دوں۔ پھر آپ کا سینہ چاک کیا گیا اور آپ کے دل کو نکالا اور تین مرتبہ حضرت میکائیل کے دو سونے کے پیالے طشت سے دھویا۔ آپ کے سینے کو کھول دیا



برکت ہے جو سب سے بہتر خالق ہے۔ پس گرشتے نے کہا تم ہی ہو خوش ہو گئی۔ پھر آپ ایک دوسرے دروازے میں پہنچے جہاں نہایت بڑی اور بھیانک گروہ داروغہ کی شکلیں اور سخت بدرو تھی آپ نے اس کی ایسی ہی جبرئیل سے پوچھا انہوں نے بتلایا ایک شخص کو آواز دے رہا ہے دیکھ رہا ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کو پکارتا ہے وہ میرے خوف و خطر سے شقاوت اور گمراہی سے انہوں نے بتلایا ہے میرے عذاب اور سزا کے سامان بہت وافر ہوں گے میں جہنم کا داروغہ ہوں۔ دوسری آسمان بہت ترقی بھی وہ دیکھا جس کا وصف بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر مشرک و کافر جہنمی منکر ہے ایمان مرد عورت میرے ملنے والے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں سچ ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت کو حکم کر دیجئے کہ وہ جنت کی خوشبو کو پالیں۔ آپ سے پہلے یہاں تک کہ جنت مقدس پہنچے۔ آپ کے گھوڑے کا باندھنا حاجیوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ فراغت کے بعد انہوں نے پوچھا کہ جبرئیل یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی طرف بھیجا گیا؟ فرمایا ہاں سچ مچ بھیجا گیا۔ پھر آپ سے آئے ہیں بہت اچھے خلیفہ ہیں اور بہت اچھی اور عزت سے آئے ہیں پھر آپ کی ملاقات ہوئی کہ دونوں سے ہوئی سب نے اپنے پر درود بھیجا ہاں کی حضرت ابراہیم نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا اور مجھے بہت بڑا ملک دیا اور میری امت ایسی فرمانبردار کر ان کی ان کی اتفاق کی جاتی ہے۔ جس کے ہاتھ میں کہ جانے اور اسے میرے لئے شفیع اور سفارشی بنا دی۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا خدا کی مہربانی ہے کہ اس نے مجھ سے کلام کیا میرے دشمنوں کو آل فرعون کو ہلاک کیا بنی اسرائیل کو میرے اصحاب نجات دہندہ کی امت میں ایسی جماعت رکھی جو حق کی ہدایت حق کے ساتھ عدل کرنے والی تھی۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی ثنا بیان کی ضرور شکایت احمد شفیع نے مجھے عظیم الشان ملک دیا لوہے کو طرح میرے لئے نرم کر دیا۔ پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور پرندوں کو بھی میرے ساتھ تسبیح خدا کرنے والے بنا دیئے مجھے حکمت اور فیصلہ کی قوت عطا فرمائی۔ پھر حضرت سلیمان نے شاہانہ طرز تک

سب کچھ دیکھا کر دیا اور عرض و سلام و ایمان تحیت میں آپ نے پڑھا۔ سلام اس پر ہو دیا اور آپ کے درجات بلند فرمائے کے درمیان گفتگو ہوتی رہی۔ اور ایک گوشہ پر ٹھہر کر آپ کو حضرت جبرئیل لے چلے۔ دیکھا کہ ایک قوم ہے ہر ہر کھیتی کاٹتی ہے اور بڑھ جاتی ہے۔ حضرت جبرئیل سے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ راہ خدا کے مجاہد ہیں جن کی نیکیاں سات سات سو تک بڑھتی ہیں اور جو خرچ کریں اس کا بدلہ پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہترین رزاق ہے پھر آپ گئے اور اس قوم پر ہوا جن کا سر پتھروں سے کچلا جا رہا تھا۔ ہر بار ٹھیک ہو جاتے اور پھر کچلے جاتے۔ دم بھر کو انہیں راحت نہ ملتی تھی۔ میں نے پوچھا کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ فرض نمازوں کے وقت ان کے سر بھاری ہو جایا کرتے تھے۔ پھر آپ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے آگے کچھ چیتھڑے لٹک رہے ہیں اور وحشی جانوروں کی طرح گھاسوں پر منہ مار رہے ہیں اور جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیسے لوگ ہیں؟ فرمایا یہ مال کی زکوٰۃ نہ دینے والے۔ اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ پھر میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے سامنے ایک ہنڈیا میں نہایت ستھرا گوشت ہے دوسری میں نہایت بدبودار گندا گوشت ہے یہ اس اچھے گوشت سے نہ روک دیئے گئے ہیں اور اس بدبودار بدمزہ سڑے ہوئے گوشت کو کھا رہے ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ یہ کس گناہ کے مرتکب ہیں؟ جواب ملا کہ یہ وہ مرد ہیں جو اپنی حلال بیویوں کو چھوڑ کر حرام عورتوں کے پاس رات گزارتے تھے اور وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال خاوندوں کو چھوڑ کر اوروں کے پاس رات گزارتی تھیں۔ پھر آپ نیچے کو چلے ایک لکڑی ہے کہ ہر گزرنے کو پھاڑ دیتی ہے اور ہر چیز کو زخمی کر دیتی ہے۔ پوچھا کیا؟ فرمایا یہ آپ کے ان امتیوں کی مثال ہے جو راستے روک کر بیٹھ جاتے ہیں ہر

www.pdfbooksfree.pk



ذرا الحمد للہ خدا نے حوا کو پیدا کیا تو کرو اور تب لیں کو بھی
کہ وہ میرے فرمان کے تحت بڑے بڑے محبت اور لطف و مہربانی
نمائندے کے اس نے بچے جانوروں کی آنکھوں کے سامنے کو طلاق دے کر
میں بچے فضیلت دی۔ فرشتوں کے جوں کے بندوں کے سامنے
سجدہ تعظیم کرو۔ اپنے محبت سے سوئے بندوں پر بچے فضیلت
دی اور بچے دامطلقت دی جو سرے سے بچے کسی کے پاس نہیں،
اور وہ بھی ایسی جس میں کمزوری بھی نہ کمزوری تھی اور کوئی حساب نہ
تھا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کے فضل کی تعریف بیان
کرنی شروع کی کہ اس نے مجھے اپنا کلمہ بنایا اور میری مثال
حضرت آدم کی سی ہے جسے مٹی سے پیدا کر کے کہہ دیا تھا کہ جو جا
اور وہ ہو گئے تھے۔ اس نے مجھے کتاب و حکمت و قوت تحمل
بھلائی میں بھی کامیاب نہ جانتا پھر اس میں جھوٹ مارنا خود حکم
خدا نہ پہنچ کر آیا ہوں کہ تم بھی یقین کرو۔ بندوں کو خدا سے ڈرنا
نگہ خدا اچھا کر رہا تھا فرشتوں کی عبادت کی جازت نہ دی جو بچے
بچے کے اس نے خدا بنا کے پاک سن کر دیا۔ مجھے اور میری والدہ
کو شیطان سے بچایا۔ ہم پر شیطان کا کچھ دخل نہ تھا۔ میاں رسول
خدا فرماتے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت
بیان کرنے کے لیے کہا ہوں۔ اس کے لئے صرف اتنا ہے جس نے
مجھے حضرت آدم بنا کر پیدا فرمایا تھا خوبیوں کے لئے ڈرانے اور
خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا۔ مجھ پر قرآن کریم نازل فرمایا میں
ہر چیز کا بیان ہے میری امت کو تم اور امتوں سے افضل
بنایا جو کہ اور دلوں کی بھلائی کے لئے بیان کی ہے اسے بہتر امت
امت بنایا ہے جو کہ اور آخری امت بنایا میرا بندہ کہوں
والا اور مخبر کرنے والا بنایا۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اسی طرح
سے آل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رب سے فضل ہیں
ہو جو ہر ذی [illegible] فرماتے ہیں شروع کرتے ہیں آپ ہیں تھی
ہو روز قیامت شفاعت آپ ہی سے شروع ہوں گی۔ پھر آپ کے
سامنے تین ڈھکے ہوئے برتن پیش کئے گئے۔ پانی کے برتن میں سے



آپ نے تھوڑا سا پانی نوش فرمایا پھر دودھ کا برتن لے کر
پیا پھر شراب کا برتن لے کر پیا۔ پھر شراب کا برتن واپس کر دیا
سے انکار کر دیا کہ میں سیر ہو چکا ہوں۔ حضرت جبرئیل نے فرمایا
ہے آپ کی امت پر حرام کر دی جائے والی ہے اور اگر آپ نے
پی لیتے تو آپ کی امت میں سے آپ کے ساتھ بہت ہی کم لوگ
پھر آپ کو آسمان کی طرف لے جایا گیا دروازہ کھلوایا جا پوچھا
گیا یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم
پوچھا گیا آپ کی طرف بھیجے گئے؟ فرمایا ہاں۔ انہوں نے کہا
اس بھائی اور خلیفہ کو خوش رکھے یہ اچھے بھائی اور بہت
جد خلیفہ ہیں۔ اسی وقت دروازہ کھول دیا گیا۔ آپ نے دیکھا
کہ ایک شخص ہیں اور کی پیدائش کے نام لوگوں کی طرف ان کی بہت
میں کوئی نقصان نہیں۔ ان کے دائیں ایک دروازہ ہے جہاں
سے خوشبو کی پیش آ رہی ہے اور بائیں جانب ایک دروازہ
ہے جہاں سے خبیث بدبو آ رہی ہے وہ اپنی طرف کے دروازہ
کو دیکھ کر ہنس دیتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور بائیں طرف
کے دروازے کو دیکھ کر رو دیتے ہیں اور غمگین ہو جاتے
ہیں۔ میں نے کہا جبرئیل یہ شیخ اور کی پیدائش والے کون ہیں
جن کی خلقت میں کچھ بھی نقص نہیں۔ اور یہ دونوں دروازے
کیسے ہیں؟ جواب ملا کہ یہ آپ والد حضرت آدم علیہ السلام
ہیں۔ دائیں جانب جنت کا دروازہ ہے اپنی اولاد کو
دیکھ کر خوش ہو کر ہنس دیتے ہیں۔ اور بائیں جانب جہنم کا
دروازہ ہے اپنی اولاد کو دیکھ کر رو دیتے ہیں اور
غمگین ہو جاتے ہیں۔ پھر دوسرے آسمان کی طرف بڑھے
اسی طرح کے سوال جواب کے بعد دروازہ کھلوایا گیا اب
نے وہ جوانوں کو دیکھا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ حضرت یحییٰ
بن مریم اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہیں یہ دونوں
میں خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔ اسی طرح تیسرے آسمان پر گئے
وہاں حضرت یوسف علیہ السلام ملے جنہیں حسن میں اور
پر بھی فضیلت تھی جو چاند کو [illegible]



اسی طرح پہنچے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا
نہ خالہ زاد بھائی ہیں۔ پھر آپ اونچے
آسمان پر بھی انہی سوالات و جوابات کے بعد پہنچے دیکھا کہ وہ
صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے آس پاس کچھ لوگ ہیں جو
ان سے باتیں کر رہے ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب ملا کہ
حضرت ہارون علیہ السلام ہیں جو اپنی قوم میں ہر دلعزیز تھے
اور یہ لوگ بنی اسرائیل ہیں۔ پھر اسی طرح چھٹے آسمان پر
پہنچے۔ حضرت موسیٰ کو دیکھا آپ کے ان سے بھی آگے نکل
جانے پر وہ روئے دریافت کرنے پر سبب یہ معلوم ہوا
کہ بنی اسرائیل میری نسبت یہ سمجھتے تھے کہ تو ہم سے زیادہ
میں خدا کے پاس سب سے زیادہ بزرگ ہیں ہوں لیکن میں
میرے خیال جو دنیا میں ہیں اور میں قبر میں ہوں۔ پھر
حضرت یحییٰ جو کبھی جدائی مفارقت نہ تھی سکین مریم کے
نہ خالہ زاد کی امت ہے۔ پھر آپ اسی طرح ساتویں آسمان پر
پہنچے وہاں ایک صاحب کو دیکھا جن کی ڈاڑھی میں کچھ سفید
بال تھے وہ جنت کے دروازے پر بیٹھے کرسی لگائے بیٹھے تھے
ہیں ان کے پاس کچھ اور لوگ بھی ہیں۔ بعض کے چہرے تو
بشاش ہیں اور بعض کے چہروں پر کچھ کم جہت ہے بھی ہیں
میں کچھ ہے بھی ہے۔ لوگ نکلتے اور جہنم ایک خوبصورت باغ
سے ہو کر قدرے نکھر گئے۔ پھر دوسری نہر میں نہائے کچھ اور
نکھر گئے پھر تیسری میں غسل کیا بالکل روشن سفید چہرے
ہو گئے۔ ان دونوں کے ساتھ ان کی جنت میں چلے گئے۔ وہ انہی جیسے
ہو گئے۔ آپ کے سوال پر حضرت جبرئیل نے بتلایا کہ آپ کے
والد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ دائیں جنت پر سعید روحیں
ہیں جنہیں نیکی کے لئے ہے۔ سعید نسمہ والے وہ جماعت لوگ ہیں
جو فرشتوں سے بچتے رہے اور جن کے کبیرہ گناہوں کے ساتھ کچھ
ہیں کچھ مدت تک وہ لوگ ہیں جن سے لغزشوں کے ساتھ کچھ
دار بھی ہو گئی تھیں۔ ان کی توبہ پر اللہ تعالیٰ نے
اور بائیں جہنم جہنم کے ہے۔ وہ بری امت اللہ تعالیٰ
ہے۔ اول نہر جہنم کے ہے۔ وہ بری امت اللہ تعالیٰ
میری شراب طہور کی نہر ہے جو شہیدوں کی خاص شراب ہے
پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ کی
ستونوں پر جو پابندی کرنے والے ہیں تک پہنچا جائے جس
کی پڑے پاکیزہ پانی کی طرف نہر سے وہ دھو دی گئے جسے نہ
خراب کی وہ صاف شہد کی نہریں جاری تھیں اس درخت کے
سایے میں کوئی سوار اگر ستر سال بھی چلا جائے تو اس کا سایہ
ختم نہیں ہوتا۔ اس کا ایک ایک پتہ اتنا بڑا ہے کہ ایک امت
کو ڈھانپ لے۔ اللہ عزوجل کے فرشتوں نے آپ کے چہرے پر ملک
کھا خاص اور بزرگی شکل کے فرشتوں نے آپ کے چہرے پر ملک
اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت میں رواں تھے۔ اس وقت اللہ
تعالیٰ جل شانہٗ نے آپ سے باتیں کیں، فرمایا کہ اے محمد کیا
چاہتے ہو؟ آپ نے گزارش کی کہ خدایا تو نے ابراہیم کو اپنا
خلیل بنایا اور انہیں بڑا ملک دیا موسیٰ سے تو نے باتیں
کیں۔ داؤد کو عظیم الشان سلطنت دی اور ان کے لئے
لوہا نرم کر دیا سلیمان کو تو نے بادشاہت دی جنات انس
شیاطین حوائیں ان کے تابع فرمان کر دیں اور وہ ایسی
دی جو کسی کے بعد ان کے سوا نہیں۔ عیسیٰ کو تو نے تورات
و انجیل سکھائی اپنے حکم سے مردوں اور کوڑھیوں کو اچھا
کرنے والا اور مُردوں کو جلانے والا بنایا انہیں اور ان
کی والدہ کو شیطان رجیم سے بچایا کہ اسے ان پر کوئی دخل
نہ تھا میری نسبت فرمایا رب العالمین عزوجل نے فرمایا
تو میرا خلیل ہے۔ تورات میں میں نے تجھے خلیل الرحمٰن کا لقب
دیا ہے تجھے تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے تیرا
سینہ کھول دیا ہے تیرا بوجھ اتار دیا ہے تیرا ذکر بلند کر دیا ہے
جہاں میرا ذکر آئے وہاں تیرا ذکر بھی ہو گا ہے اور تیری
امت کو میں نے سب امتوں سے بہتر بنایا ہے جو لوگوں کے
لئے برآمد کی گئی ہے تیری امت کو میں نے عدل امت بنایا
ہے تیری ہی امت کو اول و آخر بنایا۔ تیری ہی امت کا حصہ جائز بھیجا
جبکہ دوسروں نے اور رسول ہونے کا شرف بخشا ہے

www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk

www.pdfbooksfree.pk



آپ نے احادیث ملاحظہ فرمائیں — اس زمانے میں ہوائی جہاز کاریں، ریل گاڑیاں تو تھیں نہیں، لوگ اونٹوں پر سفر کرتے تھے اور تیز ترین اونٹوں پر سفر کر کے ایک ماہ کے بعد بیت المقدس تک پہنچا جا سکتا تھا — لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف وہاں تک پہنچایا — بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر بھی لے جایا گیا — اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ نے کروٹ تک نہیں بدلی تھی — جب کہ اس سفر کے لیے ان گنت سالوں کا عرصہ بھی ناکافی تھا۔

ان تینوں مثالوں کو سامنے رکھ کر جب ہم برموڈا تکون پر غور کریں گے تو یہ بات ہم پر واضح ہو جائے گی — کہ دراصل اس جگہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت دکھاتے ہیں، ہونا تو یہ چاہیے کہ اس کی قدرت دیکھ کر — اور سالہا سال تک اپنی کوششوں میں ناکام رہنے کے بعد آپ لوگ اس ذاتِ باری تعالیٰ پر کامل ایمان لے آئیں — حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کر لیں — لیکن اس طرف تو شاید آپ کی توجہ آج تک دلائی ہی نہیں گئی — میں آپ لوگوں کو دعوت دیتا ہوں — قرآنِ

www.pdfbooksfree.pk



کریم کا مطالعہ کرنے کی اور احادیث کا مطالعہ کرنے کی۔
جو تینوں مثالیں میں نے قرآنِ کریم اور احادیث کے ذریعے
آپ کو سنائی ہیں۔ آپ خود اپنی آنکھوں سے ان کا
مطالعہ کر لیں۔ تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی
ہو جائے۔ اس سے زیادہ وضاحت برموڈا تکون کی
نہیں کی جا سکتی۔ میں آپ کو ایک موڑ پر لے آیا
ہوں۔ اس موڑ کے ایک طرف کھلی ہدایت ہے۔ دوسری
طرف صرف تاریکی ہی تاریکی، اپنے علم کے ذریعے اور اپنے
آلات کے ذریعے آپ لوگ قیامت تک کوئی بات معلوم نہیں
کر سکتے۔ لگے ہاتھوں ایک حدیث اور سن لیں۔ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"سمندر دوزخ کے اوپر واقع ہے۔ اب ذرا غور
کریں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غائب
ہونے والے جہازوں کو ایک آن میں دوزخ میں
پہنچا دیا ہو۔ اس صورت میں بھلا وہ جہاز انسانوں
کو کیسے مل سکتے ہیں۔ کچھ بھی ہو۔ یہ واقعات
صرف اور صرف ایک اللہ کی حاکمیت کا پکار پکار
کر اعلان کر رہے ہیں۔ اور بس۔ مجھے یہی
کچھ کہنا تھا۔"



انسپکٹر جمشید نیچے اتر آئے۔ لوگوں پر سکتے کی حالت
طاری تھی۔ دوسرے دن تک سیکڑوں غیر مسلم مسلمان ہو چکے
تھے اور زور شور سے قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ کا
بغور مطالعہ کرنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔

وطن کے لیے روانہ ہوتے وقت ان کے دلوں میں ایک
اطمینان تھا۔ ایک خوشی کی لہر تھی۔ اور انھیں یقین ہو
چلا تھا۔ کہ ابھی ان میں سے اور بھی بہت لوگ مسلمان
ہونے والے ہیں۔